

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ 143)

اور اسی طرح ہم نے تم کو بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہوگا۔

# تحریک جماعت اسلامی

اور

# مسلك الہدایت

جماعت اسلامی کے عقائد و نظریات اور تعارف مسلك الہدایت پر عظیم کتاب

تصنیف

مفت قرآن، شراح صحیح بخاری علامہ محمد داؤد

ماہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ

مفت اسلام شیعہ الحدیث مولانا محمد اسماعیل

سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ المدینہ دہلی

مکتبۃ المدینۃ الدار السلفیۃ للنشر والتراث الاسلامی

18- سفید مسجد سائے پولیس تھانہ سوہرا بازار نمبر 4 کراچی-74400

Ph.7226509 Fax.92-21-2419580 Mobile.0300-2160113



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ ۱۴۳)  
اور اسی طرح ہم نے تم کو بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو گا۔

# تحریک جماعت اسلامی

اور

# مسک اہل حدیث

جماعت اسلامی کے عقائد و نظریات اور تعارف مسک الہدایت پر عظیم کتاب

تصنیف

مفسر قرآن، شارح صحیح بخاری علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مقدمہ

مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

مکتبۃ السنۃ، الدار السلفیہ لنشر التراث الاسلامی

دوکان نمبر 18- سفید مسجد بالمقابل پولیس تھانہ سولجر بازار نمبر 1 کراچی پوسٹ کوڈ 74400

نام کتاب — تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث

مصنف — مولانا محمد داؤد راز مرحوم

مقدمہ — مفکر اسلام مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم

نظر ثانی — ابو عبد المہین اثری

سرورق — اقبال سعید بانی دارالتحریر اکیڈمی کراچی

طباعت — پاکستان میں پہلی بار

صفحات — ایک سو تیس

تعداد — ایک ہزار

تاریخ — ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

ناشر — مکتبۃ السنۃ - کراچی

قیمت — 40/- روپے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول  
خاتم النبیین وعلى آلہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان  
الى يوم الدين - اما بعد -

جماعت اہل حدیث اور تحریک جماعت اسلامی میں بنیادی  
فرق اور عقائد و نظریات و منہج میں ایک دوسرے سے جدا ہونے پر  
مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب پاکستان میں پہلی بار بغیر کسی  
ترمیم و اضافہ کے چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے مصنف کتاب کو مولانا شار اللہ  
امر تسری مرحوم کے ترجمہ قرآن کو تفسیری حواشی نیز صحیح بخاری کا اردو میں شرح  
کر کے چھاپنے کا شرف حاصل ہے، کتاب کا مقدمہ مفکر اسلام مولانا محمد اسماعیل سلفی  
مرحوم کے بصیرت افروز قلم سے ہے۔

**قارئین کرام** اس وقت دونوں بزرگ نیز کتاب میں درج اکثر علماء کرام دنیا  
سے رحلت کر چکے ہیں، لہذا ان کے اسماء کے ساتھ دعائیہ کلمات کو اب یوں  
تبدیل کر کے پڑھیں۔ غُفْرَ اللّٰهُ لَہُ، رَحْمَہُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَدْخَلْہُ  
جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ۔ وغیرہ۔

کتاب میں مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا امین احسن اصلاحی کا نام بھی آپ کو ملیگا  
جو کہ مولانا مودودی کی زندگی میں ہی تحریک جماعت اسلامی سے استعفیٰ دے چکے تھے۔  
**ضروری نوٹ** کتاب میں مولانا مودودی کی قابل اعتراض عبارت کے سلسلہ میں  
ان کی کتب کے وہ ایڈیشن ملاحظہ کریں جو ان کی زندگی میں طبع ہوئے تھے۔  
**اصل مقصد اشاعت** ۱۱، بھولے ہوئے رفقاء کو حقائق سے روشناس کرنا۔

۲، اظہار حق و شہادت حق، (۳) اسلاف کے علمی و درث کا احیاء۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

ابو عبد المہمین الاثری ۲/۳/۱۴۱۳ھ



## گزارشات

تنہائی، تجربہ اور منتخب حواشی والے قرآن مجید کی تسوید و تبییض کا کام معمولی کام نہیں تھا، پھر کتابت اور طباعت کے مراحل جس قدر دشوار گزار ہوتے ہیں ان کا لازمی نتیجہ تھا کہ فراغت کے بعد نہ صرف قلب اور دماغ بلکہ جسم کے پورے ڈھانچے نے اس شدت کے ساتھ تھکن محسوس کی کہ پورا ایک سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک صحت بحال نہیں ہے۔ بلکہ دل و دماغ اس قدر متاثر نظر آتے ہیں کہ کسی قلمی خدمت کے لئے آمادہ ہونا ایک پہاڑ نظر آتا ہے۔ پھر امراض جسمانی کے ساتھ ساتھ ہجوم افکار نے رہی سہی ہمت کو بھی خاتمہ کے قریب پہنچا دیا ہے، اسی کیفیت میں ایک روز اپنے گوشہ تنہائی میں فاضل محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ اہل حدیث مغربی پاکستان کا قابل قدر علمی مقالہ "جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث" مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک پوسٹ میں نے ایک خط لاکر ہاتھ میں دیا جس کا مضمون یہ تھا:-

"محترم المقام مولانا محمد داؤد صاحب رازید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کل ہندوستان اور پاکستان میں ایک نئی جماعت قادیانی جماعت کے مانند ظاہر ہوئی ہے اور اپنا نام اسلامی جماعت

---

۱۔ اب دو فوٹوں بزرگ اس دارقانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ اللہم اغفر لہم  
و ادخلہم جنتہ الفردوس۔ (اثری)

رکھا ہے۔ ہمارے اطراف میں اکثر اہل حدیث ہیں اور سب کے سب مودودی بن گئے ہیں۔ جو تعلیم یافتہ علماء اس میں داخل ہو چکے ہیں ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو اسلامی جماعت کی طرف کیوں جاتے ہو اپنی جماعت اہل حدیث کی طرف کیوں نہیں جاتے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ آج اہل حدیث کا شیرازہ منتشر ہے اب اہل حدیث کسی کام کے نہیں رہے۔ اس لئے ہم لوگ اس طرف جا رہے ہیں مگر تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا مولانا شاہ رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ اہل حدیث بھی مدفون ہو چکا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آج تک اہل حدیث نے کیا کیلئے مودودیت کی تردیدیں کتنی کتابیں لکھی ہیں میرے اس علاقے کے اکثر اہل حدیث نے عقائد مودودیت کو قبول کر لیا ہے صرف تنہا فدوی کہاں تک روکے اس لئے عرض ہے کہ اگر جماعت کو بچانا ہے تو فوراً کارروائی کی جائے زیادہ کیا مکھوں جواب سے ضرور فدی کو مطلع کریں۔

کتبہ احقر العباد محمد احسان اللہ سلفی مدرس دارالہدیٰ بابوان

ڈاکخانہ بستی بازار بھایہ سونا پور پور نیہ بہار ۲۴ فروری ۱۴۲۶ھ

یہ خط میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں تھی بلکہ اطراف و جوانب ہند سے وقتاً فوقتاً اس قسم کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ صرف ایک خط کی نقل ذیل میں اور درج کرتا ہوں تاکہ شرعی اعتبار سے دو معتبر ثقہ شہادتیں ناظرین کرام کے سامنے آجائیں۔ جماعت اہل حدیث کے ایک مخلص ترین کارکن سلام مسنون کے بعد لکھتے ہیں:-

مولانا اپنی دلی کیفیت کیا بیان کروں جماعت اہل حدیث ایک بہت بڑے امتحان سے گزر رہی ہے۔ پورے بہار میں مودودی تحریک کے فتنے نے علما اہل حدیث کو اپنے دام میں لے لیا ہے۔ سب تو نہیں مگر اکثر و بیشتر ان کے دام میں آچکے ہیں۔ اور جو نہیں آئے ہیں وہ مٹا ضرور ہیں۔ مجھے تو اب یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ جماعتی روناس کے آگے روٹوں سب مشتبہ نظر آتے ہیں اور کیا تحریر کروں اللہ ہم کو آپ کو اور سب دینی بھائیوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھے۔ فقط

محترم شمس الہدیٰ ٹیلیگرافسٹ ڈی. ٹی. او منظر پور بہار  
۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء

مولانا احسان اللہ صاحب کے خط نے اس خط کو بھی فائل سے تلاش کرایا اور پھر ہر دو خطوں کا بار بار مطالعہ کیا اور تعجب بر تعجب ان علماء پر ہوا جو اہل حدیث ہونے کے باوجود تحریک مودودیت کو قبول کرنے میں پیش پیش ہیں۔ چونکہ یہ خطوط ایسے وقت میں سامنے آئے کہ محترم مولانا محمد اسماعیل کا مقالہ مذکور زیر مطالعہ تھا اس لئے میں نے خاموشی کو جماعت کے ساتھ بے وفائی پر محمول کرتے ہوئے قدرتی اشارے کو سمجھا کہ حضرت فاضل محترم کے مقالہ کی روشنی ہی میں اپنے محترم بھائیوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کی جائے اور کیوں نہ عوام و خواص کے سامنے ایک مشعلِ ہدایت رکھی جائے کہ جس کے اُجلے میں کھرے اور کھوٹے کی تمیز آسان ہو جائے۔ اسی مخلصانہ جذبہ کے تحت یہ مقالہ ناظرین کے ہتھوں میں ہے میں اپنے محترم عالی جناب حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی سے اس جرأت کے لئے معذرت خواہی کرتا ہوا بلا مبالغہ عرض کروں گا کہ خیال ناقص میں تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث کے بنیادی اختلافات کو نمایاں کرنے میں جناب والا کا قابلِ قدر علمی مقالہ ایک کامیاب ترین کوشش ہے۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ پھر جناب والا نے خادم کے اس مقالہ پر جو پیش لفظ تحریر فرمایا ہے وہ سونے پر سہاگہ ہے ان حقائق کے مطالعہ کے بعد امید قوی ہے کہ متردین کا تردد دور ہوگا اور بھولے بھٹکے بھائی راہِ ہدایت پائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آمین ناظرینِ کرام اور بزرگانِ عظام میں سے کسی محترم کو خادم کے اس مقالہ کا یا فاضل محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کے تحریر فرمودہ پیش لفظ کا اگر کوئی گوشہ گراں گزرے تو ان کی خدمت میں باادب عرض کروں گا کہ ایسے حضرات جذبات سے بالاتر ہو کر ٹھنڈے دل کے ساتھ حقائق



پر غور کریں اور طبع نازک پر جو چیز گراں گذر رہی ہے اگر وہ حقیقت ہے تو اُسے تسلیم  
کریں جذبات کو قربان کر دیں کہ یہ جہادِ اکبر ہے اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو  
خادم کو یا محترم فاضل موصوف کو اس سے اطلاع بخش دیں کہ باہمی خلوص و محبت کا  
یہ تقاضا ہے اور ہمیں اس سے یقیناً بہت ہی خوشی حاصل ہوگی۔

آخر میں عرض ہے

نورِ اطلع ترمی زن چوں ذوقِ نغمہ کم یابی  
حدی راتیز ترمی خوان چوں محلِ راگران مینی

مولائے کریم! تویح بصیر ہے عظیم بذات الصدور ہے۔ ہماری نیتیں ہمارے  
اُداوے تجھ پر ظاہر ہیں یا اللہ ہم کو خلوص عطا فرما حمت جاہلیت سے ہم کو بچا۔ ہمارے  
قلم اور ہماری زبان کو صرف حق کی حمایت میں چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰهُ الْعَالَمِیْنَ! ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت فرما جو انبیاء و صدیقین و شہداء  
و صالحین کرام کا راستہ رہا ہے ہر قسم کی کجروی سے بچا، گمراہیوں سے بچا۔ اپنی اور  
اپنے حبیب کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق ہم کو عطا کر اسی روشنی پر زندہ رکھ اور  
اسی پر موت نصیب فرمائو۔ آمین

رَبِّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ  
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَسَائِرِ عِبَادِكَ  
الصَّالِحِیْنَ - آمین

(راقم)

خادم محمد داؤد شاہ السنی  
(ربیع الثانی، ۱۴۳۶ھ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مُحَمَّدًا وَهُدًى عَلَى رُسُولِهِ الْكَرِيمِ

# پیش لفظ

— انزقلم —

بطل جلیل حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب الحدیث

ساکن گوجرانوالہ و نائب علی مرکزی

جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان ڈامٹ کام

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ مجھے مولانا مودودی اور ترجمان القرآن سے اس وقت تعارف ہوا جب مولانا حیدر آباد میں تھے۔ بقول مولانا اصلاحی مولانا مودودی ملائے کتبیں نہیں ہیں اس لئے مولانا جو کچھ لکھتے ہیں مروجہ مکاتب سے آزاد ہو کر اجتہاد سے لکھتے ہیں اور ان کو اپنے نظریات پر اتنا ہی وثوق ہوتا ہے جتنا ایک مجتہد کو اپنے اجتہادات پر ہونا چاہیے۔ مکتبہ علماء کو اس طرح کے بعض نظریات بلا بحث و فقہاء کے مذاکرات اور اساتذہ کے اشارات سے مل جاتے ہیں اس لئے یہ حضرات نہ ان اجتہادات کو اہمیت دیتے ہیں نہ ان کا احترام کرتے۔ بلکہ بسا اوقات انہیں اپنی تنقید کی سان پر چڑھا دیتے ہیں، ویسے بھی ہمارے

مکاتب میں طلبہ کے مزاج کا انحصار زیادہ تر اساتذہ کے فیوض پر ہوتا ہے کچھ مکاتب کے ماحول پر۔ پس وہاں علماء اور مولانا کے طریق فکر میں یہ ایسی قطع ہے جسے پاٹنا کافی مشکل ہے۔

مولانا مودودی میں ایک اور بھی خوبی ہے مولانا اپنے اجتہادات میں قوت استدلال سے اتنا نہیں گھبراتے جس قدر وہ عوام کے یہجان اور فضا کی تمازت سے دبتے ہیں۔ کئی اہم ملکی مسائل اور مشقۃ النکاح کے متعلق مولانا نے تفرد و اختیار فرمایا علماء کے کہنے پر مولانا نے توجہ نہ فرمائی جب اخبارات نے سرخیاں جمائی شروعات کیں اور ایک یہجان سا بپا ہو گیا تو مولانا نے فوراً ہتھیار ڈال دیے۔

۱۵ تاخرین کرام میں سے شاید اکثر کو معلوم ہو گا کہ حضرت مولانا مودودی صاحب کے عجیب و غریب علمی تفردات میں سے ایک مسئلہ ”متعہ کا جواز“ بھی ہے۔ متعہ اہل سنت کے ہاں احادیث صحیحہ کی بنا پر قطعاً حرام ہے۔ اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ اور جملہ امامان احادیث کا اس پر اتفاق ہے۔ مگر ان سب سے ہٹ کر مولانا مودودی صاحب نے متعہ کو جائز قرار دیا اور جب اخبارات اور اسلامی دنیا میں اس پر لے دے ہوئی، علماء نے اس پر مولانا کو چیلنج کیا تو آپ نے نہ صرف اس کے جواز پر ڈرامائی استدلال پیش کرنے شروع کئے بلکہ احتجاج کرنے والے علماء کی جگڑیاں اچھالنے لگی۔ اور آپ کے مریدوں نے علماء کرام کی وہ وہ تردید تجھیل تفسیق فرمائی کہ توبہ ہی بھلی۔ اس منظم محاذ جنگ کا اندازہ آپ ذیل کے اقتباس سے لگا سکیں گے جو جماعت اہل حدیث کے مستند ثقہ مقبول ترین اجداد الاعتصام لاہور مجریہ ۱۸ نومبر ۱۹۵۵ء سے درج ذیل کیا جا رہا ہے۔

تعب ہے کہ مودودی صاحب اگر (۱) صحیح احادیث کا مضحکہ اڑائیں (۲) حوالہ کے متعلق پایہ تحقیق کو بہرہ نگی ہوئی روایات کو افسانہ قرار دیں (۳) صحیح بخاری شریف کی صحت و استناد کے ماننے کو شرارت و ملیت کے سنائی بتائیں (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

مولانا اپنے علمی تفردات کی اگر اشاعت نہ فرماتے یا اپنے اجتہادات اور جماعتی لٹریچر میں خط فاصل کھینچ سکتے تو اس قدر بگاڑ نہ ہوتا۔ لیکن ہوا یہ کہ مولانا نے اپنے گرد و پیش اس قسم کے مزیدار باب اجتہاد کو جمع فرمایا جو مولانا کوئی نہ کوئی عجوبہ ظاہر فرماتے رہتے ہیں اور یہ سارا لٹریچر جماعت ہی کا تصور ہوتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) (۴) تمام علمائے دین کی تجہیں کریں۔ (۵) اسی اور ہدایہ کی دل کھول کر تفسیر کریں۔ (۶) متعہ ایسے قبیح فعل کا جواز ثابت کریں تو جماعت اسلامی کے مجتہدوں کے نزدیک یہ بلا استثناء سب کچھ صحیح اور بجا۔ لیکن اگر کوئی اشد کا بندہ مودودی صاحب کی گرفت کرے اور ان کی تحقیق کو غلط قرار دے تو یہ جماعت اسلامی کی نازک مزا جیوں کے منافی ٹہرے اور اسکی بارگاہِ عدل و انصاف میں ایسا شخص گردن زدنی و کشتنی قرار پائے۔ یہ آخر کیوں ہے؟ جماعت اسلامی کے یہ لینے اور دینے کے پیمانے اتنے مختلف کیوں ہیں۔۔۔؟

شاید ناظرین کرام میں سے کوئی صاحب ہمارے یا اخبار الاعتصام کے بیان بالا کو بلا لفظ آمیزی تصور کریں ایسے حضرات کے سامنے ہم اس جماعت کے صرف ایک اخبار ایشیائی کے وہ مازیا اور مکروہ الفاظ بطور نمونہ نقل کرتے ہیں جو صرف ایک مخالف مولانا احمد علی صاحب خدام الدین لاہور والوں کی شان میں اس اخبار نے استعمال کئے ہیں اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ جماعت اسلامی کے صالحین کی سنجیدگی و منانیت و شرافت کی دنیا کس قدر سنسان ہے۔ اخبار ایشیائی کے مدیر شہیر مولانا نصر اللہ خاں صاحب مولانا احمد علی صاحب کے حق میں ذیل کے خطابات بڑی ہی فراخ دلی کے ساتھ غالباً لکھنؤ کی روایتی بھٹیاریوں کی لغت کو سامنے رکھ کر پیش فرماتے ہیں۔

جاہل بہتان طراز 'مفتی' اخلاقی قیلمات سے بے بہرہ، تقویٰ 'تقدس' للہیت اور تقرب الی اللہ کا ڈھونگ بچانے والے، غیر مقبول سمسی صورت والے، فریبی، جھوٹے۔ تقدس و تقویٰ کی دھونس بچانے والے۔ مذہبی حرکتیں کرنے والے علم و اخلاق سے

## اپنی کیفیت

میں خود ابستہ جماعت اور اس کے لٹریچر سے کسی قدر متاثر رہا اور شاید دیر تک متاثر رہتا لیکن فن حدیث کے متعلق اساتذہ کی توجہات اور فیوض اور ائمہ حدیث کے گرامی قدر ارشادات سے جو مزاج بن چکا تھا اس کی وجہ سے مولانا اہل ان کے رفقاء کے اجتہادات طبیعت پر گراں گذرنے لگے۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ اس اساسی تعارض میں تطبیق یا ترجیح کی کوئی صورت پیدا ہو سکے لیکن سیری قدامت پسند طبیعت نے سازگاری کی ان ساعی سے بالکل انکار کر دیا میں نے عسوس کیا کہ مداخلت کرنا مشکل ہوگا۔ ملک میں سیاسی کشمکش تھی میں نے سوچا کہ ”اھون البلیتین“ کے اصول پر کچھ وقت صبر اور خاموشی سے گذر جائے پھر دیکھا جائے گا۔ لیکن اس نفاق آمیز مداخلت پر بھی طبیعت مطمئن نہ ہو سکی کیونکہ میری ناقص رائے میں یہ چور دروازے برداشت کے قابل نہ تھے۔ ایسے نظریات جنہیں اپنا لینے کے بعد احادیث نبوی ہر مداری کی درایت اور ہر رائے پرست کے چشم و ابرو کی

(بقیہ ناشیہ صفحہ ۱۰) بے قلق، فاسد ذہنیت کے مالک، پیشہ وردیندار، عقل کے اندھے، غیر ذمہ دار، قرآن کی فہم سے عاری، ناخدا ترس، بے حس، خدا اور مخلوق کی شرم سے بے بہرہ، بے حیا، بے وقوف، گھناؤنے اور مکروہ اخلاق کے مالک، دیوبند کی چراگاہ سے نکلے ہوئے، فریبی، دجل و کذب کے مالک، شور مچانے والے کھن چور، انیونی، مغریدہ سر۔

(الاعتصام لاہور، ۱۵ نومبر ۱۹۵۵ء بحوالہ ایشیا ناہم)

نیک کن جماعت اسلامی کی طرف سے یہ خطابات مولانا احمد علی صاحب کو صرف اس جرم کی پاداش میں ملے کہ انہوں نے مورودی صاحب کے غلط و غلط اجتہادات کے خلاف کیوں لب کشائی کی؟ اب اس روشنی میں اس جماعت کے دستور کی اس دفعہ کا مطالعہ کیجئے جس میں لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھا جائے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ قول افضل کے اس نقاد کے لئے یہی کہنا موزوں ہوگا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور پی اے دیکھانے کے اور۔۔۔

”راۃ“

محتاج ہو کر رہ جائے دیانت اسے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو سکی۔ وحی اپنی اذواق اور وجدانی عوامل کی تختہ مشق بن جائے میری دانست میں یہ جرم ”تحا کے مادی الطاعوت“ سے کسی طرح کم نہیں۔ ائمہ حدیث ائمہ کوفہ کی بعض علی ہوشگافیوں کو سنت کی موجودگی میں پسند نہیں فرماتے تو وہ ان نیچر آمیز عقلیاً کو کیونکر گوارا کر سکتے ہیں؟ پھر یہ اندھے کی لالچی ایسے کم سواد ہاتھوں میں دے دی جائے جن کے علم و بصیرت فہم و فراست پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس کا تو یہ مطلب ہو گا کہ حدیث کو ایک غیر مستند دستاویز تسلیم کر لیا جائے جو منکرین حدیث کا اہل مقصد ہے۔

## اعلان بیزاری | میرے لئے یہ مشکل تھا کہ اس بدعت کو گوارا کروں جس سے

حدیث اور ائمہ حدیث کا احترام خطرہ میں ہو اور جانتے ہوئے ایسی جدید اور بدعتی تحریکات کا پیغمبر بنا گوارا کر لیا جائے میرے بعض دوست اس وقت بھی جماعت اسلامی کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ میں تو اسے ضعیف ایمان۔ مدامت سمجھتا ہوں اس لئے میں نے جماعت اسلامی اور اس کی قیادت سے ساری ہمدردیاں ختم کر دیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

## جدت پسند حضرات؟ | ہیں جب کوئی تکلیف ہو یا کوئی عمارت بنانی ہو تو ہم اچھے

ڈاکٹر اور قابل انجینئر کی تلاش کرتے ہیں۔ پھر علاج کے معاملہ میں انجینئر سے مشورہ کی ضرورت نہیں سمجھتے اور نہ ہی عمارت کے متعلق ڈاکٹر سے دریافت کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں ہر فن اور حرفت کے متعلق ماہرین کی طرف رجوع و انتمندی کا تقاضا تصور کرتے ہیں۔ لیکن علوم دینی اور دفاتر سنت کا تذکرہ آجائے تو ہر اور بیچ پشیز اور ناتراشیدہ جاہل قلم دوات سنبھال کر تنقید کے لئے تیار ہو جاتا ہے کبھی انھیں ”عجمی سازش“ کی خود ساختہ فکر دامگیر ہوتی ہے، کبھی

تدین کا وقت ان کے فرضی توہمات کی بنیادوں پر انہیں ستانے لگتا ہے۔ کبھی اہل علم کے اوطان کی تلاش میں بچارے سرگردان پھرنے لگتے ہیں۔ اگر یہ حضرات دماغوں میں ان علمی مشاغل کی اہلیت نہ رکھتے تھے تو اور چند سال ملازمت کر لی ہوتی یا اچھا ہوتا کہ یہ حضرات کرام آرام فرماتے اسلام کی بجائے اپنے عزیزو اقارب کو اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے۔

**ہمارا صرف ایک مطالبہ ہے** | وہ یہ کہ فن حدیث کے خدام موجود ہیں انہیں اپنے بیج مستقیم پر خدمت کا موقع دینا چاہیے۔ جو اس کے اہل ہوں گے وہ خود اسکی ذمہ داری سنبھال لیں گے۔ جو اس کے اہل نہیں وہ یہ درد سہی خواہ مخواہ کیوں خریدتے ہیں ۵

پیش آنکس برد کہ خریدار تست

نہ آپ فن کو جانتے ہیں نہ فن آپ سے آشنا ہے پھر سر پھوڑنے سے کیا فائدہ؟ ناقدین کی موجودہ کہیپ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس نے باقاعدہ فن حدیث پڑھا ہو۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ  
علیہ فرماتے ہیں :-

**ائمہ حدیث**

وكان الذي عليه الجمهور ان العلم يختلف باختلاف  
حال المخبرين به فرب عدد قليل اذا خبرهم العلم  
بما يوجب صدقهم واضعافهم لا يفيد خبرهم  
العلم ولهذا كان ان خبر الواحد قد يفيد العلم  
اذا احتفت به قراين تفيد العلم وعلى ذلك فكثير من  
متون الصحاحين متواتر اللفظ عند اهل العلم بالحديث  
وان لم يعرف غيرهم انه متواتر ولهذا كان اكثر

متون الصیحین مایعلم علماء الحدیث علما قطعیا ان  
النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالہ تارۃ تارۃ لتواترہ عندہم  
وتارۃ لتلقی الامتہ بالقبول الخ

فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۰۹

جہور علماء کا خیال ہے کہ علم کے حالات خبر کے لحاظ سے مختلف ہوتے  
ہیں کبھی تھوڑے سے افراد کے صدق کی وجہ سے خبر میں علم و یقین نمایاں ہوتا  
ہے کبھی کئی گنا افراد کی خبر سے علم اور یقین حاصل نہیں ہوتا اس لئے جب خبر  
واحد قرائن سے بھرپور ہو اس سے علم و یقین حاصل ہو جاتا ہے اس اصل کے مطابق  
صحیحین میں اکثر روایات لفظاً متواتر ہیں لیکن اس کا فیصلہ صرف علماء حدیث  
کر سکتے ہیں جو اس فن کے ماہر اور اکسپرٹ ہیں۔ غیروں کو اسکی کیا خبر؟ اسی طرح  
صحیحین کے بعض متون کے متعلق یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کا ارشاد  
ہے۔ یہ یقین کبھی تواتر سے ہوتا ہے کبھی امت کے قبول عام سے حاصل یہ ہے کہ  
(۱) خبر پر اعتماد خبر کی صفات کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے تعداد کے ساتھ صفات  
کا لحاظ ضروری ہے (۲) صحیحین میں اکثر روایات لفظاً متواتر ہیں (۳) خبر واحد  
اگر قرائن موجود ہوں تو اس سے بھی یقینی علم حاصل ہوتا ہے (۴) صحیحین کے اکثر متون  
کے متعلق یہ کہنا بجایا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ (۵)  
لاکن یہ فیصلہ علماء حدیث کا کام ہے ہر بولواہوس کا یہ حق نہیں۔ (۶) یہ اعتماد  
اور فیصلہ کبھی تواتر عددی سے ہوتا ہے کبھی امت کی قبولیت عامہ سے، یہ ماہر اور  
اکسپرٹ علمائے فن کی رائے ہے۔ مگر پرنسپل عبدالحکیم مولانا اصلاحی مولانا  
مودودی اگر اس پر مطمئن نہ ہوں تو وہ معذور ہیں وہ فن سے آشنا نہیں ہیں۔  
اس کے بعد شیخ الاسلام خبر واحد اور اسکی مختلف صورتوں کا ذکر اور  
قرائن کے تفصیل تذکرہ کے بعد فرماتے ہیں:-

وتارۃ یکون علم احدہم لقرائن تحتف بالاکخبار



توجب لهم العلم ومن علم ما علوا حصل له من

العلم ما حصل لهم اذ فتاوى جوامع

ان کا یہ علم قرآن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو خبر میں پائے جاتے ہیں، جو اس علم کو جان لے گا، سے یقیناً وہ علم حاصل ہوگا جو علماء حدیث کو ملا دقت و خرد کی دنیا میں فنون اور علوم میں فیصلہ کا حق گنواروں کو نہیں دیا جاسکتا۔

تقسیم ہند کے بعد ظاہر تعلقات  
**حضرات علمائے ہند** | آپ حضرات سے ٹوٹ چکے ہیں

حجاز پہنچنا شاید آسان ہو آپ کی زیارت مشکل ہے مجھے مالیر کوٹہ کی مسجد اہل حدیث کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ ہمارے بعض رفقاء جماعت اسلامی کی گرفت میں آچکے ہیں اور مولانا محمد امین اثری کے توسط سے مسجد اور ملحقہ جائیداد کا شکار کھیلا جا رہا ہے وہاں کے احباب کی شکایت کے بعد میں نے مولانا عبدالوہاب صاحب آرومی اور بعض دوسرے احباب کو لکھا اور ممکن کوشش کی کہ مالیر کوٹہ کی جماعت اہل حدیث سے انصاف ہو اور اکابر ہند اس معاملہ میں جرات سے کام لیں لیکن مجھے محسوس ہوا کہ لا حیات لمن تنادی۔ حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد ادام اللہ فیوضہ کے سوا ہمارے اکابر سے کسی کو کلمہ حق کہنے کی توفیق میسر نہ ہوئی۔ اور جماعت اسلامی نے با دعا صلاحیت مولانا کے خلاف جتنا کچھڑ اچھالا ندامت سے میرا سر ٹٹوں ہے۔

۱۵ فاضل محترم نے نزاع مالیر کوٹہ کی بابت حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ العالی کے ایک اہم ترین تاریخی فیصلے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ناظرین کرام کے استفادہ کے لئے ہم وہ فیصلہ اخبار اہل حدیث دہلی بحریہ ۱۵ اکتوبر ۱۳۵۲ء سے بیان حرف بحرف نقل کر دیتے ہیں امام الہند کا یہ فیصلہ جماعت اہل حدیث ہند کے لئے ایک اہم ترین دس حیات ہے جس پر الفاضل الشہیر حضرت مولانا محی الدین احمد قصوری کے تاثرات بھی

۱۵ مالیر کوٹہ سے حال ہیں ہیں اطلاع ملی ہے کہ جائیداد پر جماعت اسلامی والے قابض ہیں تو اسکا

اہل کانفرنس کے آرگن "ترجمان" میں بعض اکابر نے ایک برأت نامہ شائع فرمایا لیکن ہے حضرات علماء ہند اس سے مطمئن ہو گئے ہوں مجھے تو تسکین نہیں ہوئی۔

قابل مطالعہ ہیں جس میں اس فیصلے کی روشنی میں ہمارے لئے بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں۔ یہی وہ تاریخی فیصلہ ہے جس کی وجہ سے جماعت اسلامی کے نامہ نگاروں نے حضرت امام الہند کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا مگر..... بھونکتے رہ جاتے ہیں اور راہ رو گزر جاتے ہیں۔ اخبار اہل حدیث دہلی کے ادارہ سمیت وہ تاریخی فیصلہ حسب ذیل ہے۔

## مالیر کوٹلہ کے ایک نزاعی معاملہ میں

### حضرت مولانا ابوالکلام حسنا آزاد کا اصولی فیصلہ

رباست مالیر کوٹلہ میں جماعت اہل حدیث قدیم زمانہ سے موجود ہے خفیوں کے ساتھ تو اختلافات رہتے ہی تھے لیکن کچھ عرصہ سے اہل بدعتوں میں آپس میں مودودیت اور غیر مودودیت کے سلسلے میں بھوٹ پڑ گئی اور یہ اختلاف اس درجہ بڑھا کہ ایک ہی مسجد اہل حدیث میں دو جماعتیں ہونے لگیں۔ بالآخر یہ معاملہ امام الہند حضرت علامہ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد رنفع اللہ علیہ لعل پور صوفی کونجہ تہیں پیش کیا گیا حضرت مولانا مدوح نے جو ہمیشہ از خود فیصلہ صادر فرمایا ہے اس کو بعد انفاذ ذیل میں ہر

ناظرین کیا جاتا ہے (ادارہ)

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی کا گرامی نامہ اسی ضمن میں آیا جس میں بڑی عزت آمیز تلخی تھی۔ میرے لئے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہل حدیث مالیر کوٹلہ میں کچھ عرصے سے ایک سخت نزاع پیدا ہو گیا ہے۔ نزاع نے اس قدر طول کھینچا کہ پولیس کو حفظ امن کے لئے مداخلت کرنی پڑی۔ اور بالآخر اصلاح حال اور دفع نزاع کے لئے معاملتیں ثالثوں کے سپرد کیا گئی۔ جو حضرات ثالث مقرر ہوئے ہیں انہوں نے معاملہ کی تفصیلات سے مجھے مطلع کیا اور لکھا کہ جماعت کے دونوں فریق چاہتے ہیں کہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ آپ جو فیصلہ کر دیں گے اسکی بلاچون و چرا تعمیل کی جائے گی۔ میں نے انہیں لکھا کہ دونوں فریق اپنا ایک ایک معتمد نمائندہ دہلی مسجد میں تاکہ دونوں فریقوں کا نقطہ خیال مجھے معلوم ہو جائے اس کے بعد جس نتیجہ پر پہونچوں گا لکھ کر بھیج دوں گا۔

چند دنوں کے بعد ثالثوں نے مجھے اطلاع دی کہ دونوں فریقوں نے اپنی اپنی انجمنوں کا باقاعدہ جلسہ کر کے دو نمائندے چن لئے ہیں۔ ایک فریق نے بابو محمد شفیع صاحب کو چنا ہے دوسرے فریق نے ماسٹر کفایت اللہ کو۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو دونوں صاحب دہلی آئے اور مجھ سے ملے۔ دونوں صاحب اپنا تحریری بیان لائے تھے۔ جو میں نے لے لیا۔ انہوں نے تفصیل کے ساتھ زبانی تقریریں کیں۔ جو میں نے سن لیں۔ معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہونچا ہوں قلم بند کر کے بھیج دیتا ہوں۔

نزاع جس معاملہ میں ہوا وہ یہ ہے کہ مسجد اہل حدیث کا امام اور خطیب کیسا بنائے نزاع ہونا چاہیے؟ اور موجودہ امام مولوی محمد امین صاحب مبارکپوری اس منصب پر قائم رہیں یا انھیں سبک دوش کر دیا جائے۔

مالیر کوٹلہ میں جماعت اہل حدیث کی ایک مسجد ہے جس کا انتظام انجمن اہل حدیث کی نگرانی میں ہے۔ مسجد کی امامت و خطابت کے لئے انجمن نے یہ طے کیا تھا کہ اس منصب پر ایک ایسے

## مخلصانہ گزارش

میں مسلک کے معاملہ میں دوستوں سے لڑنا چاہتا ہوں اگر یہ حضرات پاکستان میں ہوتے یا مجھے وہاں اُن کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوتی تو میں اُن کو

اہل حدیث عالم کو مقرر کیا جائے جو قرآن و حدیث کا درس دے سکے۔ اور توحید و سنت کا مبلغ ہو۔ دو سال ہوئے مولوی محمد امین صاحب مالیر کو ٹھہرا گئے۔ اور اس منصب پر مقرر کیے گئے۔ مولوی صاحب ممدوح جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس منصب کو جماعت اسلامی کے انکار و عقائد کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنالیا۔ اور یہ صورت حال بتدریج یہاں تک بڑھی کہ ان کے وعظ و ہدایت اور ملی جدوجہد کا قیام تر مرکز جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ ہو گئی۔ جماعت اسلامی کا مرکز قائم کیا گیا اور بیت المال بھی کھول دیا گیا۔

اس صورت حال کی وجہ سے جماعت اہل حدیث میں اختلاف رونما ہوا۔ ایک گروہ نے اُسے پسند نہیں کیا کہ مسجد کی امامت، جماعت اسلامی کی دعوت و تبلیغ کا اُنہ کا ربنادی جائے اس کی رائے یہ ہوئی کہ امام مسجد کو صرف مسلک اہل حدیث کے انکار و مقاصد کا مبلغ ہونا چاہیے۔ وہ چاہتا ہے کہ مولوی محمد امین صاحب اس خدمت سے سبک دوش کر دیے جائیں۔ دوسرا گروہ مولوی صاحب کا حامی ہے اُسے اس پر اصرار ہے کہ مولوی صاحب ممدوح امام رہیں۔

بالآخر یہ تفرقہ یہاں تک بڑھا کہ مسجد میں دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت مولوی محمد امین صاحب کے پیچھے نماز پڑھتی ہے دوسری ایک دوسرے صاحب (مولوی عبداللہ صاحب) کے پیچھے۔ گزشتہ رمضان میں ایک نیا جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یعنی یہ کہ مسجد میں پہلی جماعت کس فریق کی ہو؟ اس پر جذبات اس قدر تیز ہو گئے کہ نقاد امین کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔ پولیس نے فریقین سے پینتیس افراد کو زیرِ دفعہ ۱۵۱ گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا۔ عدالت نے ابتدائی پیشی کے بعد کارروائی ملتوی کر دی اور ثالث مقرر ہوئے تاکہ اصلاح حال کی کوشش کی جائے۔

جو فریق موجودہ امام صاحب کا مخالف ہے اسکی جانب سے محمد شفیع صاحب نے

بتانا کہ آپ حضرات کی مصلحت اندیشی یا کنبہ پروری جماعت کو کس مہیت میں مبتلا کر دے گی اور عند اللہ ان طحانہ نظریات کو گوارا کرنے کی آپ کون سی

تھے۔ جو فریق ان کا حامی ہے اسکی جانب سے ماسٹر کفریات اللہ صاحب آئے تھے۔

اس نزاع نے ایک اصولی سوال پیدا کر دیا ہے۔ جس کا ہم فیصلہ کرنا چاہتے

## فیصلہ

سوال یہ ہے کہ مسجد اہل حدیث کی امامت و خطابت کے منصب کو کسی دوسری مذہبی یا سیاسی تحریک کی دعوت و تبلیغ کا ذریعہ بنانا مناسب ہے یا نہیں؟ اور جماعت اہل حدیث کے معاصد کے پیش نظر ایسا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس بات کا دوازدہ فوراً بند نہیں کر دیا گیا تو یہ بات جماعت اہل حدیث کے لئے آئندہ طرح طرح کی شکلات و مفاسد کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ آج جماعت اسلامی کا سوال پیدا ہوا کہ کل کوئی مدرسہ امام صاحب آئیں گے اور مسجد کے خبر کو کسی دوسری سیاسی یا مذہبی تحریک کی دعوت و تبلیغ کا پلیٹ فارم بنادیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسجد کی امامت وقت کی سیاسی یا مذہبی تحریکوں کا ایک بازیچہ بن کر رہ جائے گی۔ اور جماعت اہل حدیث اپنے مسلک اور اصول کو محفوظ نہیں رکھ سکیں گی۔

ملک میں جو سیاسی اور مذہبی تحریکیں چل رہی ہیں لوگوں کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اس میں دلچسپی لیں لیکن مسجد کی امامت و خطابت کو اس کا آکر کاربنا ناکسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔ مسجد کا منبر صرف کتاب و سنت کی تبلیغ و تلقین کے لئے ہے۔ اسے دوسری تحریکوں کے دھاتیہ رپرڈیگیٹڈ اکا پلیٹ فارم نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر یہ کیا گیا تو یہ جماعت کے لئے ایک خطرناک اقدام ہوگا۔

بابو محمد شفیع صاحب نے اپنے بیان میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ جماعت اسلامی کے بعض افکار و آراء قابل اعتراض ہیں اور علماء نے ان کا رد کیا ہے۔ میں اس معاملہ میں جانا ضروری نہیں سمجھتا۔ میرے سامنے مسالک صرف اس شکل میں آیا ہے کہ کیا اصولاً یہ

مذرت فرمائیں گے، مگر صورت یہ ہے کہ آپ وہاں ہیں جہاں حاضری شکل ہے فحادث عواد بیننا وخطوب بقول حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی ”اتنی دور سے کسی کے متعلق فیصلہ کرنا کہاں کی دیانتداری ہے“

بات مناسب ہوگی کہ مسجد کی امامت کے منصب کو کسی سیاسی یا مذہبی تحریک کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے؟ اگر ایسا کرنا اصولاً درست نہیں ہے تو پھر اس بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جس تحریک کا سرودست سوال پیدا ہوا ہے وہ کیسی ہے؟ اور اس کے افکار و آراء کیا ہیں؟ خواہ کچھ بھی ہوں لیکن امامت کے منصب کو ان کا ذریعہ تبلیغ نہیں بنانا چاہیے۔

ماسٹر کفایت اللہ صاحب نے اپنے بیان میں اس بات پر زور دیا ہے کہ بالو محمد شفیع صاحب کی مخالفت محض جماعت اسلامی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ بعض شخصی وجوہ کی بنا پر ہے اور اس سلسلہ میں انھوں نے بعض واقعات بیان کیے ہیں۔

میں نے ان واقعات کی تحقیقات ضروری نہیں کیں کیونکہ سوال افراد کی مخالفت اور عدم مخالفت کا نہیں ہے۔ بلکہ اصل مسئلہ کا ہے۔ فرض کر لیا جائے کہ محمد شفیع صاحب کسی ذاتی مخالفت کی بنا پر موجودہ امام صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اہل سوال بدستور باقی رہتے ہیں کہ مسجد کی امامت کو وقت کی تحریکات کا ذریعہ تبلیغ بنانا چاہیے یا نہیں؟

میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مولوی محمد امین صاحب کو اس خدمت سے سبکدوش کرنا چاہیے اور ان کی جگہ ایک ایسے اہل حدیث عالم دین کو مقرر کرنا چاہیے جو اہل حدیث کے مسلک کے مطابق قرآن و حدیث کی تعلیم دے توحید و سنت کی تبلیغ کرے اور وقت کی سیاسی اور مذہبی تحریکوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔ اگر فوراً کسی ایسے صاحب کا انقرر نہیں ہو سکتا تو سرودست مولوی عبداللہ صاحب امامت کی خدمات انجام دیں جب تک کہ کسی زیادہ اہل شخص کی خدمات حاصل ہو جائیں۔ آخر میں میں دونوں فریقوں سے درخواست کروں گا کہ جو کچھ ہو چکا ہے

میری خاموشی کے لیے کافی تھا۔ لیکن علماء ہند کا فرض تو ختم نہیں ہوتا۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ جماعت کو ان ملحدانہ نظریات سے بچائیں مالیر کوئلہ کی طرح مدرسہ جھنڈے نگر سے اطلاع آئی۔ انوس سے خاموش ہو گئی لیکن اتنے اکابر کے ہوتے ہوئے یہ حادثہ ہو جائیں تعجب ہے۔

جماعت اسلامی کے صلحاء سے گزارش ہے کہ اس قسم کے ہوشندانہ یا عیارانہ ڈاکوؤں سے جماعت کے وقار میں امانہ نہیں ہوگا آپ بدنام ہوں گے، بیسے کہ آپ نے پاکستان میں ملاحظہ فرمایا آپ کی قیمت روز بروز کم ہو رہی ہے۔

## تحریک جماعت اسلامی اور مسلک المحدث

پیش نظر مقالہ دیکھ کر طبیعت پھر متاثر ہوئی اور جنون میں بہت کچھ کہہ دیا معلوم نہیں یہ گزارشات کہاں کہاں ناخوشگوار اثرات پیدا کریں گی۔ لیکن ان امرید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔ آپ نوجوان ہیں آپ کا قلم بحمد اللہ سیال ہے۔ زبان میں قوت گویائی موجود

اب اے ایک قلم فراموش کردیں اور بکلم انما المؤمنون اخوة باہم مگر بغیر ہو کر از سر نو رشتہ اغوت کو تازہ واستوار کریں۔

## ابوالکلام احمد آزاد

۱۔ مدرسہ جھنڈے نگر اب جماعت المحدث ہی کے زیر انتظام ہے فالحمد للہ (راز)  
دفت، امام الہند مولانا آزاد مرحوم کے اس اصولی فیصلہ پر آج بھی اگر تمام مکاتب فکر کے لوگ کار بند ہو جائیں تو بہت بڑے فتنہ کا دروازہ بند ہو سکتا ہے۔  
(اثری)



ہے، دونوں نعمتوں سے فائدہ اٹھائیے، سوتوں کو جگلیے، اللہ تعالیٰ آپ کی ساعی کو کامیاب فرمائے ۵

کنوئٹ کہ چشم است اشکے بہار  
کنوں بایدت غدتقصیر گفت

زباں دردہاں است عذرے بہار  
نہ چو نفس ناطق ز گفتن نجفت

## مولانا ابوالکلام کے تاریخی فیصلہ پر تبصرہ

از مولانا محی الدین احمد قصوری

ایر کوئٹہ میں مسجد اہل حدیث کے متعلق ایک تنازعہ کے سلسلے میں پچھلے دنوں مولانا ابوالکلام آزاد اٹال اللہ عرۃ وزاد اللہ فیوضہ کا ایک فیصلہ "الاعتراف" میں شائع ہوا تھا۔ قصہ مختصر یہ تھا کہ مسجد جماعت اہل حدیث کی تھی۔ اس کے امام مولوی محمد امین صاحب جماعت اسلامی کے رکن تھے۔ امام موصوف نے مسجد کی امامت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جماعت کا دعائیہ (پرگنڈہ) شروع کر دیا۔ لوگوں کو جماعت مذکور کی رکنیت، اس کے بیت المال کے قیام کی ترغیب دینا شروع کی بعض اہلحدیث بھائیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ اس سے جماعت میں تفرقہ پیدا ہو کر جماعت دو حصوں میں بٹ گئی اور رفاق و شقاق یہاں تک بڑھا کہ مقامی عدالت اور پولیس کو دخل اندازی کی ضرورت پیش آئی۔ مقامی حکام نے معاملہ کو دینی اور مذہبی سمجھ کر فریقین کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ اس نزاع میں حضرت مولانا کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضرت مولانا نے ایک باخبر اور معاملہ فہم جج کی طرح فریقین سے تحریریں لیں کہ انھیں مولانا کا فیصلہ منظور ہوگا۔

حضرت مولانا کا فیصلہ "الاعتراف" کے شمارہ ۱۵ اکتوبر میں شائع ہو چکا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ فیصلہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور جہاں ایک طرف حکم کی انتہائی انصاف پسندی، صراحت، معاملہ فہمی، صحت فکر اور سلامت طبع کی نہایت ہی مہربان

میں گذارش کروں گا کہ اصول حدیث اور ائمہ حدیث کے ارشادات کی روشنی میں آپ حضرات اسی بیج پر مزید مسلک اہل حدیث کو تفصیلاً شائع

اور روشن دلیل ہے، وہاں اپنے اندر دقت کی حد اتوں کے لئے ایسے تمام نزاعات اور فیصلہ طلب قضیوں میں بہت بڑی روشنی اور راہنمائی پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور جماعت اہل حدیث کے لئے یہ درس موعظت ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی جگہوں پر کسی ایسے آدمی کو مقبور نہ کرے جو اس کے تصورات سے متفق نہ ہو۔ اور ان سے کامل طور پر تعاون نہ کر سکتا ہو۔ جس شخص کی دلچسپی ہی کسی دوسری جماعت کے ساتھ ہو وہ ہماری مساجد میں امامت کا منصب ہمارے اداروں میں نفاذ کا منصب اور ہمارے مدارس اور درس گاہوں میں صدر مدرس کے منصب پر فائز نہ کر کے کس طرح دل جمعی سے کام کر سکتا ہے؟

جن دنوں میں کلکتہ میں تھا اور اخبار اقدام نکالا کرتا تھا۔ مولانا آزاد و محدث دہلی کے میدان

## ایک قابل تقلید مثال

میں میدان کی نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ نہایت احتیاط کے ساتھ بھی ہجوم کی تعداد بیان کروں تو ایک لاکھ ہوا کرتی تھی۔ انھیں دنوں میں فقہ انگیزیوں نے جن میں زیادہ تعداد اہل بدعت و سوء کی تھی، کچھ ہنگامہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی لیکن مولانا نے خود میدان کی نمازیں پڑھانا چھوڑ دیں۔ حالانکہ مولانا کے پاس بیسیوں وفدائے جن میں کلکتہ کے بعض بڑے بڑے لوگ بھی شامل تھے لیکن انھوں نے معذرت کر دی۔

اب آپ مولانا کے فیصلے پر غور و انصاف سے نظر کریں تو انھوں

## مولانا کا فیصلہ

نے قضیہ زیر تصفیہ میں بھی بنیادی مسئلہ کو لیا ہے۔ اور امام جزدی سائل کو جو دراصل اسی بڑے پٹر کی شاخیں ہیں، چھوڑ دیا ہے۔ یعنی مسجد کی تولیت اور یہ بدیہی پسینہ ہے کہ وہ جماعت اہل حدیث کا حق ہے۔ جب تولیت اس کا حق ہے تو تعین امام بھی اس کا حق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زبانی مخالف میں بعض اہل حدیث بھی شامل ہوں لیکن اگر وہ اپنی جماعت کو چھوڑ کر کسی دوسرے گروہ میں شامل ہو گئے ہیں چاہے اس شمولیت میں ان کی

فرامیں مسلک اہل حدیث کی تائید اور جدید نظریات کے اغلاط کی نشاندہی فرمائیں

نیت کسی ہی نیک اور خیر ہو تو وہ اھم منھم کا مصداق ٹہرتے ہیں اور یقیناً وہ قابل اعتنا نہیں رہتے۔

پس حضرت مولانا مظلّم کا فیصلہ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ  
حَقِّ بِحَقِّهِ رَاسِدَ اَنَّ تُوَدُّوا لِمَنْتِ اِلٰى اٰهْلِهَارِ قَسْنِ

مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جو جس کی امانت ہو، وہ اس کے حوالے کر دیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی حقدار اور اہل کے حق سے انکار کرو، کے امانت نہایت صحیح، نہایت درست اور مبنی بر عدل و انصاف ہے۔ انھوں نے مسجد کی تولیت کی بنا پر امانت کے تقرر کا حق جماعت اہل حدیث بالکراٹہ کو دیا ہے اور اسی کو دینا بھی چاہیئے تھا۔

معاملہ زیر غور میں عدل کی راہ  
فقوڑی دیر کے بیٹے آپ غور کریں کہ معاملہ  
میں عدل کی راہ کیا ہونی چاہیئے تھی؟ کیا  
مولانا نے اپنا فیصلہ مالد فرماتے وقت عدل کی راہ سے انحراف کیا ہے؟ یا کیا اس فیصلے پر پہنچنے  
میں ان سے کوئی اصولی بے قاعدگی یا بے ضابطگی سرزد ہوئی ہے؟

معاملہ مسئلہ میں اصل سوال مسجد کی تولیت کا  
تھا۔ ظاہر ہے کہ مسجد اہل حدیث کی تھی۔

جماعت اہل حدیث ہی اہل تولیت تھی۔ اس لئے امام کے تئیں و عزل کا حق بھی اسی جماعت کو حاصل تھا۔  
فرض کرو کہ وہی جماعت اہل حدیث نے کسی حسن ظن کی بنا پر مولانا محمد امین صاحب کو مسند امانت پر  
مقرر کر دیا لیکن بعد میں بعض حالات کے مدنا ہونے پر جماعت کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت پیش  
آئی لہذا اس نے انکو منصب عثمیہ کر دیا تو اس میں قباحت کی کوئی چیز تھی اور اس پر اتنا شور و غوغا کیوں مچایا  
گیا؟ بلکہ حق تو یہ کہ مولانا محمد امین کو جب اس امر کا احساس ہوا کہ ان کے مقتدی ان کی اقتداسی بنا زاد کرنے میں  
کراہت محسوس کرتے ہیں تو انہیں خود ہی اس بار کو اٹھا پھینکنا چاہیئے تھا اور اگر اس روایت میں کوئی صداقت ہو  
کہ مولوی قضاوی صرف اس قضیہ میں پہلے ہی فریضہ امانت سے سبکدوش ہو گئے تھے تو یقیناً انھوں نے کیا تحسن

فعل کیا اور وہ اللہ کے رسول کی فراموشی و عید سے بچ گئے۔ (لکھنؤی تصحیح) اس صورت میں ہیں جماعت  
اسلامی کے (اور کہیں کبھی غوغا مچا رہی اور ہنر مند خیر ہی پر اور بھی زیادہ تصحیح

اور اس میں (الاعتصام) لاہور و کراچی

اس سے جماعت کے لٹریچر میں مزید اضافہ ہوگا۔ واللہ یعینکم علی نوائبہ  
 کام شروع کرنے کے لئے انشاء اللہ امید ہے اس مقالہ سے حرکت پیدا ہوگی  
 اس کے بعد چند اور غلط نوجوان بھی لکھنا شروع کریں اصول حدیث اور  
 شیخین کی تصنیفات میں اس طرح کا کافی مواد موجود ہے یہ کام کے لئے ایک  
 نیامیدان ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَآلِہِ

خوید مکہ الذلیل

ابی انخیر الشہیر باسماعیل السلفی

گوجرانوالہ

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مسلكِ اہلِ حدیث کی وضاحت

یوں تو عام مسلمانوں میں تقلیدِ آبابی کا مرض چلا ہی آ رہا ہے مگر انوس کی بات یہ ہے کہ علمائے کرام میں بھی ایک بڑی تعداد ایسی ملے گی جو عام مسلمانوں کو سوچنے سمجھنے غور و فکر کرنے دین و مذہب کی حقیقت و اصلیت معلوم کرنے سے روکتی ہے۔ ایسے مولوی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے بار بار کہتے رہتے ہیں کہ مسلكِ اہلِ حدیث صرف ایک سو سال کی پیداوار ہے یہ نیا فرقہ ہے۔ پرانے اسلامی فرقے صرف حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہیں۔ اور بس۔ چونکہ اس قسم کے مولویوں کو ایسی غلط بیانیوں سے روکنا معمولی کام نہیں ہے اس لئے ان سے خطاب بھی بے کار ہے ان میں اکثر دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتے ہیں تعصب، تحزب اور شخصیت پرستی کے خطرناک امراض نے ان کے دماغوں کو ماؤف کر دیا ہے اسی لئے ان سے تحقیق حق کی امید بہت کم ہے۔ ہاں عوام خصوصاً روشن خیال تعلیم یافتہ حضرات میں ایک بڑی جماعت تحقیق حق کا مانہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور ایسے ہی حقیقت کے متلاشیوں کے لئے مسلكِ اہلِ حدیث کی بابت ہم یہاں صرف مختصر سے اشارات کرتے ہیں کہ یہاں تطویل کا مقام نہیں ہے۔ چونکہ ہمارا مقصود مجوزہ تحریکِ اسلامی اور مسلكِ اہلِ حدیث

کے بنیادی اختلافات کو دکھانا ہے اس لئے بھی اولاً مسلک اہل حدیث کی وضاحت ضروری ہے۔

## لفظ "اہل حدیث" کا مفہوم

یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے پہلا لفظ اہل ہے دوسرا لفظ حدیث

ہے۔ اس کا ترجمہ "حدیث والے" بنتا ہے۔ حدیث اللہ کے پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید کا نام ہے پھر حدیث جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا نام ہے مطلب یہ ہوا کہ اہل حدیث کے معنی قرآن و حدیث والے کے ہیں۔ پس مسلک اہل حدیث کی بنیاد اولین قرآن مجید فرقان حمید ہے اور اس کے بعد احادیث صحیحہ جن کے دفاتر کو عرف عام میں "صحاح ستہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی و سنن ابن ماجہ ان چھ حدیث کی مقبول و مشہور ترین کتابوں میں بخاری شریف کو اصح المکتب بعد کتاب اللہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی کتاب قرآن مجید کے بعد یہ کتاب دنیا کے اسلام میں سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب ہے۔ اہل اسلام میں اہل حدیث کے علاوہ دوسرے بیشتر مذاہب بھی قرآن و حدیث کا دم بھرتے ہیں مگر ان فرقوں میں اور مسلک اہل حدیث کے طرز عمل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تقلیدی مذاہب میں اولین بنیاد اقوال ائمہ کو قرار دیا گیا ہے۔ پھر قرآن و حدیث کو ان اقوال ائمہ اور قواعد مختصرہ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر قرآن و حدیث ان اقوال ائمہ اور قواعد مختصرہ کی موافقت کریں تو ان کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اقوال ائمہ اور قواعد مختصرہ کے خلاف واقع ہوں تو ان کی تاویل کر دی جاتی ہے۔ احادیث کو صرف تاویل سے رو نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی تضعیف و تردید کے لئے دماغوں کی ساری کادشیں ختم کر دی جاتی ہیں۔ تقلیدین نے جس قدر بھی کتب احادیث کی شروح یا حواشی یا تراجم شائع کیئے ہیں ان سب میں یہی روش نمایاں نظر آتی ہے۔ مزید تفصیل کے شائقین ہمارا مقالہ "ارباب دیوبند اور اہل حدیث" کا مطالعہ فرمائیں۔

اہل حدیث کا اصول یہ ہے کہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کو اقوال ائمہ و قواعد  
 مختصرہ پر مقدم رکھا جائے۔ اگر اقوال ائمہ ان کے موافق واقع ہوں تو ان کو تسلیم  
 کر لیا جائے اور اگر خلاف واقع ہوں تو ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اور قرآن و حدیث  
 کو بہر حال مقدم رکھا جائے۔ اس لیے کہ ائمہ کرام اپنی جملہ خوبیوں کے باوجود  
 معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ رسولؐ کے علاوہ سب سے غلطی، سہو، لسیان کا  
 امکان ہے اسی لئے جملہ ائمہ اسلام نے اپنے شاگردوں کو تاکید فرمائی کہ ہمارا  
 جو بھی قول کتاب و سنت کے خلاف پاؤ اس قول کو چھوڑ دینا اور کتاب و سنت کو  
 بہر حال مقدم رکھنا۔ (حجۃ اللہ البالغہ عقد اکبید وغیرہ) پس اہل حدیث کا یہ وہ صحیح ترین  
 مسلک ہے جو عین قرآن مجید و حدیث نبوی کے مطابق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں  
 ارشاد باری ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَ**  
**أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ**  
**كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔**  
 دینی اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان لوگوں کی جو  
 تم میں سے صاحب اختیار ہوں لیکن اگر تم میں کسی چیز میں تنازعہ واقع ہو تو اس  
 تنازعہ کو صرف اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر اللہ اور پچھلے دن پر تہارا  
 ایمان ہے یہ بہتر ہے اور عمدہ ہے **أَرْوَدُ بَيِّنَاتٍ آيَاتٍ كَرِيمَةٍ** میں اللہ کی اطاعت (بصورت  
 اتباع قرآن مجید) اور رسول کی اطاعت (بصورت اتباع احادیث نبوی) کو مؤثر  
 کے لئے اصل نصب العین بتلایا ہے۔ اس کے بعد اولی الامر کی اطاعت صرف  
 وہاں تک ہے جہاں تک وہ اللہ و رسول کی اطاعت سے نہ ٹکرائے بصورت  
 دیگر اے قرآن و حدیث کے مقابلہ پر رد کر دینے کا حکم ہے کیونکہ لا طاعة  
 للخلق فی معصیۃ الخالق اور یہی مسلک اہل حدیث ہے۔ قرآن پاک کے  
 بعد احادیث نبوی پھر ارشادات اصحابؓ رسولؐ پھر اقوال ائمہ کرام صرف اسی  
 مسلک حق کی تائید میں ہیں۔ خود سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے



اِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي رَاصِح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ نیز فرمایا  
میرا جو بھی قول حدیث و قرآن کے خلاف ہو اسکو چھوڑ دو۔ اور قرآن و حدیث  
پر عمل کرو۔ مسلک اہل حدیث کو ان شعروں میں باطنی احسن ادا کیا  
گیا ہے۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن  
وہ چہ خوش باشد زابر رحمت قول رسول گل زمین فکرت و دل سبز و خرم داشتن  
از روایت فیض یاب دل بر حسن اعتقاد در سیریم کتب اسلام محسوم داشتن  
گاہ از تذکار مسلم جاں نمودن مست فیض گاہ در شوق بخاری دل قسیم داشتن  
شاید بعض حضرات کو ہمارے اس دعویٰ سے تعجب ہو کہ لفظ "حدیث"  
کا اولین مصداق قرآن مجید فرقان حمید ہے اس لئے ہم اپنے دعویٰ کو مدلل کرنے  
کے لئے ذرا سی تفصیل ناظرین کرام کے سامنے رکھتے ہیں۔

قرآن مجید میں چودہ آیات ایسی ہیں جن

## اولین حدیث قرآن مجید ہے

ب قرآن مجید فرقان حمید کے اوپر لفظ "حدیث" کا اخلاق کیا گیا ہے جن میں  
سے کچھ آیات مع حوالہ و ترجمہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) فَلْيَاثُرَ بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ رُبَّ ۲۷ سطور) منکرین اگر کہے ہیں تو قرآن مجید  
جیسی حدیث ہے ایسی کوئی حدیث وہ بھی بنا کر لائیں۔ (۲) آمَنَ هَذَا الْحَدِيثِ  
تَجِبُونَ (۳) النجم) کیا تم اس حدیث یعنی قرآن کو منکر تعجب کرتے ہو۔ (۳)  
فَمَا لَهُمْ لَا يُقَرِّبُونَ حَدِيثًا رُبَّ ۲۷ سطور) اس قوم کو  
کیا ہو گیا جو اس حدیث یعنی قرآن کو سمجھتے ہی نہیں (۴) قَبَائِلَ حَدِيثٍ بَعْدَ  
اللَّهِ ذَايَاتِهِ يُؤْمِنُونَ رُبَّ ۱ پس اللہ پاک اور اسکی آیات کے بعد  
جو بہترین احادیث ہیں اور یہ کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے (۵) دَمَنَ  
أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا رُبَّ ۲۷ سطور) اللہ کی حدیث سے بڑھ کر کس کی

حدیث صحیح ہوگی۔ (۶) ذَبَائِي حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (پہ اعراف) قرآن مجید جیسی حدیث کے ہوتے ہوئے اور یہ کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (۷) مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ (پہ یوسف) یہ حدیث من گھڑت نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے۔ (۸) اِنْ تَسْأَلُوهُمْ لَوْلَا الَّذِي هَذَا الْحَدِيثُ اَسْفَا (پہ سورہ کہف) یہ لوگ اس حدیث (قرآن) پر اگر ایمان نہیں لاتے تو شاید تم مارے غم کے اپنے نفس کو ہلاک کرنے والے ہو (۹) اَفِيْهِذَا الْحَدِيثِ اَنْتُمْ مَذْهَبُونَ (پہ داتو) پس کیا تم اس حدیث کے ساتھ سستی کرنے والے ہو۔ (۱۰) اَفَذَرْتَنِيْ وَمَنْ يُكَذِّبُ هٰذَا الْحَدِيثِ (پہ قلم) اس حدیث کے مکذبین کو بس میرے لئے چھوڑ دے میں خود ان سے بڑ لڑ گا۔ (۱۱) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيثِ (پہ زمر) اللہ نے بہترین حدیث کو نازل فرمایا ہے۔

ان جملہ آیات میں قرآن مجید کے اوپر لفظ ”حدیث“ کا اطلاق کیا گیا ہے پس ان آیات پاک کی روشنی میں لفظ ”اہل حدیث“ کا مفہوم ”عالین قرآن حقیقت کی صحیح ترجمانی پر مشہور حدیث نبوی آمّا بَعْدُ يَا خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْعَدْيِ هَذِي مُحَمَّدٌ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ میں اسی حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے۔ یعنی خود اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہترین حدیث اللہ کی کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے پھر بہترین طریقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

## حدیث نبوی بھی عین وحی الہی ہے | آیت کریمہ وَمَا يَنْطِقُ

عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے تحت اجادیت رسول بھی مین وحی الہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ باصطلاح علمائے اسلام قرآن مجید کو وحی متلو اور حدیث شریف کو وحی غیر متلو قرار دیا گیا ہے حدیث کی تعریف ذہن نشین کرنے کے لئے علمائے حدیث کی مندرجہ ذیل تشریحات شل راہ ثابت ہوں گی۔

مقدمہ مشکوٰۃ شریف میں ہے الْحَدِيثُ فِي اصطلاح مجہور الحدیثین  
يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِهِ وَتَقْرِيرِهِ وَمَعْنَى  
التَّقْرِيرَاتِ فَقَدْ أَخَذَ وَقَالَ شَيْئًا فِي حَضْرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَلَمْ يَنْكِرْهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ بَلْ سَكَتَ وَقَرَّبَهُ . یعنی مجہور محدثین کی اصطلاح  
میں لفظ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر پر بولا جاتا ہے اور  
تقریر کے معنی یہ ہیں کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا  
کوئی بات کہی اور آپ نے نہ تو اس بات پر جواب دیا اور نہ اس سے منع کیا بلکہ اس پر  
آپ خاموش رہے اور اسے برقرار رکھا یہ بھی حدیث ہی میں داخل ہے۔

حدیث نبوی ہی وہ چیز ہے جس کو قرآن مجید کی متعدد آیات میں ملکہ ہے  
تیسرے کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا  
مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ  
وَيُؤْتِيهِم مِّنْ قَبْلِ نَلْفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورہ مجید یعنی الشہد پاک وہ ہے جس نے  
ان پڑھوں میں اپنا رسول بھیجا۔ جو ان کو اللہ کی پاک آیات پڑھ کر سنانا ہے  
اور اپنی مقدس تعلیم سے ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب یعنی قرآن  
مجید اور حکمت یعنی اپنی پاکیزہ حدیث سکھاتا ہے۔ بیشک اسکی تشریف آوری  
سے قبل یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔ حدیث نبوی کی محبت کے بارے  
میں یہ آیت کریمہ ایسی کھلی دلیل ہے جس کا انکار صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے  
قلوب نورایمان سے محروم ہیں۔ اس سے بھی زیادہ واضح ایک اور آیت  
کریمہ ۵ خطہ ہوا رشاد باری ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ  
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَمَرَكَ اللَّهُ (نعرہ) اے نبی بیشک ہم نے یہ کتاب  
(قرآن مجید) آپ کی طرف حق کے ساتھ اتاری ہے کہ آپ لوگوں میں اس  
کے موافق فیصلہ کریں جو آپ کو خدا دکھا دے یعنی جھگڑے اس آیت کے  
ذیل میں امام رازی فرماتے ہیں قَالَ الْمُحَقِّقُونَ هَذَا آيَةً تَدُلُّ

علیٰ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان یحکمہ الا بالوحی و النص  
(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۱۷) محققین نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے وحی اور نص کے فیصلہ نہیں کرتے تھے۔  
اسی لئے آیت کریمہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰی يُحْكَمَ لَكَ فِیْمَا شَجَعْنَا بَيْنَهُمْ  
الایۃ کے تحت آپ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہے جس کی نہ تو گئیں اپیل ہو سکتی ہے  
اور نہ اس پر نظر ثانی کی درخواست روا ہے۔ آیت شریف قَدْ اِنْ كُنْتُمْ  
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّبْکُمُ اللّٰهُ الْخَمِیْسُ اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح  
کر دیا گیا ہے کہ اے نبی آپ اعلان کر دیجئے کہ اے لوگو اگر تم اللہ کو اپنا محبوب بنانا  
چاہتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو۔ اس سے اللہ بھی تم کو اپنا محبوب بنالے گا پس  
مسلم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع دین کے لئے بطور شرط اول کے  
ہے اسی لئے کہا گیا ہے ۵

مصطفیٰ برساں خوش راکہ دیں ہمہ اوست

وگر باوند رسیدی تمام بولہبی است

اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ آپ کے اقوال و افعال کی پوری پوری اقتدا کی  
جائے اور آپ کے افعال اور اقوال کا نام حدیث ہے۔ قال صاحب کشف  
الظنون علم الحدیث هو علم يعرف بہ اقوال النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم و افعاله و احواله یعنی علم حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے جناب  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال آپ کے افعال اور احوال معلوم کیئے جاتے ہیں  
وقال الکرمانی هو علم يعرف بہ اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم و افعاله و احواله حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے جناب نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و احوال جانے جاتے ہیں۔ قال السید الیمانی  
علم الحدیث علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی خرج من بلین  
شفقتیہ و ما یطلق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنی علم حدیث رسول

یاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے۔ جو آپ کے دونوں مبارک ہزموں کے درمیان یعنی آپ کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ آپ کی شان یہ ہے کہ دین الہی کے متعلق آپ جو بھی کچھ بولتے تھے وہ عین وحی الہی سے بولتے تھے پس حدیث عین وحی الہی ہے اور اس حقیقت کا انکار کرنا آفتاب نصف النہار کا انکار کرنا ہے۔ امام شوکانیؒ ارشاد الفحول ص ۲۹ میں تحریر فرماتے ہیں ثبوت حجۃ السنۃ المطہرۃ واستقلالها بتشریع الاحکام ضروریۃ دینیۃ ولا یخالف فی ذلک الا من لا حظ لہ فی دین الاسلام۔ سنت مطہرہ یا حدیث نبوی کا تشریع احکام میں حجت ہونا دین کا ایک ضروری مثلہ ہے۔ اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں اذا حدثت الرجل بسنة فقال دعنا عن هذا واجبنا عن القرآن فاعلم انه ضال (معرفة علوم الحديث امام حاکم ص ۶) یعنی جب تم کسی کے سامنے حدیث رسول بیان کرو اور وہ جواب میں حدیث کو رد کر کے صرف قرآن سے جواب مانگے تو جان لو کہ یہ شخص گمراہ ہے۔ امام جلال الدین سیوطی مفتاح الجنۃ ص ۱ پر لکھتے ہیں اعلموا ان من انکر کون حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولاً کان او فعلاً بشرطہ المعروف فی الاصول حجة کفر و خروج عن دائرة الاسلام یعنی جان لو کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث خواہ وہ قولی ہو یا فعلی اور شرائط مقررہ کے تحت وہ حدیث صحیح ثابت ہو کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرہ سے خارج۔

آج کل انکار حدیث کا طوفان جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے وہ اہل نظریہ مخفی نہیں سخت ضرورت ہے کہ ہمدردان اسلام اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں تاریخ اسلام میں یہ کوئی نئی مصیبت نہیں ہے۔ بلکہ اسلام تقریباً ہر زمانہ میں اس سے بھی بڑے بڑے حملوں کو برداشت کر چکا ہے۔ بلاخر فتنہ و نصرت اسلام ہی کو ملی ہے اور صد ہا زندیق و ملاحدہ صرف ایک داستان پارینہ بن کر رہ گئے۔ آج

کے منکرین حدیث و دشمنان سنت کا بھی یقیننا یہی انجام ہوگا۔

یہ ہے میں اور بھی فرعون میری گھات میں اب تک

مگر کیا غصہ کہ میری آستیں میں ہے یہ بیضا

## اہل حدیث کوئی جدید فرقہ نہیں ہے

انصاف پسند ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ قرآن مجید و حدیث نبوی صرف یہی دو چیزیں مسلک اہل حدیث کی بنیاد ہیں اور یہ ہر دو چیزیں جدید نہیں ہیں بلکہ اسلام کی ابتدائی بنیادوں ہی ہر دو پر رکھی گئی ہے پس ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث کوئی جدید فرقہ نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں جس قدر بھی اہل اسلام تھے وہ قرآن و حدیث ہی کے ماننے والے تھے۔ اس مقدس زمانہ میں صرف ایک ہی مذہب اور ایک ہی مسلک اور ایک ہی نام تھا، اور وہ صرف قرآن و حدیث ماننے والوں کی جماعت تھی اس لئے اولین اہل حدیث جملہ صحابہ کرام تھے اور اسی نام سے وہ آپس میں مشہور و معروف تھے۔ چند ایسی تاریخی شہادتیں جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ جو مشہور صحابی ہیں انھوں نے اپنے آپ کو اہل حدیث کہا ہے۔ دیکھو اصابہ جلد چہارم ص ۲۰۴ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹ و تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس کو اہل حدیث کہا گیا ہے جو مشہور ترین صحابی ہیں۔ دیکھو تاریخ بغداد ص ۲۲۷ جلد سوم حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا انکم خلوفنا و اہل الحدیث بعدنا (کتاب الشرف للنفیس ص ۲) یعنی ہمارے بعد تم تابعی لوگ اہل حدیث ہو۔ پس ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین سب اہل حدیث کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ امام شعبی جو مشہور ائمہ اسلام سے ہیں اور تابعی ہیں انھوں نے ۵ سو صحابہ رسول کو دیکھا اور سب کو لفظ اہل حدیث سے یاد کیا ہے۔ دیکھو تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷



## طائفہ اہل حدیث اور مصنفات قدماۓ اسلام

بعض نادانف یا تعصب کہہ دیا کرتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث کی ابتداء شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ہوئی ہے جن کی ولادت ۱۱۱۵ھ اور وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی پس یہ نیاز فرمائیے ایسے حضرات کے اس قول کی تردید کے لئے یہ کہنا ہی کافی ہے کہ طائفہ اہل حدیث کا ذکر خیر ان کتابوں میں بھی موجود ہے جو شیخ محمد بن عبد الوہاب سے صدیوں پیشتر لکھی گئیں۔ پس اہل حدیث کی مذہبی نسبت شیخ موصوف کی طرف حصر گزرتی ہے۔ درست نہیں کیونکہ کوئی منسوب شان نسبت میں اپنے منسوب الیہ سے پیشتر نہیں ہو سکتا۔ مذہب اسلام میں قدماۓ مصنفین نے تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و کلام و تاریخ میں جس قدر کتابیں لکھی ہیں ان میں سے بیشتریں اہل حدیث کا ذکر عزت سے پایا جاتا ہے ہمارے محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی قدس سرہ تاریخ اہل حدیث میں اس موقع پر فرماتے ہیں "اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان مصنفین کی نظر میں ضرور ایک گروہ موجود تھا جن کی تحقیقات و تنقید کی سب کو احتیاج تھی بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظ اہل حدیث سے ہوا ہے اور بعض جگہ اصحاب حدیث۔ بعض جگہ اہل اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے مرجع ہر لقب کا یہی ہے کہ چونکہ اس گروہ یا شکوہ کو احادیث و آثار نبویہ سے ایک خاص انس و شغف ہے اس لئے اس کو ان پیارے القاب سے یاد کر کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا اور مقولہ "از مصطفیٰ شنیدن و از دیگران بریدن" اور مصرعہ کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہیں ہم، کو صادق کر دکھایا گیا" امام شافعیؒ فرماتے ہیں، یلقانی الرجال، اصحاب الحدیث منهم احمد بن حنبل و سفیان ابن عیینہ و ابن زبای (رحلۃ الشافعیؒ) مجھے عام لوگ بھی ملتے تھے اور اصحاب حدیث بھی جن میں سے بعض یہ ہیں احمد بن حنبل اور سفیان بن عیینہ و ابن زبای۔ امام شافعیؒ کا سن ولادت ۱۵۰ھ اور سال وفات ۲۴۰ھ ہے معلوم



ہو کہ دوسری صدی ہجری میں اصحاب الحدیث مطابق بیان امام شافعیؒ اسی نام سے مشہور و معروف تھے۔ امام احمد بغداد کے رہنے والے ہیں امام سفیان بن عیینہ کوذ کے اور امام اوزاعی شام کے، جغرافیہ اور نقشہ ایشیا پر نظر رکھنے والے اصحاب جان سکتے ہیں کہ بغداد اور کوذ اور شام میں کس قدر بُجْد ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ امام شافعیؒ کے وقت میں جماعت اہل حدیث کہاں سے کہاں تک پھیلی ہوئی تھی۔ امام ابو عینیٰ ترمذی رحمہ اللہ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی الجامع الترمذی اہل حدیث اور اصحاب الحدیث کے ذکر خیر سے بھری پڑی ہے۔ کتب فقہ حنفی میں بھی اہل حدیث کو ایک ”فرقہ“ کر کے لکھا ہے۔ چنانچہ شامی جلد سوم ص ۲۹۳ و ص ۲۹۴ پر لکھا ہوا ہے حکم ان رجلا من صحابہ ابی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر المجوز جانی فابی الا ان تیرک مذہبہ فیکر خلف الامور یرفع یدیدہ عند الا غناء وخذ الک فاجابہ فرجہ یعنی روایت ہے کہ قاضی ابوبکر جوزجانی کے عہد میں ایک حنفی نے ایک اہل حدیث سے اسکی بیٹی کا رشتہ مانگا تو اس اہل حدیث نے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ وہ حنفی اپنا مذہب چھوڑے اور امام کے پیچھے سودہ فاتحہ پڑھے اور رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرے، اور مثل اس کے اہل حدیث کے دوسرے کام بھی کرے پس اس حنفی نے اس بات کو منظور کر لیا تو اس اہل حدیث نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔ قاضی ابوبکر جوزجانی تیسری صدی کے قاضی ہیں آپ ابوسلیمان کے شاگرد ہیں اور وہ بلا واسطہ امام محمد کے شاگرد تھے (الفوائد البیہ ص ۱۳) اس حوالہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں بھی مستقل ایک گروہ اہل حدیث کے نام سے موجود تھا۔ اور ان کے امتیاز کی سائل میں سے فاتحہ خلف الامور اور رکوع میں جاتے وقت رفع یدین تھے۔ کیا اس زمانہ میں بھی ان ہی مسائل کی وجہ سے اہل حدیث کے ساتھ عداوت نہیں کی گئی اور نہیں کی جاتی؟ جس کے جواب میں کہا جاتا ہے ۵

مکش بہ تیغِ ستم و الہانِ سنت را  
نکردہ اند مجز پاس حق گنا ہے دگر

(انقباس از تاریخ المجتہدین ص ۱۳۳)

علامہ بشاری مقدسی نے ۳۵۰ھ میں ہندوستان کی سیاحت کی آپ نے  
منصورہ علاقہ سندھ کی بابت لکھا ہے کہ یہاں مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں دیکھو  
تاریخ سندھ جلد اول ص ۱۲۴۔ حضرت پیر عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین  
میں بڑی تفصیل سے اہل حدیث کا ذکر کیا ہے۔ انوس کہ ہم ان محدود اوراق  
میں مزید تفصیل پیش کرنے سے مجبور ہیں۔ اس لیے سر دست صرف اسی پر اکتفا کیا  
جاتا ہے سچ ہے

اہل الحدیث ہم اہل النبی  
وان لم یحبوا نفسہ انفاہ صحبوا

## بشارات نبویؐ

عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ  
یحییٰ اصحاب الحدیث (النی) انطلقوا الی الجنۃ انخرجہ الطبرانی  
(القول البدیع للسخاوی ص ۸۹) من طرق متعدۃ) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اہل حدیث اس حال میں آئیں گے کہ ان  
کی دو تہیں جن سے وہ احادیث رسولؐ لکھا کرتے تھے من کے ساتھ ہوں گی اللہ پاک  
ان سے فرمائے گا کہ تم لوگ میرے حبیب کی باتوں کو لکھنے والے ہو جاؤ جنت  
میں داخل ہو جاؤ۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ھدم  
لرحمہم خلفائی قلنا یا رسول اللہ ومن خلفاءک قال الذین یرودون  
احادیثی ویعلمونھا الناس رواہ الطبرانی فی الکلاوسط (رقم تحفۃ الاحوذی)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرمائو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں فرمایا کہ جو لوگ میرے بعد احادیث کو روایت کریں گے اور لوگوں کو اس سے پڑھائیں گے۔ آپ کی یہ مبارک ترین دعا بھی اہل حدیث کے ہی لیے ہے جن کا مشغلہ ہی قال اللہ و قال الرسول ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ۔ رواه الترمذی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ کامیاب رہے گی۔ جو بھی ان کی رسوائی و تذلیل کے درپے ہو گا وہ ناکام رہے گا۔ حضرت امام الائمہ علی بن مدینی فرماتے ہیں هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ اس حدیث رسول کا مصداق اہل حدیث ہیں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اِنَّ لَمْ يَكُنْ لَوْ اَهْلُ الْحَدِيثِ فَلَا اَذْرَ لِي مِنْهُمْ اگر اس حدیث کا مصداق اہل حدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہ بشارات نبوی و اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ کرام اس لیے نقل کیے گئے ہیں تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مسلک اہل حدیث کو ایک جدید فرقہ بتلانا تاریخ اسلام پر سراسر ظلم ہے اور ان تفصیلات کے باوجود اس ظلم کا ارتکاب صرف ان ہی لوگوں کی طرف سے ہو سکتا ہے جن کے دلوں اعدا مغزوں پر تحزب و تقلید و جمود و تعصب کے پڑے پڑے ہوئے ہیں۔

**وجہ افتراق** | یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حقائق کے باوجود امت میں افتراق کیسے شروع ہوا۔ اس سوال کی تفصیلات کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے تاہم مختصر لفظوں میں اللہ اسلام کے لہرشات کی روشنی میں ہم اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ علامہ ابن خلدون جو اسلام کے ایک مایہ ناز مورخ ہیں صحابہ کرامؓ کے بعد کے زمانے کی بابت فرماتے ہیں وَالْفَسَادُ

انفقہ فیہم اِلٰی طَرِیقَتَیْن طَرِیقَةُ اَہْلِ الرَّایِ وَالْقِیَاسِ وَهُمَا اَہْلُ الْعِرَاقِ  
وَطَرِیقَةُ اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَهُمَا اَہْلُ الْحِجَازِ وَكَانَ الْحَدِیْثُ قَلِیْلًا فِی  
اَہْلِ الْعِرَاقِ لِمَا قَدْ مَثَرَ مُقَدِّمُ ابْنِ خَلْفَانَ ص ۲۷۲ فصل فی علم الفقہ ایضی بعد کے زمانے  
میں فقہ اسلامی دو طریقوں پر تقسیم ہو گئی ایک تو اہل رائے و قیاس کے طریقہ پر اور  
وہ اہل عراق ہیں۔ اور دوسرے اہل حدیث کے طریق پر اور وہ اہل حجاز ہیں۔ اور  
اہل عراق میں فن حدیث قلیل تھا۔ اس وجہ سے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے علامہ  
موصوف پھر فرماتے ہیں وللمتیق الامذہب اہل الراي من العراق و  
اہل الحدیث من الحجاز (مقدمہ ج ۱ ص ۲۷۳) ایضی صرف یہ دونوں طریقے  
مسلمانوں میں باقی رہ گئے ہیں ایک عراقی اہل رائے کا مذہب اور دوسرے حجاز  
والے اہل حدیث کا مذہب۔ علامہ موصوف کے اس بیان کی تشریح استاد الہند  
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یوں ملاحظہ فرمائیے  
حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں :-

”باید رانت کرسلف در استنباط مسائل و فتاویٰ بر  
دو وجہ بودند اول آنکہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ مع  
می کردند و از آنجا استنباط می نمودند و این طریقہ اصل راہ  
محدثین است و دیگر آنکہ قواعد کلیہ کہ جمیع ازائمہ متفق و  
تہذیب آن کرده اند یا دیگر مذہبے ملاحظہ ماخذ انہا پس  
ہر مسئلہ کہ وارد می شد جواب آن از ہمان قواعد طلب  
می کردند و این طریقہ اصل راہ نقیاست“

(مصنفی اشرف موطا جلد اول ص ۷)

جاننا چاہیے کہ مسائل و فتاویٰ کے استنباط کے سلسلہ میں سلف امت دو طریقوں پر  
تھے، پہلا طریقہ تو یہ تھا کہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ کو جمع کرتے تھے اہل ان کو سامنے  
رکھ کر صرف ان سے مسائل کا استنباط کرتے تھے اور یہ طریقہ محدثین کرام کا راہ عمل

قرار پایا ہے، دوسرا طریقہ یہ تھا کہ کچھ قواعد کیلئے جن کو کچھ ائمہ کرام نے بہت غور و فکر کے بعد مقرر کیا ایک جماعت ان قواعد کا مافذ معلوم کیے بغیر صرف ان ہی کو یاد کر لی اور جو مسئلہ وارد ہوتا ان ہی قواعد کے مطابق ان کا جواب دیتی، یہ طریقہ فقہاء کا راہ عمل قرار پایا۔“

ان تشریحات سے معلوم ہو گیا کہ افتراق کی اولین وجوہات کیا ہیں ایک طرف حضرات محدثین کرام کی جماعت مقدسہ ہے جو جو کچھ بھی کہتے ہیں نصوص قرآنیہ و آثار نبویہ کی متابعت میں کہتے ہیں، پہلے قواعد بنا کر پھر نصوص شرعیہ کو ان کے پیچھے نہیں لگاتے لیکن دوسری راجل الارٹے و القیاس کی طرف پہلے قواعد بنا لئے جاتے ہیں اور پھر نصوص کو ان کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اور جزئیات کو ان پر متفرع کیا جاتا ہے تاکہ ان اصول و قواعد اور ان جزئیات کا سلسلہ و رابطہ منقطع نہ ہو جائے۔ آثار نبویہ کی رعایت رہے یا نہ رہے ان تفصیلات کو ملحوظ رکھ کر ایک نظم صحیح بخاری پر کھیں اور دوسری طرف حسائی نور الانوار وغیرہ کتب اصول فقہاء کو رکھ لیں اور دیکھ لیں کہ ان دونوں گروہوں کے طرز استدلال اور طریق استنباط میں کتنا فرق ہے کس نے استنباط کے وقت کتاب و سنت کو پیشوا بنایا ہے اور کس کے طریق اجتہاد کی بنیاد محض خود ساختہ قواعد و اصول منترعہ پر ہے۔ (اقتباس از تاریخ اہل حدیث مولانا سیالکوٹی مرحوم)

تقلیدی مذاہب کی ابتداء | حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:-

اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجمعين على التقليد الخالص لمذاهب واحد بغينه الخ (حجۃ اللہ الابلہ معبرہ معر جلد اول ص ۱۲) یعنی جان لو کہ چوتھی صدی سے پیشتر جملہ اہل اسلام کسی ایک معین مذہب کی خالص تقلید پر جمع نہ تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ تقلیدی مذاہب مسلمانوں میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کرام و تابعین غلام و ائمہ مجتہدین کے پورے چار سو سال گزر جانے کے بعد جاری ہوئے ان پوری چار صدیوں میں مسلمانوں میں

موجودہ تفریق نہیں تھی، سب قال اللہ وقال الرسول کے متلاشی رہتے اور اسی پر عمل پیرا تھے۔

یہ ایک سیدھا سادھا سنہری اصول تھا۔ ازمنہ خیر القرون سے پورے چار سو سال تک امت اسلامیہ اسی روش پر رہی اب تک ان میں تقلید جامد کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مسلمان صرف مسلمان تھے۔ اُن میں پارٹی فیلنگ کی وبا نہیں پھیلی تھی، نہ معلوم مسلمانوں سے عنایت خداوندی نے کیوں منہ پھیر لیا کہ چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید جامد کی بیماری نے سر نکالا اور مجتہدین کے اسمائے گرامی پر مختلف پارٹیوں کی تشکیل شروع ہوئی امت کی قوت متحدہ نے انتشار کی شکل اختیار کر لی یہ مرض دن بدن بڑھتا گیا حتیٰ کہ کتاب و سنت سے آنکھیں بند کر کے صرف اقوال اکابر و آراء کے اندر کو مدار فتویٰ قرار دیا جانے لگا۔ مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ علیحدہ علیحدہ مذہب مقرر ہوئے۔ ایک خدا ایک رسول ایک قرآن ایک کعبہ ہوتے ہوئے مسلمانوں کی ساجدائے کے مسئلے تقسیم ہو گئے۔ اور پرستی کی وجہ سے ان کی قوت فکر مختلف محاذوں پر بٹ گئی۔ فرقہ بندیوں نے آپس میں رقابتوں کے دروازے کھول دیے۔ ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر نزہت کے خواب دیکھنے لگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ سابقہ ہونے لگی جیسا کہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

"فقہ کے مذاہب اور جب شخص و مدون ہو گئے اور تقلید شخص کا التزام قائم ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ ان چاروں اماموں میں افضل کون ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ؟ اب بحث شروع ہوئی اور بحث نے جنگ و قتال کی شکل اختیار کی چنانچہ ہر کوفہ کو اسلامی ممالک پر حملہ کی سب سے پہلی ترغیب و ترغیبوں کے اسی جھگڑے سے ملی تھی۔ خلیفوں نے شافعیوں کی ضد میں آکر بغداد بھیجا اور شہر کے چھابک کھول



دیے جب تاناریوں کی تلوار چل گئی تو اس نے نہ  
شافیوں کو چھوڑا نہ خفی کو۔ بنجاسوا خلال  
الدیار و کان وعدا مفعولا۔

(مخص ترجمان القرآن جلد دوم ص ۴۶۴)

# مسکات اہل حدیث ہی سے اہل اسلام میں اتفاق ممکن ہے

جس وقت سے مسلمانوں نے اپنی قربت کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے پاؤ پارہ  
کیا اسی وقت سے اہل حدیث کی یہ دعوت رہی کہ مسلمانو! صرف کتاب اللہ و سنت رسول  
اللہ کو سامنے رکھو۔ ان ہر دو کو برتر و بالا رکھتے ہوئے جملہ ائمہ کرام کا احترام کرو کسی  
خفی کو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ امام شافعی کے کسی ایسے قول کی تردید  
مخص خفی ہونے کی بنا پر کرے جو قول کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہے اور اسی  
طرح کسی شافعی کو بھی مخص شافعی کی بنا پر کسی دوسرے امام کے قول حق کو رد کرنے  
کا مجاز نہیں بنایا جاسکتا۔ اہل حدیث نے ہمیشہ اسی راہ اعتدال کی دعوت دی ہے  
اور اسی طرح سے اتحاد و اتفاق ممکن ہے مگر افسوس کہ اہل تقلید نے کچھ ایسا جمود اختیار  
کر لیا ہے کہ ان میں سے کسی کو یہ راہ اعتدال پسند نہیں وہ سب اپنے اپنے اماموں  
کے اقوال و فتاویٰ پر اس طرح مطمئن ہیں کہ جس طرح صاحب وحی علی اللہ علیہ وسلم  
کے ارشادات عالیہ پر مطمئن ہونا چاہیے۔ آیات قرآن کی تائید کرنا صحیح حدیث کو رد کرنے  
کی مختلف تدابیر سوچنا ان کے لئے آسان ہوگا مگر اپنے امام کا کوئی قول خواہ وہ غلط ہر  
نصوص کے خلاف ہو رد کر دینا ان کے لئے ناممکن ہوگا اسی افسوس ناک روش کی  
بنا پر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر سابقہ کی طرح امت مسلمہ نے بھی



دین اللہ اسلام کو ایک عرصہ دراز سے ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر کے وحدتِ اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ مسلمانوں میں جو قدر بھی فرتے ہیں ان میں ہر فرد کسی نہ کسی عالمِ امامِ مجتہدِ مشائخ کی طرف منسوب ملے گا۔ یہ فخر صرف جماعتِ اہل حدیث ہی کو حاصل ہے کہ اس نے امت کی ان خود ساختہ نسبتوں سے بچ کر اپنی نسبت صرف جنابِ فخرِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ گرامی تک محدود رکھی، اور ما انا علیہ واصحابی کے تحت اس طائفہ حق نے اپنے لیے صرف اسی خالص اسلام کو کافی وافی کامل اکمل سمجھا جو اسلامِ زمانہ محمدیؐ و ازمنہ خیر القرون میں تھا جس میں نہ کوئی خفی تھا نہ شافی نہ مالکی تھا نہ حنبلی نہ کوئی قادری تھا نہ چشتی نہ کوئی شیعہ تھا نہ سنی ان پاکیزہ زمانوں میں اہل اسلام صرف مسلمان تھے اور خالصاً مخلصاً محمدی تھے۔ بعد کے زمانوں میں مشائخ اور مجتہدین دائرہ و علماء کے ناموں پر جو فرقے وجود پذیر ہوئے ان سب کے لیے طائفہ اہل حدیث کا اصول تخذینہ صفا و دعوا کدہ رہا آج بھی جبکہ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق کی ہلاکت خیز آندھیاں چل رہی ہیں مسلکِ اہل حدیث میں معیارِ حق صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جملہ مختصر مذہب کو اسی کوئی پر پرکھا جاسکتا ہے کہ ان میں جو چیز بھی کتاب و سنت کے موافق ہو اُسے سر آنکھوں پر تسلیم کر لیا جائے اور جو اس سے ٹکرائے اسکو جھوٹا دیا جائے اور اس بارے میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے امامِ عالمِ مجتہد کا بھی لحاظ نہ کیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ان سب سے بلند و بالاتر ہے اور آپ کی رسالت حق کو تسلیم کر لینے کا یہی تقاضا ہے۔

## ہندوستانی مسلمانوں میں مسائلِ جدیدہ

یوں تو امت کا شیرازہ ایک عرصہ سے منتشر ہے جسکی بدنامی شکل ہمارے سامنے بہت سے فرقوں کی شکل میں موجود ہے۔ مگر افسوس ناک اور تباہ کن چیز یہ ہے کہ یہ فرقہ

سازی کی بیماری اب بھی ختم نہیں ہو رہی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلی صدی کی  
 اب تک ہمارے ملک متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں میں کئی ایک نئے نئے مسلک وجود  
 پذیر ہو چکے ہیں مثلاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اہل دیوبند کے بڑھتے  
 ہوئے وقار کو دیکھ کر ان کو زک دینے کے لئے ایک مستقل پارٹی کو جنم دیا۔ اور  
 غضب یہ ہوا کہ اس مسلک رضائیت میں شرک و بدعت کا کوئی مفہوم ہی باقی نہیں رہا۔  
 ان کے یہاں شرک کو توحید کا نام اور بدعت کو سنت کا نام دیا گیا۔ اور پھر دھونس یہ  
 کہ یہ لوگ پختہ "اہل السنۃ والجماعت" بن بیٹھے۔ قبر پرستی، مزار پرستی، مشائخ پرستی  
 نذر و نیاز، غیر اللہ صوفیاء و مشائخ کو سجدہ قبروں کا طواف و بوسہ، عرس اور  
 ان میں رنڈی بھڑوں کا ناچ گانا الغرض بت پرست جو کچھ بھی اپنے بت خانوں میں  
 بتوں کے سامنے کرتے ہیں وہ سب پیروں کے مزاروں پر "تظیم اولیاء اللہ" کے نام پر  
 ان کے ہاں جائز قرار پایا۔ ہندوستان و پاکستان میں آج بھی ہزار ہا مزارات و قبور پر  
 ان تمام مناظر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

جناب سرسید مرحوم علی گڑھی نے اسلام و قرآن کو نیچر کے سانچے میں ڈھالنے  
 کے لئے ایک نئے "ازم" کی بنیاد ڈالی جو آج نیچر کی شکل میں ہمارے سامنے  
 موجود ہے جس نے بہت سے نوجوانان اسلام کو دہریت کے نزدیک پہنچا دیا ہے۔

مذاہب و عقائد اسلامی بہت دور کی کوڑی لائے کہ نبوت و پیغمبری کا روپ  
 دھارن کر لیا۔ نہ صرف نبی و رسول بنے بلکہ یہ نعو بلذکیا

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ با شتم

یہ بھی ایک مستقل مسلک کی شکل میں آج دنیا کے اسلام کے عقائد و حقائق  
 خاتم النبیین و حیات مسیح علیہ السلام وغیرہ کی تردید کرتے ہوئے ہزاروں افراد  
 پر مشتمل ایک پارٹی بن چکی ہے جس نے ملک کا مقام قادیان کو اور مدینہ کا مقام بلوہ "کو دیدیا ہے۔  
 ابھی ابھی ایک علامہ مشرقی صاحب نے "خاکساری مذہب" ایجاد کیا۔ ایک

اور حضرت مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب نے انکار حدیث کا نفوذ بند کیا، جو اگرچہ خائب و خاسر ہو کر دنیا سے روپوش ہو گئے۔ مگر آج کتنے قلوب میں ان کا پھیلا ہوا زہر سرایت کر چکا ہے۔

# تحریک جماعت اسلامی

## مسک مودودیت

اب کچھ دنوں سے جماعت اسلامی کے نام کی ایک تحریک ہمارے سامنے آئی ہے اس تحریک کے بانی حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ہیں جن کو اس چیز پر فخر ہے کہ وہ ٹائٹل مکتبی نہیں ہیں۔ یعنی کسی دارالحدیث میں آپ نے کسی محدث یا مفسر یا فقیہ کی شاگردی نہیں کی۔ بلکہ اسلام و قیون کو خود اپنے طور پر ایسا کچھ سمجھ لیا کہ آج سے چودہ سو برس تک محدثین و مفسرین و امامان اسلام و علمائے کرام اس طور پر نہ سمجھ پائے۔ مولانا موصوف نے اس تحریک کی بنیاد ان امور پر رکھی ہے کہ حکومت الہیہ کا قیام ہو، اور دنیا سے نظام ہائے باطلہ کو ختم کیا جائے۔ الفاظ بڑے خوشن دلغریب اور پوری جاذبیت لیے ہوئے ہیں۔ مگر آگے یہ سوالات کہ کس طور پر یہ اہم ترین امور انجام پذیر ہوں؟ ان کے اصول قواعد و مبادیات کیا ہوں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں کس طور پر حاصل کی جائے؟ اس نظام میں اسلامی بنیادیں کیا ہوں گی؟ ان سب کا جواب صرف ایک ہے کہ مولانا صاحب موصوف اپنے خداداد دماغ سے جس جس طور پر بھی ان تھنوں کو سلجھائیں پس وہ سب واجب العمل ہوں گی۔

یہاں تک تو خیر جو کچھ ہوا اسم و سگراب آگے آگے اس تحریک کے بانیان کرام نے اپنے خداداد دماغوں اور زالی مجتہدانہ کاوشوں پر جو جمل افشائیاں کی ہیں وہ سب منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن کے کچھ نمونے ناظرین کرام کے مطالعے میں آئیں گے۔

## ایک دم کا ازالہ

اس تحریک میں جس قدر بھی افراد شامل ہوئے ہیں ان میں بھی ہر قسم کے لوگ ہیں۔ بعض اچھے خاصے مخلص متدین حضرات بھی۔ تحریک کے خوش فہم مقاصد کی بنا پر اس سے وابستہ ہیں ایسے ہی بھائی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تحریک کے نیک مقاصد کے ساتھ ہیں۔ مولانا مودودی صاحب کے ذاتی عقائد و خیالات و مجتہدات سے ہم کو غرض نہیں ہے ہم ان کے مقلد نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ ایسے مخلصین کا یہ کہنا اگرچہ بہترین جذبات کا نتیجہ ہے مگر ان کی خدمت میں باادب گزارش کروں گا کہ وہ فریب میں گرفتار ہیں، کوئی بھی تحریک ہو اس کے بانی کے ذاتی خیالات، عقائد و افکار کا اس پر پورا اثر ہونا لازمی امر ہے۔ بعض لوگوں نے خاکسار تحریک کے متعلق بھی یہی کہا تھا کہ ہم کو نفس تحریک سے مطلب ہے مشرقی صاحب کے ذاتی خیالات و افکار سے ہم کو مطلب نہیں۔ اس دم کے ازالہ کے لیے خود مولانا مودودی صاحب نے فرمایا تھا کہ

”یہ بات کہ میں صرف سپاہی بننے کی مشق مطلوب کر  
یا فوجی نظم و درکار ہے لیڈر کے خیالات سے متاثر  
نہیں یہ ایک سراسر لغو بات ہے جسے کوئی صاحب عقل  
ایک لمحہ کے لیے بھی یاد نہیں کر سکتا۔ آپ کسی تحریک  
میں شامل ہوں اور اس کے لیڈر سے متاثر نہ ہوں  
یہ ناممکن ہے، لیڈر کی روح پوری تحریک کی روح  
ہوتی ہے اور پیروؤں میں آپ سرایت کرتی ہے۔  
کوئی شخص اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں ہو سکتا“

(رسالہ خاکسار تحریک از مولانا مودودی)

مولانا مودودی کی اس تحریر کے مطابق یہ ناممکن ہے کہ آپ نفس تحریک جماعت اسلامی میں شریک ہوں اور مولانا مودودی صاحب کے ذاتی عقائد و افکار سے آپ متاثر نہ ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

وہ نئی تحریک میں جس قدر بھی افراد شریک ہیں ان کا تجزیہ کر لیجئے۔ مولانا موصوف کے عقائد و آزادانہ خیالات سے ان میں بیشتر پورے طور پر متاثر ہیں۔ آج ان کو نہ متقدمین متاخرین کی تفاسیر قرآن سے سروکار ہے نہ صحیح بخاری شریف و مسلم شریف سے نہ ہدیہ و شرح وقایہ سے، بس ان کے لئے مولانا مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کا رکامیا کردہ ”لٹریچر“ بس ہے۔ رات دن ان کا یہی اوڑھنا اور یہی بچھونا ہے ان کے خیالات و عقائد کے پورے طور پر متاثر ہیں۔ ان کے خیال میں آج تک ساری امت اسلام کو نہ سمجھ پائی۔ اس چودھویں صدی میں اسلام کی صحیح تفسیر مولانا مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کے کارنے پیش فرمائی ہے اور بس اس تحریک سے منسلک ہونے والے بیشتر افراد کے قلوب میں یہ خیالات اس حد تک باغریز ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے ”مزعوامات“ کے خلاف ایک لفظ تک سننے کے لئے تیار نہیں ہیں قرآن پاک کی کوئی آیت رسول پاک کی کوئی حدیث اس مقام پر ان کو گوارا نہیں بلکہ اپنے مزعوامات کے لئے وہ لڑنا، مرنا، مدافعت میں قلم اٹھانا، علمائے نقاد کی توہین، تذلیل و تحقیر کرنا کا رہائے ثواب جانتے ہیں۔ جیسا کہ دیباچہ میں البشیر کے حوالے سے کچھ نمونے درج کیئے جا چکے ہیں۔ جماعت اسلامی کے ”صالحین“ کی تہذیب و متانت کے جن حضرات کو مزید نمونہ بات درکار ہوں وہ اس تحریک کے ایک ادبی ماہنامہ ”چراغِ راہ“ نامی بابت ماہ اگست ۱۹۵۵ء کا مطالعہ کر لیں جس میں ”انھیں کچھ نہ کہو“ کے عنوان سے علمائے اسلام کی بلا امتیاز و استثناء دل کھول کر تنقید کی گئی ہے۔ کسی عارف نے کہا ہے ۵

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سنے

چلتے چلتے آپ مذکورہ بالا ”گالی نامہ“ کے مطالعہ کا شوق فرمائیں تو رسالہ ”مودودیت کا عکس“ شائع کردہ مکتبہ انوائس پاکستان لاہور بھی مطالعہ فرمائیں جس میں اس ”گالی نامہ“ کا اچھا خاکہ اردو اہل آپ کی نظر سے گزرے گا۔

## امیر جماعت اسلامی ہند کی وارننگ

جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم

جماعت اسلامی میں شامل ہو کر بھی اہل حدیث یا اپنے اور کسی دوسرے سابقہ مسلک پر رہ سکتے ہیں اور ہمیں اس جماعت کے اکابر کے ذاتی خیالات سے کیا مطلب ہے؟ ایسے لوگ غلطی پر ہیں، اکابر جماعت اسلامی کے انکار و خیالات ہی اس جماعت کا "مزاج" ہے اور جو بھی اس جماعت میں داخل ہوا اسکو بہر حال اپنا سابقہ مسلک ترک کر کے جماعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ امیر جماعت اسلامی ہند کی مندرجہ ذیل وارننگ سے صاف ظاہر و باہر ہے آپ فرماتے ہیں:-

"بہت سے رفقہ ایسے ہیں جن کا تعلق جماعت میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں کے مختلف قسم کے غریبی یا سیاسی اداروں سے رہا ہے اور انہیں سے کٹ کر جماعت میں آئے ہیں اگرچہ میں محسوس کرتا ہوں کہ جماعت میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے جماعتی مزاج سے اپنے کو ہم آہنگ بنانے کی پوری ہدی کوشش کی ہے لیکن ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن میں ابھی غیر شعوری طور پر ان جماعتوں کے تعلق کے کچھ نہ کچھ اثرات موجود ہیں یہ چیز غلط بھی ہے اور تحریک کے لیے مضر بھی۔ اس لیے اس طرح کے رفقہ کو پورا اہتمام کام میں لاکر اپنے کو ان (سابقہ جماعتوں کے) اثرات سے پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب آپ جماعت اسلامی میں داخل ہو چکے ہیں تو آپ کی تمام دلچسپیوں کا محور صرف جماعت کے مقاصد ہونے چاہئیں۔"

(زندگی گنت سہ)

امیرِ جماعتِ اسلامی ہند کے بیان  
بلا سے بھی زیادہ واضح نغظوں میں

دہ بیان ہے جو مولوی ابوسعید عبدالعزیز صاحب چک ۵۵۵ رحیم یار خاں بھاو لپور کے متعلق وہاں کے امیر طلقہ نے دیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف جو مسلک اہل حدیث رکھتے ہوئے جماعت اسلامی سے وابستہ ہو گئے تھے ان سے کہا گیا:

”تم اہل حدیث ہوتے ہوئے جبکہ جماعت میں داخل ہو چکے ہو اب جماعت میں داخل ہونے کے بعد تم اپنے مسلک کی تبلیغ کرنے کے مجاز نہیں اور نہ تم کسی بھی اختلافی مسئلہ میں بحث کر سکتے ہو۔ جماعت میں داخل ہونے کے بعد تم نظم جماعت کی پابندی کے ماتحت کسی بھی صاحبِ بدعت کو اور کسی بھی صاحبِ منکر کو منکر سے نرو کو صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہی کی دعوت دو اس طرح سے خود بخود اصلاح ہو جائے گی، تم تبلیغ مسلک کے متعلق اپنے بیوی بچوں تک سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتے“

(اجیار اللہ عظام گوجرانوالہ مجریہ ۱۵/۵)

اس قسم کے مزید شواہد جمع کیے جائیں تو ایک ملحدہ دفتر تیار ہو جائے مگر ہمارا مقصد صرف ایسے فریب خوردہ بھائیوں کو آگاہ کرنا ہے جو "نئے دروں و نیچے پروں" کی پالیسی اختیار کر کے "آدھا تیر آدھا بیڑ بنے ہوئے" ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بیک وقت دو گھوڑوں پر سواری نہیں کر سکتے۔ عقل مند کو شاہد کافی ہے۔

اکثر وابستگانِ جماعت  
اسی کی طرف سے

## ایک اعتراض اور اس کا جواب



جماعت اہل حدیث کے سیدھے سادھے افراد کی مغالطہ دہی کے لئے ایک اعتراض بار بار آیا کرتا ہے، ایک دفعہ یہی اعتراض جماعت اسلامی کے ایک اخبار تسنیم نامی میں بھی شائع ہوا تھا جس کا نہایت ہی تسلی بخش جواب جماعت اہل حدیث کے آرگن "الاعتصام" نے بڑی تفصیل سے دیا، ہم وہ اعتراض اور اعتصام کا پورا جواب یہاں نقل کر دیتے ہیں تاکہ جن بھائیوں کے سامنے آئندہ ایسی مغالطہ دہی کی جائے اس جواب کی روشنی میں وہ اس غلط اعتراض کا پورا وضہ کر سکیں۔ اعتراض یہ ہے:-

"اکابر اہل حدیث جمعیتہ علماء ہند سے وابستہ رہے حالانکہ اس پر متقلدین کا قبضہ ہے، خلافت کیٹی کے روح رواں رہے حالانکہ اس میں تمام جماعتیں شامل تھیں، مجلس احرار سے منسلک رہے جبکہ اس کے عہدیدار تک بریلوی، دیوبندی، شیعوں اور رافضی تھے۔ کانگریس کے پیٹ فارم پر کام کرتے رہے دراصل لیکہ وہاں کتاب سنت کا سوال ہی مدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح مسلم لیگ سے سیاسی رابطہ قائم رکھا اور بہت بڑا جرم یہ کیا کہ مسٹر جناح کو قائد اعظم تسلیم کیا، لیکن جماعت اسلامی میں جو اہل حدیث شامل ہیں انھیں زبردستی کی جاتی ہے۔"

## جواب

ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ اس ملک سے انگریز کو نکلنے کے لئے اہل حدیث تمام سیاسی جماعتوں میں گئے۔ اور ہر اس شخص اور جماعت سے اشتراک عمل کیا جس کا مسلحانہ نظر ہندوستان سے انگریز کا اخراج تھا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ — کانگریس میں جا کر ہم ہندو نہیں ہو گئے تھے۔ جمعیتہ علماء ہند میں کام کر کے تقلید کا قلابہ ہم نے اپنی گردن میں نہیں ڈال لیا تھا۔ خلافت کیٹی سے مل کر ہم اجماعیت کو نہیں بھول گئے تھے مجلس احرار سے تعاون کر کے ہم نے اپنے مسلک کو خیر باد نہیں کہہ دیا تھا۔ اس طرح کا ایک موقع بھی نہیں آیا کہ انھوں نے ہمارے مسلک کے خلاف کوئی بات کہی ہو یا ہم سے

مولانا چاہی ہو تو ہم آنکھیں بند کر کے اُن کی تحقیق کے تابع ہو گئے ہوں جب بھی مسلک کا معاملہ آیا تو جمعیت علماء ہند میں رہ کر ہم نے مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید سے پر زور اختلاف کیا، — اس کے علاوہ ان جماعتوں میں ہمارا حیثیت صرف ایک رکن کی نہیں تھی بلکہ وہاں ہم ایک مستقل رائے رکھتے تھے۔ تمام اہم امور کی تکیں والفرام میں ہمارا ہاتھ تھا اور ہمارے اکابر وہاں ادبچے عہدوں پر فائز تھے۔

کیا یہ لائل پوری جو بزرگ اس طرح کی ایک مثال بھی پیش کر سکتے ہیں کہ مولانا ابراہامی مودودی کے خلاف سنت رجحانات کی مخالفت آپ نے کبھی خود کی ہو یا کسی دوسرے نے کی ہو تو آپ نے اسے برداشت کیا ہو؟ سوال کسی جماعت میں شرکت کا نہیں ہے بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ آپ نے اس شرکت کی کیا قیمت ادا کی؟ مختلف جماعتوں میں شریک ہو کر آپ مسلک اہل حدیث سے دست بردار تو نہیں ہو گئے؟ یا مسلک محدثین کے استخفاف کے موجب تو نہیں ہوئے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم جس سیاسی جماعت میں گئے اپنے مسلک پر قائم رہے، اور اسکی ہر طریق سے پابندی کی — لیکن اس کے برعکس جماعت اسلامی میں جو اہل حدیث گئے اُن کی ہرگز یہ حیثیت نہیں ہے — وہ اپنے مسلک سے منحرف ہو گئے ہیں اور حدیث اور محدثین سے متعلق اُن کا نقطہ نگاہ قطعاً وہ نہیں رہا جو جماعت اہل حدیث کے سلف کا تھا۔ وہ سن جو اہل حدیث کے اپنے

بابہ الامتیاز تھیں، ان کی نظریں ان کو کوئی وقعت حاصل نہیں رہی۔ جماعت اسلامی میں شرکت کے بعد وہ مودودی صاحب کے استے پیرو بلکہ مقلد ہو گئے ہیں اور اس میں وہ اس درجہ راسخ ہیں کہ اگر مودودی صاحب نے صبح بخاری کی احادیث کو محل تنقید قرار دیا تو انھوں نے بے تامل آئنا و صندوق فاکتبنا مع الشاہدین کی صدائیں بلند کرنا شروع کر دیں۔ اگر

انہوں نے یہ فرمایا کہ ”محدثین کا کام صرف روایت کشی تھا اور حدیث کی فقہیت و ہدایت سے ان کا تعلق نہ تھا“ تو انہوں نے پوری قوت سے اُن کی تائید کر دی۔۔۔ اگر انہوں نے یہ کہا کہ ”قرآن مجید میں وَعَلَّمَ مُمُطِرُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“ سے مراد سنت نہیں بلکہ اس سے مراد وہ فہم وین ہے جو ہمیں حاصل ہوا ہے تو انہوں نے تحمین و آفرین کے ڈونگرے برسانا شروع کر دیے اور اُسے مودودی صاحب کے نکات علی میں شمار کیا، اگر انہوں نے یہ کہا کہ محدثین کی کسی روایت کو صحیح قرار دینے سے ہمارے نزدیک یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واقعی حدیثِ رسول ہے“ تو انہوں نے اَحْسَنَتْ وَرَحَبَا کے فقرے بلند کرنا شروع کر دیے۔۔۔ اگر مودودی صاحب نے فرمایا کہ ”ن حدیث میں بہت سی کمزوریاں موجود ہیں اور آپ حضرات ہم سے محدثین کی آراء پر ایمان لانے کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں“ تو تحقیق و مطالعہ سے ان بے بہرہ لوگوں نے فرما سہجکا دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ جماعت اسلامی کی پابندیوں کی زنجیر میں اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ اگر جماعت اہل حدیث اور جماعت اسلامی کے جلسوں کی تاریخوں میں تطابق پیدا ہو جائے تو آپ کے لئے یہ لازم ہو گا کہ آپ جماعت اہل حدیث کے جلسہ میں شمولیت کا خیال ترک کر دیں اور صرف جماعت اسلامی کے جلسہ میں شرکت کریں۔ کیا یہ واقعہ مولانا عبدالعزیز سعیدی کے ساتھ نہیں بیت چکا؟ اور بعد میں آپ نے انہیں ”پاگل“ قرار نہیں دیا؟

رسائل و سائل کا حصہ اول اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اس میں اس امر کی بالکل وضاحت کر دی ہے کہ:-

”کوئی شخص اپنی مخصوص مسلکی ”عصبیتوں“

کو ساتھ لے کر جماعت اسلامی میں شامل

نہیں ہو سکتا۔

اور اگر انھیں (عصبیتی) علامتوں سے یہ  
 طے ہونے لگے کہ کون اپنا ہے اور کون  
 غیر تو اس صورت میں رفع یدین کرنا  
 اور نہ کرنا، یا آمین زور سے کہنا یا کہتے  
 کہنا، یا ایسے ہی دوسرے امور کا ترک  
 اور فعل دونوں یکساں بدعت ہیں اور  
 بدترین قسم کی بدعت ہیں۔

(ملاحظہ ہوں صفحات ۲۵۷-۲۵۸-۲۶۲-۲۶۵-۲۶۷)

فرمایا جائے، 'جماعت اہل حدیث یا دوسری مذہبی یا دینی جماعتوں کے جو لوگ  
 دوسری جماعتوں میں گئے، ان میں بھی یہ کیفیت کبھی پیدا ہوئی؟ یا جن جماعتوں  
 کا آپ نے نام لیا ہے، انہوں نے اس قسم کی کوئی پابندی کبھی کسی پر عائد  
 کی؟ (الامضاء ۵ جولائی ۱۹۵۵ء)

## عقائد و افکار مولانا مودودی صاحب

بقول مولانا مودودی صاحب تحریک کے لیڈر کے خیالات و افکار پوری تحریک  
 کی جان ہوتے ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ مولانا موصوف کے عقائد و افکار اور مزید  
 روشنی میں آجائیں۔ تاکہ ناظرین کرام تحریک جماعت اسلامی کے خراج سے روشناس  
 ہو جائیں۔ کسی انسان کے عقائد و افکار کو معلوم کرنے کا بہترین طریقہ اسکی خود نوشت  
 کتابیں ہی ہوتی ہیں۔ ان ہی سے مصنف کے افکار روشن ہوتے ہیں۔ مولانا صاحب  
 موصوف صاحب بقائیم کثیرہ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ بعض موضوعات پر  
 مولانا نے اہم ترین قلمی نوادرات بتیافرمائے ہیں۔ مگر مثل مشہور ہے کہ سوار ہی ٹھوکر  
 کھا پا کرتے ہیں۔ مولانا نے اپنی کتابوں میں اپنے افکار پیش فرماتے ہوئے بعض جگہ بڑی  
 خطرناک ٹھوکریں کھائی ہیں، اگر مولانا کو ان کا احساس ہو جاتا تو شاید ان میں اور علماء

اسلام میں یہ موجودہ علمی جنگ "برپا نہ ہوتی مگر ہوا یہ کہ مولانا نے جو کچھ لکھ دیا وہ کالو جی من السماء قرار پایا۔ اور یہی خیال بنا کے فساد پھرا۔ بہر حال ہم مختصر نکتوں میں مولانا کے کچھ اذکارِ عالیہ جو محلِ نزاع ہیں درج ذیل کر کے انصاف پسند حضرات سے علم و دانش کے نام پر انصاف کی اپیل کرتے ہیں، مشہور قول ہے اور صحیح بھی کہ الرجال يعرفون بالحق لا الحق يعرف بالرجال حق کی پڑتال کے لئے شخصیتیں کسوٹی نہیں بلکہ شخصیتوں کی پڑتال کے لئے حق کسوٹی ہے۔ بھول خطا انسانی فطرت ہے صرف انبیاء اللہ کی مقدس جماعت ہے جن کی اشہد پاک خود براہ راست اغلاط سے حفاظت فرماتا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی انسان کہنے سے ہی بڑے روحانی درجے والا ہوا اس سے یقیناً غلطی کا امکان ہے۔ جب بزرگانِ دین امیرِ کرامت پر تنقید کی جاسکتی ہے تو مولانا مودودی کے غلط افکار پر ان کا یا ان کے اصحاب ارادت کا تنقید سے نہ صرف گھبرانا بلکہ اسکی وجہ سے مغلوب الغضب ہو کر تحریروں و تقاریر میں "ادل فول" پر اترتا انتہائی کمزوری کی دلیل ہے۔ جن کے ثبوت میں اس تحریک کے لٹریچر سے کافی مواد پیش کیا جاسکتا ہے۔

## اسلام میں عبادت کا تصور | اپنے ہیا کردہ لٹریچر کی

ماہیہ نام کتاب تہنیات میں اسلام میں عبادت کا تصور بیان فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:-

"انسان خواہ وہ خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر کی چاہے وہ اپنے اختیار سے کسی اللہ کی پوجا کر رہا ہو وہ خدا ہی کی عبادت ہے۔" الی آخرہ۔

مولانا صاحب یا ان کے کوئی حواری اس عبارت کی خواہ کچھ بھی تاویل کریں اسکو امرِ تکوینی کے تحت لے آئیں یا کھینچ تان کر کچھ اور بنانے کی سعی فرمائیں مگر اس عبارت کے مذکورہ

بالا الفاظ اس قدر بھونڈے ہیں کہ قرآن مجید کی پیش کردہ توحید اور جملہ انبیائے کرام کے پیش فرمودہ ارشادات کی روشنی میں ان الفاظ کے مطابق عقیدہ و عمل اکبر الکبار گناہ کی فہرست میں آجاتا ہے۔ اگر مونا کے اس تصور کو صحیح مان لیا جائے تو دھرتی اور شرک و بت پرستی کو گناہوں سے تعبیر کرنا ایک سرسراہٹ آمیز خیال بن کر رہ جائے گا اسی لئے مولانا کی اس تشریح پر مشہور صحافی و انقلابی بزرگ حافظ علی بہادر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”اسلام میں عبادت کا تصور کے عقائد سے انھوں نے جو عقائد تقسیمات میں شائع کیا وہ غلط فہمیوں پر مبنی ہے  
اسلام میں عبادت کا تصور وہ نہیں ہے جو مولانا (رحمہ اللہ) نے پیش کیا کہ انھوں نے عبادت کی ایک خود ساختہ تشریح کر کے بت پرستی تک کو اللہ کی عبادت میں شامل کر لیا ہے  
اس کے سنی ہوؤ کہ ان کے نزدیک عبادت اچھی بھی ہوتی  
ہر اور بُری بھی اور ان کے نزدیک چوری زنا کاری عمار بازی سب عبادت کے تصور میں آجاتے ہیں قرآن مجید کی جو آیات انھوں نے چسپی کی ہیں ان میں سے ایک سے بھی عبادت کا یہ تصور ثابت نہیں ہوتا۔“ (الآخر)۔

(مطلع نور - مجریہ جون ۱۹۷۷ء)

مزید افسوسناک چیز یہ ہے کہ مولانا اپنے غلط مرعومات کے سانچے میں قرآن پاک کو ڈھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ان کی مؤلفات میں جگہ جگہ یہ رنگ نمایاں ہے۔

شاید ایسے ہی حضرات کے لئے کہا گیا ہے ۵

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ وجودِ عالم کے پر ایمان و یقین لانا اسلام میں

فرشتوں کے متعلق

ایمانیات کا ایک رکن منظم ہے۔ قرآن پاک و احادیث ذکر طائفہ سے بھری ہوئی ہیں اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ طائفہ اللہ پاک کی نورانی مخلوق ہیں ان کی شان یہ ہے لَا يَتَحَوَّنُ اللَّهُ مَا أَفْرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اطاعتِ الہی میں سرگرم رہتے ہیں اب ”طائفہ“ کے بارے میں مولانا مودودی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:-

”اسلامی اصطلاح میں جسکو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً

دیوی چیز ہے جسکو ہندوستان و یونان وغیرہ ملک کے

مشرکین نے دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔“

(تجدید احوالے بن صفا)

مولانا نے ”اسلامی فرشتہ“ مشرکین کے مرسوم دیوی دیوتاؤں کو قرار دیا ہے۔ مولانا کے اس خیال باطل کے مطابق فرشتے مذکورہ موٹ ہر دو قسم کے ہیں، کیونکہ وہ دیوی اور دیوتا ہیں۔ انفریہ اسلامی فرشتے کی ایسی تعبیر ہے جو مولانا ہی جیسے مجددین و مزاج شائبہ رسول و پیرے کی جوت پتھر میں پالینے والے بزرگ کی قلم سے سرزد ہو سکتی ہے۔ مزید تفصیلات کا یہاں موقع نہیں۔ مولانا کے مزعومات باطلہ پر صرف چند اشارے کرنا مقصود ہیں۔ یہ سب روئے شود ہر کہ در خوش باشد۔

احادیث واردہ کی بناء پر

قرن اول سے آج تک جملہ

**ہندی موعود کے بارے میں**

اہل اسلام و صافہ مخصوصہ کے ساتھ ایک ہندی موعود کے وجود چٹا خر زمانہ میں ظاہر ہونا ہے عقیدہ رکھتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ مولانا مودودی صاحب اس ہندی موعود کا تعارف بیان طور کرتے ہیں۔

”بہر حال جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا، وقت کے تمام

علوم جدیدہ پر اسکو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی (الغی)

مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی بدقولی کے خلاف مولوی موصوفی



ماہبان ہی پہلے شورش برپا کریں گے (الٰہی) شاید  
 اُسے خود بھی ہمدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی اور اسکی  
 موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم  
 ہوگا کہ یہی خلافت کو منہاج البیت پر قائم کرنے والا  
 تھا۔ ہمدویت دلوں کرنے کی چیز نہیں کر کے دکھانے کی  
 چیز ہے (الٰہی) خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک  
 مذہب فکر پیدا کرے گا ذہنیوں کو بدلے گا ایک نئے راستہ  
 تحریک اٹھائے گا

(تجدید و احیائے دین ص ۳۳ تا ۳۴)

حضرت مولانا مودودی صاحب نے جس طور پر بھی ہمدی موعود کا تعارف کرایا ہے  
 ناظرین کرام کے سامنے ہے یہ بھی خوب کہا کہ ہمدی موعود دنیا میں نشریف فرما ہوں گے  
 اور تمام عمر تحریک چلاتے ہوئے انتقال بھی فرما جائیں گے مگر حال یہ ہوگا کہ خود ان کو  
 بھی خبر نہ ہوگی کہ میں ہی ہمدی موعود ہوں اور نہ لوگوں کو اطلاع ہو سکے گی، ہاں ان کے  
 انتقال فرما جانے کے بعد لوگ جان لیں گے کہ یہی ہمدی موعود تھا وغیرہ وغیرہ اب  
 ایک طرف آپ ہمدی موعود کے بارے میں احادیث دارودہ کو رکھ لیجئے دوسری طرف  
 مولانا مودودی کے پیش کردہ تعارف کو آپ کو آسمان و زمین جتنا فرق نظر آئے گا۔  
 انصاف کی بات تو ہے کہ مولانا کے یہ جملہ اشارے "خود ما بدولت" کی طرف ہیں مگر  
 موصوف پر واضح ہونا چاہیے۔

ہمدی کے واسطے دار و رسن کہاں  
 مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی ایسے ہی خواب نظر آنے لگے تھے کہ بعد میں چھلانگ لگا کر  
 تخت نبوت ہی پر قابض ہونے کا پردہ پاگندہ کرنے لگے مگر ہوا یہ کہ  
 نہ خدا ہی طمانہ وصال ضم  
 گئے دونوں جہاں سے خدا کی قسم

مستقبل کا سورخ دیگر مدعیان ہمدویت کے متعلق بھی کچھ ایسا ہی بیان لکھنے پر مجبور ہوگا۔ سبذی لك الامام ما كنت جاهلا : ویا تيك بالاخبار من لم يزد

## ”دجال“ کے بارے میں احادیث واردہ کی

یہ عقیدہ کہ آخر زمانہ میں قیامت ایک ”کانا دجال“ پیدا ہوگا جو دجل کی اشاعت میں سرگرم ہتھیاروں سے لیس ہوگا

### منکذب

بہودست کا مسلمہ عقیدہ ہے دجال کی حدیث صحیح بخاری شریف میں آٹھ مرتبہ آئی ہے اور صحیح مسلم شریف میں سترہ مرتبہ آئی ہے۔ نازکی دعاؤں میں ایک مستند و مشہور دعا ہے جو آخرت میں پڑھنی مسنون ہے **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ**۔ گویا شارع علیہ السلام نے ہر نماز میں سید و جال کے فتنے سے بچنے کی دعا سکھلائی ہے۔ ان جملہ حقائق کے باوجود مولانا مودودی صاحب جیسے ”مزاج شناس رسول“ کی جہارت دیکھتے بڑے دھڑلے کے ساتھ آپ فرماتے ہیں:-

”یہ کانا دجال وغیرہ افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہیں کوئی ضرورت بھی نہیں۔ عوام میں اس قسم کی جو باتیں مشہور ہیں ان کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے اور ان میں سے کوئی چیز اگر غلط ثابت ہو جائے تو اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔

(ترجمان القرآن رمضان و شوال ۱۳۶۴ھ)

افسانہ وہ ہوتا ہے جو غیر معتبر غیر محقق چیز لوگوں کی زبانوں پر گشت کرنے لگ جاتی۔ مولانا مودودی صاحب کانا دجال کو افسانہ قرار دیتے ہیں بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث میں ۲۵ مرتبہ یہ احادیث جو متعلق دجال منقول ہیں سب محض افسانے ہیں۔ اس سے بھی آگے مزید جہارت ملاحظہ ہو۔ جس میں خود رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ”اصلاح“ فرمانے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:-

”حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قوی زمانے میں ظاہر ہو، لیکن کیا سارے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا اب ان چیزوں کو اس طرح نقل و روایت کو جاننا کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح مفہوم کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اس قسم کے معاملات میں نبی کے قیاس و گمان کا درست نہ نکلنا ہرگز منصف نبوت پر ظن کا موجب نہیں ہے۔“

(ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

”مزاج شناس رسولؐ کی یہ جسارت کہ دجال کی آمد کے بارے میں حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا ایسی نہیں ہے کہ اسے یوں ہی نظر انداز کر دیا جائے۔ مولانا ایک مذہبی آدمی ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ جس چیز کو لے کر ہم اُٹھے ہیں وہ عین اسلام اور اصل اسلام ہے (اجبار تسنیم ۲۲ جہادی الاول ۱۳۶۵ھ) مولانا کی یہ جسارت بہتہ دے رہی ہے کہ مذہب اسلام کے بارے میں آپؐ ایسے مقام پر ہیں جہاں آپؐ کو خود پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصلاح کا بھی حق پہنچتا ہے۔ مولانا نے اپنی اس جسارت کو ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ بڑی جرأت و دلیری کے ساتھ حوالہ ظلم کیا ہے۔ ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء میں آپؐ فرماتے ہیں:-

”ان امور کے متعلق مختلف باتیں حضورؐ سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپؐ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپؐ خود شک میں تھے۔“

لیجئے مولانا نے ایک ایسا چور دروازہ کھول دیا کہ اب تعلیمات اسلام کے بارے میں ارشادات رسولؐ جو کسی کے مزاج کے خلاف ہوں ان سب کو ”آپؐ کے قیاسات“ کہہ کر رد کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مقدس میں رسول اللہ کی شان یہ بیان کی گئی ہے: ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ هِمَّا لَنَا لِلْهَوَىٰ ۚ هُمْ يَنْتَظِرُونَ“ اور قیاسات سے نہیں بولتے ان کا ہر قول وحی الہی پر مبنی ہوتا ہے۔ ”دجال موعودہ“

کے بارے میں آپ کے ارشادات بہت واضح ہیں۔ روایت ان کی صحت کا اقرار خود مولانا مودودی صاحب کو بھی ہے۔ آیت بالا کے تحت حضورؐ نے یہ ساری خبریں جی اپنی کے تحت دی ہیں، مگر مولانا صاحب موصوف جو پتھر میں مہیرے کی جوت ملاحظہ فرمایا کرتے ہیں ان سب کو آپ کے ”غلط قیاسات“ قرار دے رہے ہیں۔ ناظرین کرام خصوصاً وابستگان تحریک انصاف سے بتائیں کہ شانِ رسولؐ کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے کیا عدل کا یہی تقاضا ہے کہ مولانا کے ان ملحدانہ نظریات کو یوں ہی نظر انداز کر دیا جائے اور کیا یہی وہ اہل اسلام ہے جسے لیکر مولانا اُٹھے ہیں؟ اور کیا اپنی حکومت ایسے ہی اتحاد پرور خیالات پر تعبیر ہوگی؟ کیا نظامِ ہمارے باطلہ سے ٹکرتے ہوئے نہیں ٹھنکتے ہیں؟

آپ ہی اپنے ذرا جو دستم کو دیکھیں  
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

**حدیث مجدد کی تکذیب** | پہلے حدیث شریف ملاحظہ فرما  
نیچے جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْفَعُ لِهَذِهِ الْاُمَّةِ عَلِيَّ رَاسٍ كُلَّ مِائَةِ مَنْ يَّجِدُ دَلَالًا يَنْفَعُ (رواۃ ابو داؤد) یعنی بیشک اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسا شخص مقرر کرے گا جو اس امت کے لئے دینِ اللہ و اسلام کی تجدید کرے گا۔ اس حدیث کے سب لاوی ثقہ ہیں اس حدیث کی شرح میں علماء اسلام لکھتے ہیں کہ وہ مجدد سنت کو بدعت سے جدا کرے گا۔ علم دین کو پھیلائے گا اہل علم کی مدد کرے گا اہل بدعت کی کمرہٹ کو توڑے گا وہ علوم دین کا جامع ہوگا۔ اس حدیث رسول کا اولین مصداق اللہ پاک نے امیر المومنین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا اور پھر ان کے بعد ہر صدی میں مجدد دین پیدا ہوتے رہے جیسا کہ علماء اسلام و مؤرخین عظام نے ہر صدی میں بنام ان کو مع ان کے حالات اور خدمات کے تحریر فرمایا ہے۔ اس بارے میں

مولانا مودودی صاحب کی محل انشائی ملاحظہ ہوا ارشاد ہوتا ہے :-

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل نہیں پیدا ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ کانٹا نہ ہوسکے، ان کے بعد جتنے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں کام کیا اور مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔

(تجدید و احیاء سے دین ص ۳۱ طبع جام)

مولانا کا ارشاد صاف بتلا رہا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اور بعد کے جملہ مجددین سب ناقص تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج چودھویں صدی تک مجدد کامل کی شکل میں صحیح ثابت نہ ہو سکی یہ تجدید و احیاء سے دین کے جذبات میں غالباً "تفوق" کا خوب ہے تاریخ کے جملہ مجددین کا مقام اگر اکر ہی تو یہ خواب مثر مندہ تعبیر ہو سکتا تھا جس کے لیے مولانا نے یہ جرات فرمائی، سچ ہے ہ

بت کریں آرزو خدائی کی

شان ہے تیری کبریائی کی

ایک متعین مدت کے لیے مقررہ قسم کے عوض کوئی مرد کسی عورت سے اسکی صحت کا سودا کرے یہ متعہ

## جواز متعہ

کہلاتا ہے اور شریعت اسلامیہ میں اہل السنۃ والجماعت کے ہاں یہ "متعہ" قطعاً حرام ہے اس کے جواز کے لیے کوئی بھی گنجائش قطعاً نہیں ہے مگر ہمارے محترم مولانا مودودی صاحب نے ایک مرتبہ اس کے جواز کا بھی فتویٰ دے ڈالا۔ مولانا موصوف نے اس سلسلہ میں جو دلائل اور دھچپ دلائل پیش فرمائے ہیں وہ اجابہ "الاعتصام" لاہور کی روایت سے ہمارے سامنے ہیں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہم ان تفصیلات کو پیش کریں مناسب جانتے ہیں کہ مولانا موصوف کے دلائل کو ادارہ الاعتصام لاہور کے تبصرہ سمیت ذیل میں درج کر دیں۔ مثل شہور ہے

صاحب البیت ادری بنامہ اہل پاکستان مولانا کو جقدر سمجھ سکتے ہیں ہم دور دراز رہنے والے بھلا کہاں سمجھ سکتے ہیں۔ بہر حال اخبار مذکور مجریہ مارسیع الاول ۱۳۵۵ھ میں بسرخی مزاج شناس رسولؐ کی جسارت - متہ کے جواز پر ڈرامائی استدلال بنجاب ادارہ مندرجہ ذیل تفصیلات حوالہ قلم کی گئی ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کچھ دنوں سے عجیب عجیب اور پُر لطف تحقیقات فرمانے لگے ہیں۔ چند روز ہوتے ہیں انھوں نے صحیح بخاری کی صحت و استناد کے بارہ میں یہ انکشاف کیا تھا کہ:-

”کوئی شریف آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جو چھ سات ہزار احادیث درج ہیں دھاری کی ساری صحیح ہیں۔“

اب آگست کے ترجمان القرآن میں انھوں نے اپنی ”ترجمانی تفسیر تفسیر القرآن“ میں سورہ مومنون کی ابتدائی آیات کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے فَمَنْ ابْتغَىٰ ذَرَاءَ ذٰلِكَ فَادْلُیْكَ هُمْ الْعٰدُوْنَ کے ذیل میں ”متہ“ کے جواز کا فتویٰ ارشاد فرمایا آگے بڑھتے ہوئے بیشتر مناسب ہوگا کہ سورہ مومنون کی ابتدائی آیات پر ایک نظر ڈال لی جائے تاکہ مولانا مودودی کے ”جواز متہ“ کا موقف واضح ہو سکے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ  
وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ  
فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝  
اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ  
غَيْرُ مُسْلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنْ ابْتغٰی ذَرَاءَ ذٰلِكَ فَادْلُیْكَ هُمْ الْعٰدُوْنَ

ترجمہ۔ یقیناً کامیاب ہو گئے ایمان والے جو اپنی نمازوں میں خاشع کرتے ہیں جو  
نہی باتوں پر دھیان نہیں دیتے، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی خیراتوں کی حفاظت  
کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور اپنی لونڈیوں کے۔ جو لوگ ان (دو فرقوں) کے  
سوا کوئی اور ذریعہ (اپنے جنسی تقاضوں کو پورا کرنے کا) اختیار کریں وہ (مفسد خلیفہ)



(سے) تبادلاً کرنے والے ہیں۔

ایک بار آپ یہاں پھر گئے اور پیش نظر آیات پر دوبارہ غور فرمائیے۔ بالخصوص آخری آیت کے معنی و مطلب کی دسعتوں کو ذہن و فکر کے راہیوں میں لائیے اور پھر بتائیے کہ کیا یہ آیت اس امر کی قطعی وضاحت کتاں نہیں ہے کہ بیوی اور ملک یمن کے سوا اتران نے جنسی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور تمام دروازے سلمان پر کلیتہ بند کر دیے ہیں، خواہ وہ متعہ ہو یا کچھ اور!

لیکن داد دیجئے سزاج شناس رسول کی "درایت" کی کہ ان کے نزدیک قرآن کی یہ نص صریح تحریم متعہ پر کوئی وزنی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ ان کے خیال میں متعہ کے ساتھ بعض ایسی چیزیں بھی جائز ہیں جن کا نام لیتے ہوئے بھی کسی بھلی مجلس میں شرم آتی ہے۔ معلوم نہیں، مولانا مودودی کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے اجتہاد و فکر کا پورا سرمایہ میدان تحقیق میں جھونک دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعت مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مگر قربان جائیے ان کی محنت و کاوش کے کہ اس کے باوجود انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور اس وقت تک میدان نہیں چھوڑا جب تک کہ ایک وسیع سمندر میں مسافروں سے بھرا ہوا ایک جہاز توڑ کر انھوں نے متعہ کے جواز کی صورت پیدا نہیں کر دی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

"خزینہ کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بیٹے ہوئے ایک ایسے سسنان جزیرے پر جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو، وہ ایک ساتھ رہنے پر مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں، ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لیے عارضی نکاح کر لیں جب تک کہ وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی میں تک نہ پہنچ جائے۔ کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ متعہ اسی اضطراری حالتوں کے لیے ہے۔"

ترجمان القرآن باب ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء (۳۴۹)

ہے۔

لے خدا اس اضطراری حالت سے ہر مسلمان کو بچائے اس لفظ کے سہارے کتنے حضرات

ہاں کہاں ٹھک گئے غفر اللہ لہم "راز"



دیکھا آپ نے مولانا مودودی کو مستعد کا جواز ثابت کرنے کے لیے کتنا دُور کاچسکر کاٹنا پڑا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں ایک واقعہ بھی اس قسم کا نہیں ملتا کہ پورا جہاز سمندر کی سرکش لہروں کی تندر ہو گیا ہو، اور صرف ایک تہمت محفوظ رہا ہو۔ جس میں کہ ایک غیر محرم مرد اور عورت بیٹھے رہے ہوں۔ مسلمانوں نے جنگیں بھی لڑیں، تجارت بھی کی، بادشاہت بھی کی، سفارت بھی کی، انھوں نے مختلف حالات میں طویل طویل سفر بھی اختیار کیے، جو بحری بھی تھے، بری بھی تھے اور فضائی بھی۔ لیکن کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی جو مولانا مودودی نے پیش فرمائی ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں کی اسلامی تاریخ میں نہ کوئی اہل انداز سے جہاز ٹوٹا، نہ کوئی غیر محرم مرد اور عورت اس طرح تختے پر بیٹھے ہوئے کسی سنان جزیرے میں پہنچے اور نہ کسی نے اس صورت حال سے مضطرب و بے قرار ہو کر مستعد کیا۔

اس مثال کا وجود خارج میں تو کہیں دستیاب نہیں ہوتا، ہاں البتہ مولانا مودودی کے ذہن کے سمندر میں سفر کرتے ہوئے اگر کوئی جہاز ٹوٹا ہو اور پھر یہ صورت حال پیدا ہوئی ہو تو واقعی یہ دو معاصر کا "اصولی اور بنیادی مسئلہ" ہے۔ اس کا حل اگر پورے کا پورے اسلامی نظام پر پا کرنے کے داعی "پیش نہ کرتے تو یہ اسلامی نظام میں ایک بہت بڑا خلا رہ جاتا۔

مولانا مودودی اور ان کی جماعت فقہ کی مخالفت میں ایک دلیل یہ بھی دیا کرتے ہیں کہ فقہ دور از کار باتوں کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں ایسے ایسے مفروضوں کو جمع کیا گیا ہے جو پوری انسانی زندگی میں پیش نہیں آ سکتے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں جماعت اسلامی کے خرد مندوں سے، کیا مستعد کے جواز کی یہ مثال کبھی پیش آئی ہے؟ اور خارج میں کہیں اس کے وجود کا پتہ نشان ملتا ہے۔

فرض کیجئے اگر یہ صورت پیش آ بھی جائے اور سمندر کی دو دو تین تین سو فٹ کی بے پناہ لہریں کسی مضبوط جہاز کو اس طرح توڑ دیں کہ اس کا صرف ایک ہی تہمت محفوظ رہے

سکے جس پر کہ ایک مرد اور ایک عورت بہتے ہوئے کسی سنان جزیرے میں پہنچ جائیں، تو اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ بقول مولانا مودودی کے ایسی جگہ پہنچے ہیں جہاں آدم ہے نہ آدم زاد! وہ ایک بے آباد اور سنان جزیرہ ہے، ظاہر ہے کہ وہاں ان کو کھانے کی ضرورت بھی ہوگی، پینے کی بھی ہوگی۔ رہنے سہنے کی بھی ہوگی اور گرمی و سردی سے محفوظ رہنے کے لئے مکان کی حاجت بھی ہوگی۔ کیا وہ ان چیزوں کے حصول پر کوئی توجہ نہیں دیں گے؟ تختے سے اترتے ہی سب سے پہلے ان کا ذہن اسی طرف منتقل ہوگا کہ چلو پہلے متعہ تو کریں، باقی پھر دیکھا جائے گا۔

یہ عجیب تفاد ہے کہ ایک طرف تو مولانا متعہ ثابت کرنے کے لئے مرد اور عورت کو ایسی جگہ پہنچاتے ہیں، جہاں زندگی اور اس کے لوازمات ہی ختم ہیں۔ دوسری طرف جنسی اعتبار سے ان میں وہ اس قدر اضطرابی کیفیت پیدا کرتے ہیں کہ وہ متعہ کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں۔

کیا قتل سلیم اس بات کو مانتی ہے کہ جس مرد و عورت کے پاس نہ کھانے کو روٹی کا ٹکڑا ہے، نہ پینے کو پانی کا قطرہ، نہ پینے کو کپڑا ہے نہ رہنے سہنے کو مکان، لیکن ان میں جنسی بھوک کی تیزیاں اور شدتیں ناقابل برداشت ہیں؟۔ اس قسم کا دلیل آدمی مولانا مودودی کے ذہن میں کوئی ہو تو ہو، اس دنیا میں تو کم از کم پایا نہیں جاتا۔ جب کوئی شخص اس ہرنک صورت حال سے گزرتا ہوا یکایک بے سرد سامان ہو گیا ہو، اور آبادی کو چھوڑ کر جنگل بیابان میں جا پڑا ہو، آپ ذرا غور تو فرمائیے وہاں اس کے جنسی تقلصے باقی بھی رہیں گے۔ اور وہ اس لاکن رہے گا کہ متعہ کے لئے مضطرب رہے قرار ہو۔؟

مولانا کے سامنے غالباً متعہ کی پوری تعریف نہیں ہے۔ اگر متعہ کی پوری تعریف سے وہ باخبر ہوتے تو شاید تفسیر قرآن کے نام سے یہ لغزش ان سے سرزد نہ ہوتی۔ بزرگ متعہ کی اباحت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اس کا مصرف محض جنسی تضاؤل کو پرانا کرنا نہیں ہے بلکہ ایک مقصد ان کے سامنے یہ بھی ہے کہ وہ سفر میں جائیں تو

انہیں ایک ایسے رفیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو ان کی ضروریات کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ یہ چیز ہمیشہ آبادیوں میں پیش آتی ہے۔ جہاں آدمی کو کھانے پکانے، پہننے اور رہنے پہننے کے لئے کئی قسم کے تحفہات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور ان کو پورا کرنے کے لئے وہ ایک رفیق کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ شیعہ مسلک نے ایسی صورت میں متعہ (عارضی نکاح) کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس عارضی نکاح میں مرد و عورت کو کچھ روپے بھی دیتا ہے۔ یعنی باقاعدہ یہ ایک سوئے کی صورت میں ملے پاتا ہے۔

متعہ کی اس ضرورت اور تعریف کی روشنی میں مولانا مودودی بتائیں کہ کیا ایک سنان جنگل میں بھی یہ ضروریات پیش آ سکتی ہیں۔ جہاں کہ زندگی اور اس کے لوازمات ہی ناپید ہیں۔ ؟

متعہ کے جواز میں مولانا کا یہ مضمون پڑھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کوئی فلم دیکھ رہے ہیں جس میں ایک وسیع و عریض سمندر دکھایا گیا ہے اور اس میں سازوں سے لدا ہوا ایک جہاز سطح سمندر پر تیرتا ہوا چلا جا رہا ہے کہ ناگہاں سمندر میں تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور سمندر کی متمرد لہروں کے زوردار پھیڑے جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ صرف ایک تختہ بچ جاتا ہے جس پر ایک مرد اور ایک عورت سوار ہیں۔ اور مولانا دیکھ رہے ہیں کہ وہ تختہ بہتے بہتے ایک ایسے جزیرے میں پہنچ جاتا ہے جہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر ادھر وہ تختے سے نیچے اترتے ہیں۔ ادھر جی بھوک کی شدت انہیں تسلنے لگتی ہے۔ یعنی مولانا دیکھ رہے ہیں کہ ان کے سامنے سوائے جنسیت کے اور کوئی مسئلہ مشکل نہیں ہے۔ کھانے پینے کا سامان اور پہننے کے لئے کپڑے وہ تختے پر لاد کر ساتھ لے آئے ہیں۔ اب صرف ایک مسئلہ ان کے سامنے ہے۔ اور وہ ہے متعہ۔ !!

متعہ کا جواز ثابت کرنے کے لئے مولانا کو کتنے مفروضے قائم کرنا پڑے ہیں کہ عورت میں جاذبیت بھی ہو، اور وہ متعہ کے لائق بھی ہو، پھر وہ دونوں مضطر اور بیقرار

بھی ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر مرد تو مضطر ہو مگر عورت مضطر نہ ہو، یا عورت مضطر ہو اور مرد مضطر نہ ہو تو کیا اس صورت میں مولانا اس بات کا ذمہ لیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو مضطر نہ ہو، اس کو وہ اضطرار و شہوت رانی کے انجکشن دیں گے تاکہ دونوں میں توازن قائم رہے اور وہ متعہ کے لیے تیار ہو سکیں؟ (الاعظام ہر دو بر مشہد)

اسوۂ رسول و سنت نبوی کے متعلق ہر نیک دل مسلمان اپنے دل میں

## سنت نبوی کے متعلق

بہترین عقیدت رکھتا ہے اور کیوں نہ ہو محبت رسول کی یہی علامت ہے، اللہ کے رسولؐ کا فرمان ہے۔ مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَأَنَّمَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ شریف) جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اسوۂ رسول و سنت نبویؐ کا کوئی ایسا منطقی مفہوم نہیں ہے جسے عوام و خواص مہمان رسولؐ نہ جانتے ہوں اور نہ کچھ پاتے ہوں۔ مولانا مودودی صاحب کی اس میدان میں گل افشانی "ملاحظہ ہوں آپ کے خیال بشریف میں سنت کا مفہوم مصطلح ہی سرے سے غلط ہے اسی کو کہتے ہیں کہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری۔ چنانچہ آپ کا ارشاد شریف یہ ہے:-

"میں اسوۂ اور سنت اور بدعت و غیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکھوں

میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں، جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں؟

(ترجمان۔ مئی جون ۱۹۷۵ء)

چونکہ آج کل فیشن پرست مسلمانوں کے لیے دائری بھی ایک وبالِ جان بنی ہوئی ہے، اسی سبب

## دائری کے متعلق

حضرت مولانا مودودی صاحب جیسے "مزاج شناس رسولؐ" کا ادین کام ہی ہونا تھا کہ "دائری رکھنا" جیسے ناقابلِ برداشت سنت کے کاموں کے سنت ہونے میں سے انکار کریں بس پھر میدان صاف ہے۔ چنانچہ دائری کے متعلق خصوصیت سے ارشاد مودودیت

یہ ہے:-

”آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی بُری دارمی رکھتے تھے اتنی ہی بُری دارمی دکھنا سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو یعنی وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیئے جاتے رہے ہیں مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس (دارمی میں) قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تعریف دین ہے۔

(ترجمان القرآن مئی جون ۱۹۷۵ء)

دارمی کا جو جھنڈا برداشت کر سکنے والے نازک طبع حضرات کو مولانا کا بہت بہت مشکور ہونا چاہیئے، آپ نے نہ صرف دارمی کے جھجھٹ سے ان کو نجات دلائی بلکہ ”الشاہچور کو توال کو ڈانٹے“ آپ نے غریب دارمی رکھنے والے عاشقان سنت رسولؐ ہی کو بدعتی اور دین کے منحرف قرار دے دیا۔ مولانا کو اس خدمت و اقامت دین پر جس قدر بھی مبارکباد دی جائے کم ہے جن دنوں مولانا صاحب نے اپنے ان فسادوں کو شایع فرمایا آپ کے بہت سے مقلدین نے ان پر عمل کرتے ہوئے اپنی اچھی خامی دارمیوں کو کانت چھانٹ کر کے مختصر کر لیا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خطاب برمودی ص ۴۵ ایسا کرنے پر وہ مجبور بھی تھے اس لئے کہ

بے سجادہ رنگیں کن گرت پر مغاں گوید  
کہ سالک بے خبر نمود ز راہ و رسم منزلہا

## انکار حدیث کے لئے چور دروازوں کی تلاش

تحقیق سنت کی منزل کو طے کرنے کے لئے انکار حدیث کا مرحلہ طے کرنا ضروری ہے۔ مگر جمہور امت کے خلاف کھلے لفظوں میں حدیث رسولؐ کا انکار کر دینا کوئی آسان کام

نہیں اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی وہ امت اسلام میں مردود و مطعون و ملعون قرار پائے اور دونوں جہان میں خائب و خاسر ہوئے ان ہی ضروری وجوہات کی بنا پر حضرت مولانا مودودی صاحب نے "بین بن" یعنی درمیانی راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ ایک طرف آپ حضرات محدثین کرام کی ان لفظوں میں تعریف فرماتے ہیں۔

"حق یہ ہے کہ مسلمانوں پر ان محدثین کا اتنا برا احسان ہے کہ وہ قیامت

تک اس بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔" (تفہیمات ص ۱۲۷)

دوسری طرف ان ہی بزرگان اسلام محدثین کرام کی بابت مولانا کا ارشاد

یوں ہے :-

"وہ حضرات (محدثین) ایک دوسرے پر چٹیں کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو

لاطم کذاب اور دجال الدجالہ تک کہ ڈالتے تھے۔ پھر ان کی بیان کردہ

حدیث میں کون سی چیز ایسی ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو۔"

(تفہیمات ص ۲۹۳)

مولانا موصوف کے ہر دو بیانات کو انصاف کی ترازو میں رکھ کر وزن کیجئے آپ

پر واضح ہو جائے گا کہ مولانا صاحب کا رخ کس منزل کی طرف ہے۔

## ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس پر یقین کہا جاسکے

اس عقیدہ مودودی کے متعلق کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ممکن

ہے اسے مبالغہ آمیزی سے تعبیر کیا جائے اس لئے خود مولانا مودودی صاحب ہی کے

الفاظ مبارکہ نوٹ فرمائیے، آپ کا ارشاد گرامی یوں ہوتا ہے۔

"احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں جن سے حد

حد اگر کوئی چیز حاصل ہوئی ہے تو وہ محض گمان صحت ہے نہ کہ علم یقین۔"

(ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

مولانا کے اس قسم کے گراہ کن ارشادات پر آگے تفصیلی تبصرہ جات آرہے ہیں اس



یہ ہم یہاں اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ جس احتمال سے آپ انکار حدیث کے لیے چور دروازہ ڈھونڈنے کی کوشش میں ہیں، اسی دروازہ سے ایک آپ جیسا عتق قرآن کا بھی تو انکار کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ موجودہ قرآن چند انسانوں سے چند انسانوں تک ہی تو نفل ہوتا چلا آ رہا ہے، پھر اس پر علم الیقین کیسے حاصل ہو۔ نقل کرنے والے سب انسان ہی تو تھے ان سب سے غلطی کے امکانات ہیں۔ اب بتلائیے خود علامہ مودودی صاحب یا ان کے حواری اس منکر قرآن کی تفسی کے لیے کون سا راستہ اختیار کریں گے؟ کیا صحابہ تابعین ائمہ دین میں کوئی بھی بزرگ ایسا نہیں جی نقل پر بھروسہ کیا جاسکے؟ محدثین کرام کے متعلق مزید بے اعتمادی آپ ان لفظوں میں پیدا کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

”کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیتہً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے وہ بہر حال تھے تو انسان ہی۔“ (تفہیمات ص ۲۰۹)

مولانا کا یہ اصول اتنا خطرناک ہے کہ دنیا میں کوئی بھی انسان خواہ وہ کسی بھی درجہ پر فائز ہو قابل اعتماد نہیں رہ سکتا۔ اس حد تک بے اعتمادی سے دنیا کا نظام ہی سارے کا سارا محفل ہو سکتا ہے۔ مگر مولانا صاحب ہیں کہ بے کھٹکے امت کو اس خطرناک تباہی اعتمادی کی تلقین فرما رہے ہیں۔ مولانا معاف فرمائیے؟ آپ بھی تو انسان ہی ہیں پھر کلیتہً آپ کی ذات گرامی پر اعتماد کر لینا کہاں تک صحیح ہوگا؟ اور آپ پر اس طرح اعتماد کرنے والوں کے حق میں آپ کا کیا فتویٰ ہوگا۔ مینوا تو جردا۔

اسی سلسلہ کی آپ کی ایک اور گہرا فحاشی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:-

”آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس کو وہ ”محدثین کرام“ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔ صحت کا کامل یقین تو خدا ان کو بھی نہ تھا۔“

(تفہیمات ص ۲۱۲)

مولانا مودودی صاحب کی یہ وہ خطرناک جڑ ہے جس سے اسلام کا سارا شیرازہ درہم برہم ہو سکتا ہے۔ محدثین کرام کو اگر اپنی نقل کردہ صحیح روایات پر خود ہی



یقین نہیں تھا تو کیا جھک مارنے کے لئے انھوں نے اس فن کی تدوین میں عمریں صرف کیں؟ یوں ہی بیکار انھوں نے اس فن کی تکمیل کے لئے قابل اساتذہ کی تلاش میں صد ہا میل کا سفر اختیار کیا؟ یوں ہی یہ ہزار ہا صفحات سیاہ کر کے امت کے ہاتھوں میں دیے گئے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ علامہ مودودی اگر کھلے ہوئے منکر حدیث ہو کر ایسی باتیں کہہ جاتے تو انوس نہ ہوتا حدیث پر ایمان و یقین کا دعویٰ کرتے ہوئے چور دروازوں سے ذخیرہ احادیث پر ہم برسانا کوئی مقولیت نہیں ہے۔

**مسٹر پرویز کی فرماتے ہیں؟** | مسٹر پرویزؒ "غائبانہ ہی حالات کے تحت فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب بھی تو میری ہی طرح منکر حدیث ہیں۔ پھر مجھ ہی کو کیوں بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ پرویز صاحب کی اہل عبارت جو ان ہی کے لفظوں میں نقل ہے، درج ذیل ہے۔

"حدیث کے متعلق بعینہ ہی مسلک (جو مودودی صاحب کا ہے) طلوع اسلام کا ہر اس فرق کے ساتھ کہ وہ کسی ایک فرقہ کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ جس بات کو اس کی نگاہ جوہر شاس سنت و رسول قرار دے دے اسکی اتباع ساری امت پر لازم قرار پائے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ حق امت کے صرف قرآنی نظام کو مل ہے کہ وہ معایات کے اس ذخیرے کو چھان بین کر دیکھے کہ اس میں کون سی چیز صحیح ہو سکتی ہے اور کون کون سی جزئیات ایسی ہیں کہ جن میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں لیکن آپ دیکھئے گا کہ اسکے باوجود جماعت اسلامی طلوع اسلام کو مسلسل اور پیہم منکر حدیث اور منکر شان رسالت ٹہرا کر ایک بہت بڑے فتنے کا موجب قرار دیتی ہے اور اپنے امیر کو حدیث کا سب سے بڑا حامی اور سنت کا جید متبع قرار دیتی ہے۔ ان۔ (رسالہ حق پرست علماء اہل الحق مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

(طلوع اسلام کراچی مارچ ۱۹۵۵ء)

جہاں تک اپنی مصلحت کا تعلق ہے مولانا مودودی صاحب نے آج تک پرویز صاحب کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا

# حضرت امام بخاریؒ اور آپ کی الجامع الصغیر

**بیکر حملے** | سلامہ مودودی صاحب کی اس روش کے پیش نظر حضرت امام بخاریؒ اور ان کی الجامع الصغیر کے بارے میں جو کچھ آپ نے یا آپ کے حواریوں نے کہا یا لکھا ہے وہ کچھ بعید از قیاس نہیں ہے۔ مولانا صاحب یا ان کے حواریوں کی ایسی جملہ تحریریں کو جمع کیا جائے جو ان "اقامتِ دین" کے دعویداروں نے حوالہ قلم کی ہیں تو ایک خاصا دفتر تیار ہو جائے۔ مگر ہمارے زیر قلم مقالہ میں اتنی گنجائش نہیں ہے، اس لئے ہم مولانا کی وہ تازہ ترین تقریر جو آپ نے ۱۵ اگست ۱۹۵۵ء کو برکت علی ہال میں ارشاد فرمائی بحوالہ اخبار الاعتصام مجریہ ۲۴ اگست ۱۹۵۵ء اور ۳۲ جون ۱۹۵۵ء مع تبصرہ اخبار موصوف کے درج ذیل کر دیتے ہیں اس سے صحیح بخاری شریف کے بارے میں مودودی موقف معلوم ہوگا۔ اور پھر ادارہ کا علمی منصفانہ تبصرہ اس قابل ہے کہ اسے بار بار پڑھ کر علم و ایقان پر در بصیرت حاصل کیجائے مولانا موصوف کی اس تاریخ والی تقریر کا موضوع سنت رسول اور حدیث تھا۔ بہت کچھ ابنِ دکان کے بعد مولانا صاحب نے بخاری شریف کے بارے میں اپنے موقف کا یوں اعلان فرمایا:-

"کوئی شریف آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث کا جو مجموعہ ہم تک پہنچا ہے وہ قطعی طور پر صحیح ہے، مثلاً بخاری جس کے بارے میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے، حدیث میں کوئی بڑے سے بڑا غلطو کرنے والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جو چہ سات ہزار احادیث درج ہیں وہ ساری کی ساری صحیح ہیں۔"

مولانا مودودی نے اپنے اس عقیدہ یا نظریہ کی تشریح ایک مضمون "مسکِ اعدال" میں بھی کی ہے جو ان کے مجموعہ مضامین تنبیہات میں شائع ہو چکا ہے۔  
مولانا نے یہ بھی فرمایا:-

کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ جس حدیث کو تحقیق سے اس نے صحیح جان لیا ہے، وہ دوسروں کو بھی مجبور کرے کہ اسکی تحقیق کو قبول کریں، ہر شخص اپنی جگہ تحقیق کرنے کا حقدار ہے۔“

اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ احادیث کی صحت ایسی ہے کہ ہر شخص اسکو چیلنج کر سکتا ہے اور اپنی تحقیق اور صوابدید سے ٹھکرایا تسلیم کر سکتا ہے۔ تلقی بالقول جسکو محدثین نے بجائے صحت کے ایک متمدن علیہ پیمانہ قرار دیا ہے۔ کوئی چیز نہیں۔ کیا اس سے اس انتشار و فوضویت کو تقویت نہیں ملتی جس کے ازالہ کے لئے مودودی صاحب کو شاں ہیں؟ اور کیا اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ احادیث کی صحت و عدم صحت کا معاملہ ان کے نزدیک سراسر شخصی ہے۔ اور کوئی کسی کو حدیث کی کسی تشریح اور تفسیر کے بارہ میں مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسکو صحیح تسلیم کر لے۔ ہم مولانا سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس انداز استدلال سے کہیں خود ہماری اپنی پوزیشن کمزور تو نہیں ہوتی؟ اور لوگ اس نتیجے پر تو نہیں پہنچتے کہ جس حدیث کو صحیح سمجھیں گے، مانیں گے، جسکو صحیح نہیں سمجھیں گے، نہیں مانیں گے، علاوہ ازیں مولانا نے جس انداز میں اس موضوع پر اظہار خیال کیا وہ ہمیں نہیں بھایا۔ اس سے بہتر اور زیادہ ذمہ دارانہ پیرایہ بیان اختیار کیا جاسکتا تھا۔ مثال کے طور پر احادیث کے مجموعوں کا ذکر کرتے ہوئے صحیح بخاری کے بارہ میں انھوں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ حد درجہ غیر ذمہ دارانہ ہیں۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان کی تقریر کا یہ حصہ تسنیم میں شائع نہیں ہوا۔ حالانکہ اگر مولانا نے یہ فرمایا ہے تو تسنیم کو اسکی اشاعت سے گریز نہیں کرنا چاہیے تھا۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے صحیح بخاری سے متعلق جو اظہار خیال فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی ترتیب و تدوین کے پس منظر اور اسکی تصنیف کے ابواب و عوامل سے واقف نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ امت میں صحیح بخاری کو صحت و قطعیت کے لحاظ سے کیا درجہ حاصل ہے اور علماء اہل سنت

میں یہ کتنی وقعت سے دیکھی جاتی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صحیح بخاری کی تصنیف کا پس منظر بیان کر دیا جائے تاکہ مولانا سودودی اور دیگر حضرات پر یہ واضح ہو سکے کہ صحت و قطعیت کے اعتبار سے اس کا مقام کتنا بلند ہے۔

حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے جب احادیث کے مجموعوں پر نظر ڈالی، ان میں ان کو صحیح اور ضعیف باہم ملی ملی احادیث نظر میں آئیں تو انہوں نے صحیح احادیث کے جمع کرنے کا عزم کیا۔ حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ یہ ہیں:-  
 حَرَّكَ هَٰذَا لِيَجْمَعَ الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ الَّذِي لَا يَرْتَابُ فِيهِ  
 آمِنٌ - مقدمہ فتح الباری ص ۱ طبع مصر

یعنی امام موصوف نے ایسی صحیح احادیث کا مجموعہ مرتب کرنے کا ارادہ کر لیا، جسکی صحت کے متعلق کسی دیاں تدار آدمی کو شبہ نہ ہو۔ اور یہ ارادہ انہوں نے اپنے استاد محترم امام اسحق بن راہویہ (جو محدثین میں امیر المؤمنین فی الحدیث والفقہ کے معزز خطاب سے معروف ہیں) کے ایک ارشاد کی تعمیل اور ان کی ایک خواہش کی تکمیل میں کیا۔ جسے حافظ ابن حجرؒ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ امام اسحق بن راہویہؒ نے اپنے تلامذہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

لَوْ جَمَعْتُمْ كِتَابًا بِخُتْمِ الصَّحِيحِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

”کاش تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ایک صحیح مجموعہ کتابی صورت میں جمع کر دو۔“

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت الاستاذ کا یہ ارشاد میرے دل میں اتر گیا اور اَخَذْتُ فِي جَمْعِ الْجَامِعِ الصَّحِيحِ (مقدمہ فتح الباری ص ۱ طبع مصر) میں نے صحیح بخاری کی تدوین شروع کر دی۔

حضرت امام بخاریؒ نے اپنے اتاذ کے اس ارشاد کی کس طرح تعمیل کی اس کے

بارہ میں خود انھیں کے الفاظ ہیں -

صَفَّيْتُ كِتَابِي الْجَامِعَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا أَذْخَلْتُ  
فِيهِ حَدِيثًا حَتَّى اسْتَحَرْتُ اللَّهَ تَعَالَى وَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ  
وَتَيَقَّنْتُ صِحَّتَهُ (مقدمہ نسخہ الباری ص ۶۹)

میں نے اپنی یہ کتاب مسجد حشرم میں تصنیف کی اور میں نے ایک ایک  
حدیث استخارہ کر کے اور دو رکعت نفل پڑھ کر اس میں درج کی جبکہ  
مجھے اسکی صحت کا کامل یقین ہو گیا۔

اسی یقین کی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس کا نام

”الْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِيحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ  
أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ“ — تجویز فرمایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس فقید المثال خدمتِ حدیث سے متعلق  
جس قدر رویا و صادقہ علماء امت اور بزرگانِ ملت نے دیکھے، اس کے ذکر کرنے کی  
ضرورت نہیں لیکن امت میں اسکو جو وسعت پذیر اور ہمہ گیر قبولیت حاصل ہوئی، مناسب  
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔ تاکہ مولانا مودودی صاحب کو  
معلوم ہو جائے کہ صحیح بخاری کو تلقی امت بالقبول کا جو درجہ حاصل ہے، وہ مولانا  
مودودی یا ان کے عقیدتمندوں کے اس خیال کو کہ

”کوئی شریف آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث کا جو مجموعہ ہم تک پہنچا ہے وہ قطعی

طور پر صحیح ہے۔ مثلاً بخاری جس کے بارے میں اصحاب کتب بعد کتاب اللہ کا

جائزہ ہے، کوئی بڑے سے بڑا غلو کرنے والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جوچہ

سات ہزار احادیث درج ہیں وہ ساری کی ساری صحیح ہیں۔“

ائمہ دین، علماء سلف، اوزن کے ماہرین و محققین کی تصریحات کے مقابلہ میں

کی حیثیت حاصل ہے۔

۱۔ امام نسائی فرماتے ہیں:-

أَجُودُ هَذِهِ الْكُتُبِ كِتَابُ الْبُخَارِيِّ وَاجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى  
صِحَّةِ هَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ وَوُجُوبِ الْعَمَلِ بِأَحَادِيثِهِمَا۔

(مقدمہ صحیح البخاری ص ۱)

ترجمہ:- حدیث کی تمام کتابوں میں سے بہترین کتاب صحیح بخاری ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ دونوں کتابیں (بخاری و مسلم) صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا واجب ہے۔

۲۔ مشہور محدث حافظ ابن الصلاح صحیح احادیث کی اقسام بیان

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وَأَعْلَاهَا الْأَوَّلُ وَهُوَ الَّذِي يَقُولُ فِيهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ  
كَثِيرًا صَحِيحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۱

یعنی صحت کے لحاظ سے سب سے اونچا مقام ان احادیث کا ہے جن کے

متعلق محدثین اکثر فرماتے ہیں صحیح متفق علیہ پھر فرماتے ہیں:-

معنی تو اس کا یہی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اسکی صحت پر اتفاق کیا اور یہ نہیں کہ امت نے اس پر اتفاق کیا۔ مگر فرماتے ہیں کہ اس (فقہ) صحیح متفق علیہ کے ساتھ لازم ہے کہ امت کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

لَكِنْ اتِّفَاقُ الْأُمَّةِ عَلَيْهِ لَا يَزِمُ مِنْ ذَلِكَ وَحَاصِلُ مَعْنَاهُ  
لَا يَتَّفِقُ الْأُمَّةُ عَلَى تَلْقَى مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:-

اس قسم کی احادیث تمام تر طبعی صحت ہیں اور ان سے علم یقینی اور نظری

ماہل ہوتا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

وَهَذَا الْقِسْمُ جَمِيعُهُ مَقْطُوعٌ بِصِحَّتِهِ وَالْعِلْمُ الْيَقِينِيُّ النَّظَرِيُّ  
وَاتِّبَعُ بِهِ۔

یہ اُن کی تصریح تو متفق علیہ کے متعلق ہے۔ لیکن الگ الگ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں ان کا فرمان یہ ہے کہ:-  
 امام بخاری جس طرح روایات میں سفرد ہیں اسی طرح امام مسلم جن روایات میں سفرد ہیں، وہ احادیث بھی قطعی الصحت ہیں اس لیے کہ امت نے اُن میں سے ہر ایک کتاب کو قبولیت کا مقام بخشا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-  
 مَا أَفْرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ مُتَدَبِّرٌ فِي قَبِيلِ مَا يُقَطَّعُ بَصِيحَتُهُ لِيَتَلَقَّى الْأُمَّةُ كُلَّ دَاجِلٍ مِنْ كِتَابَيْهِمَا بِالْقَبُولِ۔

(مقدمہ ابن الصلاح ص ۲۸-۲۹۔ طبع مصر)

۳۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی کتاب اختصار علوم الحدیث میں حافظ ابن الصلاح کی مذکورہ بالا تصریحات درج کر کے ان سے امام نووی کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

میں اس باب میں حافظ ابن الصلاح کی تائید کرتا ہوں، اس سلسلہ میں انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ وہ صحیح ہے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-  
 احادیث کے وہ مجموعے جن کو امت نے قبولیت کا مقام بخشا ہے، ان کی احادیث کے قطعی الصحت ہونے کا فتویٰ ائمہ دین کی متعدد جماعتوں سے ثابت ہے، جیسا کہ فاضل عبد الوہاب مالکی الدشوانی میں سے شیخ ابو حامد الاسفرائینی، قاضی ابو طیب طبری، شیخ ابو اسحاق شیرازی اور خاندیس ابن حامد البوسلی، ابن النفاء، ابو الخطاب ابن الزاغونی اور علماء حنفیہ میں سے شمس الائمہ سرخسی کا زمان ہے نیز شعریہ میں اکثر علماء کلام اور ان کے سوا ابو اسحاق اسفرائینی اور ابن فورک وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں:-

وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَدِيثِ قَاطِبَةً وَمِلْهَبُ السَّلَفِ عَامَّةٍ  
 وَهُوَ مَعْنَى مَا ذَكَرَهُ ابْنُ الصَّلَاحِ اسْتِنْبَاطًا فَأَوْتَى فِيهِ



هؤلاء الأئمة (ص ۹۰ - طبع مصر)

یعنی تمام اہل حدیث اور سلف کا بالعموم یہی مذہب ہے اور حافظ ابن الصلاح کے قول کا یہ معنی ہے۔ پس حافظ ابن الصلاح کا قول ان تمام ائمہ کے مطابق ہو گیا۔

ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم عرض کر رہے ہیں، وہ مولانا مودودی کے اس نامزدیا حملے کے خلاف ہے کہ۔ حدیث کے بارے میں بڑے سے بڑا غلو کرنے والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحیح بخاری کی ساری کی ساری احادیث صحیح ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ نہ صرف یہ کہ علمی پائے تحقیق سے گری ہوئے ہیں، بلکہ ائمہ دین، ماہرین علم حدیث اور بزرگان سلف کی تحقیر پر مشتمل ہیں۔ اب آپ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:-

الصَّحِيحَانِ فَقَدْ اتَّفَقَ الْمُخْتَلِفُونَ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا فِيهِمَا مِنْ  
الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوعِ صَحِيحٌ بِالْقَطْعِ وَإِنَّهُمَا مُتَوَاتِرَانِ إِلَى مُصْطَفِيهِمَا  
وَإِنَّهُ مَنْ هَوَّنَ أَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَيْرُ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ.

(ص ۱۳۷ ملدا)

ترجمہ:- مصمین کی ساری کی ساری روایات متصلہ مرفوعہ پر محدثین کا اجماع ہے اور وہ اس پر متفق ہیں کہ وہ سب کی سب قطعی طور پر صحیح ہیں۔ جو شخص ان کی اس اہمیت کو گھٹانا چاہتا ہے۔ وہ بدعتی ہے۔ اور اہل ایمان کی راہ سے دور جا رہا ہے۔

۵۔ زمانہ قریب کے مشہور محقق حضرت العلامة سید انور شاہ دیوبندی رحمہ اللہ کا ارشاد فیض الباری میں مذکور ہے کہ:-

”حافظ ابن حجر۔ علامہ خریشی حنفی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام ابن الصلاح وغیرہم عقیدت کی جماعت کی یہ یقین ہے کہ مصمین کی حدیثیں قطعی الثبوت ہیں۔“

ان بزرگوں کی آراء کا ذکر کرنے کے بعد علامہ دیوبندی اپنا فیصلہ صادر فرماتے ہیں:-

إِنَّ رَأْيَهُمْ هُوَ الرَّأْيُ (مقدمہ فیض الباری حصہ ۴۵ جلد اول)

یعنی ان کا فیصلہ ہی صحیح ہے۔

۴۔ زمانہ حاضر کے مصری علماء میں سے علامہ احمد شاہ لکھتے ہیں:-

عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِأَحَدِيَّةِ الْحَقِّقِينَ وَبَيْنَ أَهْلِ  
بِهَذَا هُمْ وَتَبِعَهُمْ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَّ أَحَادِيثَ الصَّحَّاحِينَ  
صَحِيحَةٌ كُلُّهَا لَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنْهَا مَطْعَنٌ وَلَا ضَعْفٌ.

رماشیہ الباء الثانیہ

”یعنی محققین علم حدیث اور اصحاب بصیرت کے نزدیک بخاری سلم کی سب

حدیثیں صحیح ہیں اور ان میں کوئی ضعف نہیں ہے۔“

ہم اس مسئلہ پر اظہار رائے کے لئے اس بنا پر مجبور ہوئے ہیں کہ۔ صحیح بخاری

کے باب میں امت مسلمہ کے احساسات نہایت نازک ہیں، اور مولانا مودودی صاحب  
ایسے ذمہ دار محض کا جلسہ عام میں اسکو فیروزہ دارانہ طور سے موضوع بنانا قطعی طور پر  
ناقابل برداشت ہے۔

ہیں اگرچہ حدیث کے بارے میں مودودی صاحب کی علمی و فکری کمزوریوں کا  
احساس ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ اس ضمن میں گنہگار کے حامل ہیں اور اہل سنت  
سے ان کی راہ کتنی مختلف ہے۔ تاہم حالات کی نزاکت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس باب  
میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے اور کوئی ایسا اقدام نہ کرتے جس سے کہ ہمارے  
مشترک مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہوتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ۔

تین اس وقت جبکہ تمام مکاتب فکر سے متعلق جماعتوں کا اتحاد مل میں  
لانے کی کوششیں ہو رہی ہیں انھوں نے ایک ایسے انداز سے کتب  
حدیث کے متعلق مشکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی

ہے جس سے منکرین حدیث کے مفاد کو تقویت پہنچتی ہے۔“

اور ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ بڑے سے بڑے منکر حدیث کو بھی یہ جرأت

نہیں ہو سکتی کہ وہ پبلک جلسہ میں یہ کہے کہ:-

"کوئی شریف آدمی بخاری کی ساری کی ساری احادیث کو جمع نہیں کر سکتا۔"

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۵

ہم شاید خاموش رہتے اگر مولانا کی یہ رائے ان کی ذاتی رائے ہوتی۔ لیکن یہ بات انہوں نے جماعت اسلامی کے ایک اجتماع علم میں کہی، اور اس میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر کو اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے سمجھنے کے لیے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ان کے لٹریچر کا مطالعہ کریں۔

اس لیے مولانا صاحب کی اس تقریر کو جو تہذیبِ مانتِ اعلیٰ پایہ تحقیق سے گری ہوئی ہے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر واقعی مولانا مودودی صاحب کی یہ ذاتی رائے ہے اور جماعت اسلامی کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو کیا جماعت اسلامی میں کوئی ایسا جمل رشید نہیں جو اس غلطی پر مولانا صاحب کو آگاہ کر سکے۔ اور انہیں جرات کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ وہ اس قسم کے خیالات کی اشاعت کے لیے جماعت کا پلیٹ فارم استعمال نہ کریں اور نہ ایسے لٹریچر کو جماعت اسلامی کے لٹریچر سے تعبیر کریں۔

جماعت اہل حدیث کے قابلِ فخر عالمِ حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب خیف بھوجپانی مدظلہ نے

## مسئلہ اعتزال

مولانا مودودی صاحب کے "نظریہ حدیث" پر چند بہترین اشارات حوالہ قلم فرماتے ہیں ہم اپنے ناظرین گرام کے مطالعہ کے لیے مولانا مدظلہ العالی کے ارشادات یہاں درج کرتے ہیں ہمارے محترم حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

"مولانا مودودی کا حدیثِ پاک کے متعلق جو نظریہ ہے وہ اہل حدیث کے لیے نیا نہیں وہ تو بارہم کا چبایا ہوا نوالہ ہے ان لوگوں کا جن کے مروجہ و مبتدعہ نظریات کے خلاف جب کوئی مستند حدیث سامنے آتی تو وہ اس کے مسترد کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا لیتے اور رنگ" اس کو غلطی دے لیا کرتے تھے۔ پھر اس مستردِ حدیث کے دودھس نہ نچ کر گودہ مستردِ اکیسی ہی مصیبت سے

ان ہی کلمے۔ و اللہ الحمد

مولانا شفاء اللہ مرحوم امرتسری کی ژرف نگاہی قابل داد تھی کہ اسلام پر عموماً اور مسلک اہل حدیث پر خصوصاً جب اور جس انداز سے بھی حملہ ہوتا وہ اسکو تاڑ جاتے اور اپنے مخصوص طریقے سے اس کا کامیاب دفاع کرتے تھے۔ مودودی صاحب کا مضمون ”مسک ابدال“ جب پہلے پہل چھپا مولانا موصوف نے اسپر نوٹس لیا اور متنبہ کیا کہ یہ سرسید احمد خاں کی صدا ہے باز گشت ہے اور اس میں انکار حدیث کے جراثیم موجود ہیں۔ یہ مضمون مرحوم اخبار اہل حدیث میں بالاقساط نکلا۔ بعد کہ خطاب بہ مودودی کے نام سے ایک سالہ کی شکل میں طبع ہوا۔ جب محاط لفظوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ مودودی صاحب کے مسلک ابدال سے انکار حدیث کے لیے دروازہ کھلتا ہے تو جماعت اسلامی کے دوست گھبرا اُٹھتے ہیں اور سیخ پا ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ مشر غلام احمد صاحب پروین نے اپنے نظریہ انکار حدیث کے سلسلے میں مولانا مودودی کو اپنی شہادت میں بار بار پیش کیا ہے اور جماعت اسلامی کے اکابر اس الزام کے جواب سے اب تک عاجز ہیں۔ پرویز صاحب کو اس جرأت کی ایک اہم وجہ یہ ہوئی کہ حدیث شریف کے خلاف ان کا پہلا مضمون شخصیت پرستی“ مولانا مودودی کے رسالہ ترجمان القرآن میں چھپا تھا اور مولانا صاحب نے اسکی فی الجملہ تائید فرمائی تھی۔ اور وہ تائید مسلک ابدال کی نوعیت کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مودودی صاحب نے حدیث کی نصرت و حمایت میں بھی مضامین لکھے ہیں۔ پرویز صاحب کی پوزیشن اس بارے میں یہ ہے کہ ”یہ مودودی صاحب کا تضاد ہے“ اور یہ حقیقت ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے نئے پرانے حواری اس تضاد کو آج تک اٹھا نہیں سکے ان دنوں کی بات ہے جب تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں مولانا مودودی کو خواہ مخواہ میں جیل جانا پڑا تھا کہ پرویز کے طلوع اسلام نے جماعت اسلامی پر بھروہی بھر پور وار کر دیا۔ مولانا جیل سے رہا ہوئے، چند دن سستا کر طلوع اسلام کے جواب کے لیے برکت علی محمد بن ہال لاہور میں ایک تقریر کا اہتمام کیا گیا۔ تقریر فرمائی، محض

مگر اس میں سب کچھ تھا اگر نہیں تھا تو طلوع اسلام کے اس الزام ہی کا جواب نہیں تھا۔ بلکہ یہ تقریر ان کے سابقہ مضامین کا خوب صورت خلاصہ تھا۔ اس بھرے مجمع میں مولانا نے صاف طور پر اور بلا ضرورت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی "الجامع الصحیح" کے متعلق ایسے الفاظ فرمائے جس سے اسلام کی اس بنیادی کتاب کی مندرجہ احادیث کی صحت مشکوک اور اس کی اہمیت کم ہو کر رہ جاتی ہے۔ — الاعتصام لاہور نے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس پر گرفت کی اور لکھا کہ حضرت اس میں کیا تنگ ہے کہ تقریر کا اشتہار تو ہوجائے حدیث کے لیے اور برس پڑے آپ صحیح بخاری پر۔ بس یہ لکھنا تھا کہ جماعت اسلامی کے "جزد" مودودی صاحب کے اس نظریہ کی حمایت میں میدان میں آگئے اور ہر شخص نے اپنی استعداد کے مطابق اس خدمت کو انجام دیا۔ سب سے آخر میں مولانا امین حسن صاحب اصلاحی نمودار ہوئے انھوں نے رسالہ ترجمان القرآن میں ایک طویل مضمون شائع کر لیا جس میں نہ صرف یہ کہ صحیح احادیث میں تشکیک پیدا کرنے پر خوب خوب "دلائل و تحقیق" دی گئی بلکہ اس کا لب و لہجہ بھی ان کی ذاتی بنجیدگی سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ اس "حادثہ" کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ لاہور والی اس تقریر کو بھی "طلوع اسلام" نے اپنی تائید میں سمجھا۔ مگر جماعت اسلامی کے حضرات تھے کہ بجائے اس طرف رخ کرنے کے انھوں نے جماعت اہل حدیث سے الجھنا اور شواذ و نوادر کا لاڈل شکر اسی طرف لانا ضروری سمجھا

۵ فکر ہر کس بقدر ہمت ادست۔ (جماعت اسلامی کا نظریہ مدٹ ۴)

حالی جناب حضرت مولانا بھوجیانی مدظلہ العالی نے اس سلسلہ میں سردار جماعت اہل حدیث حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری قدس سرہ کی ژرف نگاہی کا ذکر فرمایا ہے: حضرت مولانا امرتسری نے "خطاب بہ مودودی" نامی رسالہ میں تحریر فرمایا تھا کہ مولانا مودودی صاحب کا مسلک اعتدال نہیں بلکہ اعتزال ہے، حضرت مولانا قدس سرہ کی اصل مبارک یہ ہے:-

"مولانا مودودی کی تقریر کو ہم غور پڑھتے ہیں تو بے ساختہ منہ سے نکل جاتا

ہے کہ مولانا کا مسلک اعتدال نہیں بلکہ اعتزال ہے۔ اعتزال سے ہماری مراد وہ معنی نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق ہے۔ بلکہ اہل معنی میں اعتزال مراد ہے اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف اپنی تحریرات میں عموماً مرزا صاحب قادیانی کا متبع کرتے ہیں۔ یعنی مرزا صاحب قادیانی اپنی تحریروں میں کسی فن کی اصطلاحات کے پابند نہیں رہتے، اسی طرح ہمارے مخاطب مولانا مودودی صاحب بھی اصطلاحات سابقہ کے پابند نہیں رہتے بلکہ بزبان حال کہتے ہیں یہ

کوئے جانان سے خاک لائیں گے  
اپن اکبہ الگٹ بنائیں گے

(خطاب بہ مودودی ص ۱۳)

مولانا مودودی صاحب کے ”مسلک اعتزال“ کی مزید درمزیہ تفصیلات کے لئے شائقین ۲۲ جولائی ۱۳۵۵ء کا اختتام مطالعہ فرمائیں جسکو عدم گنجائش کی وجہ سے ہم یہاں نقل نہیں کر سکے جس کا ہمیں افسوس ہے۔

میں زہر ہلا ہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

فرائے مناظر اسلام سر دار جماعت اہل حدیث حضرت مولانا ابوالوفاء شفاء اللہ صاحب امر تسری قدس سرہ کو کہ آپ نے نہ صرف مولانا مودودی صاحب کے چہرے سے پردہ اعتزال کو اٹھایا بلکہ اپنی خداداد بصیرت کی بنا پر صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا کہ مولانا مودودی صاحب کی تحریرات میں ”انکار حدیث“ کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ مسلک مودودیت ”حدیث نبوی“ کے لیے ”سر سید مرحوم کی ”نیچریت“ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جواہل بصیرت حضرت مولانا امر تسری مرحوم کی اصابت رائے کے معترف تھے، مولانا مرحوم کی رائے صائب نے ان کے لیے خضر راہ کا کام دیا اور وہ امتداد ہی میں اس تحریک کے مضر اور خطرناک نتائج کو بھانپ گئے۔ مگر بہت سے ایسے بھی مرتد طبع حضرت تھے اور ابھی تک ہیں کہ ان کا شرب ہی کل جلدید لذیذ ہے۔



ایسے حضرات ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دیکھ کر ہی فدائی بن جاتے ہیں۔ اور پھر میدانِ تفتیش میں گامزن ہونا ان کے لیئے دو بھڑھوتا ہے۔

آج سے کئی سال قبل میں نے ایک مختصر مقالہ ”تحریک جماعت اسلامی کا پس منظر“ نامی لکھا تھا۔ اس میں بہت ہی ٹھنڈے طور پر عرض کیا گیا تھا کہ دلائلِ باہرہ کی رو سے بانی تحریک مولانا مودودی صاحب کا رجحان طبع نہ صرف انکارِ حدیث بلکہ استخفافِ سنت کی طرف بھی ہے اور یہ چیز خدامِ حدیثِ نبوی اور سچے عالمینِ سنت کے لیئے ہرگز ہرگز گوارا نہیں، اس مقالہ کی اشاعت پر جماعت اسلامی کے بیشتر بگے بندھے حضرات نہ صرف مجھ پر بگڑ بیٹھے بلکہ اس مقالہ کی تردید کے لیئے مودودی اخبار کو ٹرلاہورنے اپنی کئی اشاعتوں کو وقف کر دیا۔ اور جوشِ انتقام میں جو بھی قلم پر آیا کالم کے کالم سیاہ کر ڈالے جن سب کے جواب میں میں نے اپنا دوسرا مقالہ ”حقائقِ مودودیت“ نامی شائع کیا۔ اس وقت بھی جماعت اہل حدیث میں بعض ”خوش فہم“ حضرات موجود تھے، جن میں اہل علم کی بھی کچھ تعداد موجود تھی۔ ان میں سے بعض ”بزرگ“ مجھ پر بگڑ بیٹھے اور مودودی صاحب کی یہ نقاب کشائی ان کو پسند نہ آئی۔ میں نے اپنے بزرگوں کی غفلت کو حُجَّۃُ النَّاسِ یعنی دَیْصَمَہ“ پر غمخوار کرتے ہوئے خاموشی سے برداشت کر لیا۔ تا آنکہ یہ وقت آگیا کہ ”مودودی ازم“ آج اپنے نتائج کے ساتھ سب کے سامنے موجود ہے۔ اور خوش فہمی میں مبتلا ہونے والے حضرات میں سے بھی بیشتر آج اس اعتراف پر مجبور ہیں کہ وہ خود غلط بودا پنچسہ ماہ پنداشتیم

## نُردول ویسٹ گوداوری کا ایک خط

تھا کہ جماعت اہل حدیث نُردول کے ایک مخلص بھائی کا ایک ملفوف گرامی موصول ہوا۔ محترم نے لکھا ہے کہ یہاں اہل حدیث کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے، اس میں سے بھی چند احباب جماعت اسلامی کے پھندے میں پھنس چکے ہیں۔ جنہوں نے ایک اہل حدیث مدرسہ سے فتویٰ بھی منگایا ہے، اور وہ فتویٰ جماعت اسلامی کی موافقت



میں ہے محترم بھائی نے فتویٰ کی نقل بھی بھیجی ہے جس پر کئی اساتذہ جامعہ کے دستخط منقول ہیں۔ مفتی حضرات نے جماعت اسلامی کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اسکی حقانیت کے دلائل معلوم کرنے کے لئے کتاب ”کیا جماعت اسلامی حق پر ہے“ کو مطالعہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ان حضرات نے لکھا ہے کہ جماعت اسلامی کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سب بے بنیاد الزامات ہیں۔ غالباً ان بزرگوں کی نظروں سے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کا مقالہ ”جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث“ گزرا ہوگا۔ اگر مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بھی بے بنیاد الزامات ہی سے کام لیا ہے تو کاش یہ مفتی حضرات عقیدت مندی سے بالا ہو کر پروفیسر محمد سرور صاحب کی معرکتہ آثار کتاب ”مولانا سہروردی کی تحریک اسلامی“ ہی سامنے رکھ لیتے۔ بہر حال مفتی حضرات نے جس کتاب پر فتویٰ کی بنیاد رکھی ہے اور جس کے مطالعہ کے لئے مفتی کو ہدایت فرمائی ہے اس کتاب کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہم بھی ناظرین کرام سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل مضمون کو بغور پڑھ کر اس کتاب کی حقیقت معلوم کر لیں۔

فتویٰ مذکور کا پورا جواب اسی تفصیل سے معلوم ہو جائیگا۔

فسوف تری اذا انکشف الغبار      آتحت رجبك فرس ارحما

”کیا جماعت اسلامی حق پر ہے“ نام کی ایک کتاب ہمارے پیش نگاہ ہے۔ یہ کتاب ہمارے محترم دوست مولانا عبدالرحیم صاحب اشرف کی تازہ تصنیف ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشرف مرکزی جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے رکن اور ہفت روزہ ”النبر“ لائل پور کے مدیر شہیر ہیں۔ جب سے انھوں نے جماعت اسلامی سے اپنا رشتہ جوڑا ہے اس وقت سے اپنے قول و عمل کی تمام سامی کا رخ جماعت ہی کی تعمیر و تبلیغ کی طرف موڑ دیا ہے۔ اور اپنی ہمدردیوں اور وابستگیوں کا مرکز و محور اسی کو قرار دے رکھا ہے۔ درمیان میں البتہ ایسا عرصہ ان پر گزرا ہے جبکہ یہ جماعت اسلامی کے طریق کار سے غیر مطمئن ہو گئے تھے اور اس کے کام کی رفتار کو غیر مطمئن قرار دینے لگے تھے، اسی اثناء میں انھوں نے جالندھر کے ایک بزرگ ستری محمد صدیق صاحب

نے جو حضرات حضرت مولانا ستری مرحوم جیسے مصنف زمانہ بزرگ کو بھی بے بنیاد الزامات رکھنے والا کہہ کئے ہیں

مرحوم سے مل کر جماعت اسلامی کا ایک 'فارورڈ بلاک' بھی قائم کیا تھا لیکن ان کے فارورڈ بلاک کی گاڑی آگے نہ بڑھ پائی اور یہ دوبارہ پھر اسی جماعت اسلامی میں واپس آ گئے۔ جسے یہ رجعت پسندوں کا ایک گروہ قرار دے چکے تھے۔ اب ان کی ہر نوبت کی ہمدردیاں اسی گروہ رجعت پسند سے وابستہ ہیں۔ اور اس میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ جماعت اسلامی پر جو اعتراض اس کے نو سین تک کھلے دل سے برداشت کر لیتے ہیں وہ اعتراضات مولانا عبدالرحیم اشرف کے نزدیک قطعی ناقابل برداشت ہیں۔ اور یہ اس سلسلہ میں اپنے علم کلام کے اسلحے سے مسلح ہو کر ہر ایک سے مقابلہ و مبارزہ کے لیے میدان کا انداز میں آدھکتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب 'کیا جماعت اسلامی حق پر ہے' ان کی اسی تیزی طبع اور شدتِ احساس کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب کا مفاد یہ ہے کہ اشرف صاحب نے چند سوالات مرتب کیے اور پاکستان ہندوستان اور عرب ممالک کے بعض علماء کی خدمت میں بھیج دیے اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان سوالات کی روشنی میں جماعت اسلامی کے عقیدہ و عمل کی درستگی کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر فرمائیں۔ ان حضرات علماء کرام نے جو جواب مرحمت فرمائے ان کو شائع کر کے انھوں نے جماعت اسلامی کے لٹریچر میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ہم اپنے دوست کی اس محنت ترتیب کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن یہی اس صاف گوئی پر مصافحہ فرمایا جائے اگر ہم یہ عرض کریں کہ بعض وجوہ کی بنا پر یہ کتاب ناقص ہے۔ اگرچہ جماعت اسلامی کے حضرات اس پر بہت مسرور ہیں اور اس سے اس صدی کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیتے ہیں اور جتنے ہیں کہ جماعت اسلامی کے دفاع کے سلسلے میں اس سے مضبوط مورچہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر ہماری دانست میں یہ سورچہ نہایت کمزور اور یہ محاذ دفاعی اعتبار سے قطعی ناقابل اعتماد ہے۔

فاضل مرتب اور جماعت اسلامی کے خوش فہم حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی جماعت کے صدق و کذب کا فیصلہ فتوے نہیں کیا کرتے بلکہ اس کے اعمال و کردار ہی اس کو جاننے اور پرکھنے کا اصل پیمانہ اور آخری معیار ہوتے ہیں۔ اگر آپ فتوے

مرحوم سے مل کر جماعت اسلامی کا ایک 'فارورڈ بلاک' بھی قائم کیا تھا لیکن ان کے فارورڈ  
 ہاک کی گاڑی آگے نہ بڑھ پائی اور یہ دوبارہ پھر اسی جماعت اسلامی میں واپس آ گئے۔  
 جسے یہ رجعت پسندوں کا ایک گروہ قمریے چکے تھے۔ اب ان کی ہر نوع کی ہمدردیاں  
 اسی گروہ رجعت پسند سے وابستہ ہیں۔ اور اس میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ  
 جماعت اسلامی پر جو اعتراض اس کے مومنین تک کھلے دل سے برداشت کر لیتے ہیں  
 وہ اعتراضات مولانا عبدالرحیم اشرف کے نزدیک قطعی ناقابل برداشت ہیں۔ اور یہ  
 اس سلسلہ میں اپنے علم کلام کے اسلحہ سے مسلح ہو کر ہر ایک سے مقابلہ و مبارزہ کے لیے  
 میدان کا انداز میں آدھکتے ہیں۔ زیر نظر کتاب 'کیا جماعت اسلامی حق پر ہے' ان کی  
 اکی تیزی طبع اور شدت احساس کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب کا مفاد یہ ہے کہ اشرف صاحب نے چند سوالات مرتب کیے اور پاکستان  
 ہندوستان اور عرب ممالک کے بعض علماء کی خدمت میں بھیج دیے اور ان سے درخواست  
 کی کہ وہ ان سوالات کی روشنی میں جماعت اسلامی کے عقیدہ و عمل کی درستگی کے بارے  
 میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ ان حضرات علماء کرام نے جو جواب مرحمت فرمائے  
 ان کو شائع کر کے انھوں نے جماعت اسلامی کے لٹریچر میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ہم  
 اپنے دوست کی اس محنت و ترتیب کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن یہی اس صاف گوئی پر محض  
 فرمایا جائے، اگر ہم یہ عرض کریں کہ بعض وجوہ کی بناء پر یہ کتاب ناقص ہے۔ اگرچہ جماعت  
 اسلامی کے حضرات اس پر بہت مسرور ہیں اور اس سے اس حدی کا بہت بڑا کارنامہ  
 قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے دفاع کے سلسلے میں اس سے مضبوط  
 مودچہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر ہماری دانست میں یہ سورج نہایت کمزور اور یہ محاذ  
 دفاعی اعتبار سے قطعی ناقابل اعتماد ہے۔

فاضل مرتب اور جماعت اسلامی کے خوش فہم حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی  
 جماعت کے صدق و کذب کا فیصلہ فتوے نہیں کیا کرتے بلکہ اس کے اعمال و کردار  
 ہی اس کو جاننے اور پرکھنے کا اصل پیمانہ اور آخری معیار ہوتے ہیں۔ اگر آپ فنون

مولانا حافظ عبدالستار دہلوی، مولانا محمد اسماعیل صاحب مسند افتاء پرفائز ہیں۔ اور ان کا علم و مطالعہ عوام و خواص کے نزدیک ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہے۔ خود نائل پور میں جہاں یہ کتاب لکھی جاتی ہے مولانا محمد صدیق اور مولانا تاج محمود موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی بزرگ کا نام ہیں کتاب میں نظر نہیں آتا۔

اسی طرح ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا قاری محمد طیب، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا حفص الرحمن سیوہاروی، مولانا محمد میاں صاحب، مولانا عبدالوہاب آردی، مولانا سید تقریظ احمد صاحب افتاء و مسائل میں حجت و سند ہیں، لیکن خود دین لگانے سے بھی ان میں سے کسی کا نام نظر نہیں آتا۔ بلکہ ان میں سے اکثر کا ذکر مخالف فریق میں ملتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے نام مفتی حضرات میں کیوں شامل نہیں؟ جبکہ پاک و ہند کے عوام پر ان کی علمیت و شخصیت کلبے پناہ اثر ہے، تو آپ کو ان سے استفتاء کرنا چاہیے تھا اور لوگوں کو بتانا چاہیے تھا کہ دیکھو اتنے بڑے بڑے ذی علم حضرات ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا آپ کو ان کے علم و تحقیق پر اعتماد نہیں؟ یا یہ آپ سے مستفق نہیں؟ اگر آپ کو ان کے علم پر اعتماد نہیں ہے تو ان سے بڑا عالم آپ کو برصغیر پاک و ہند میں اور کون ملے گا جس سے آپ استقواب کریں گے، اور اگر ان کو آپ سے اتفاق نہیں ہے تو اسکی وجہ کیا ہے؟ کسی علمی اور تحقیقی امر میں ہمارے خیال میں تو آخری رائے ان ہی حضرات کی ہو سکتی ہے اور یہی اس کتاب میں نظر نہیں آتے۔ اگر آپ ان کی رائے سے بے نیاز ہیں تو یہ بہت بڑا علمی و تحقیقی حادثہ ہے۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ آپ نے علماء عرب سے مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی حقانیت کے جو فتوے حاصل کیے ہیں، کیا آپ نے ان کو اپنا پورا لٹریچر اردو سے عربی میں منتقل کر کے بھیج دیا تھا؟ یا چند ایک سوال ہی مرتب کر کے بھیجے تھے؟ مگر چند ہی سوال بھیجے تھے تو آپ کے لئے کسی طرح بھی اخلاقی و علمی طور پر جائز نہیں تھا۔ جبکہ علماء کو اعتراض آپ کے پورے لٹریچر پر ہے تو آپ نے چند سطروں میں سوال

کیوں مرتب کیا؟ جب وہ اردو جانتے ہی نہیں تو ان کا فتویٰ اس چیز کے متعلق جو پوری کی پوری اردو میں ہے، کیا حیثیت رکھتا ہے؟ پھر جماعت اسلامی اور اس کے لٹریچر کے بارے میں آخری رائے وہی دے سکتے ہیں جن کو اس سے واسطہ پڑا ہے۔ یعنی پاکستان کے علمائے کرام یا ہندوستان کے علماء دین۔ ایک چیز جو عربی میں ہے ہی نہیں اس کے متعلق علمائے عرب کی رائے ہرگز قطعی اور حتمی نہیں ہو سکتی!..... اگر آپ مزدوری سوالات علمائے عرب سے کرنے پر ہی بھد تھے، تو حضرت مولانا محمد علی لکھوی، مولانا عبد الحمید الحریری اور مولانا عبدالحق بھادپوری مدینہ منورہ میں موجود تھے ان سے استفسار کرتے، کیونکہ یہ اردو جانتے ہیں اور آپ کا لٹریچر بھی انھوں نے پڑھا ہوگا، زیادہ نہیں تو کم از کم ان علماء سے تو ان کے معلومات اس باب میں زیادہ ہی ہوں گے جو اردو کے ایک حرف تک سے واقف نہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے عرب مالک کے علماء کے پاس جو سوالات مرتب کر کے بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ کیا پاکستان اور ہندوستان میں علماء نہیں بستے تھے؟ جن حضرات علمائے کرام کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، وہ بھی تو آپ کو صحیح جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہوں گے۔

یہ علماء عرب کا نام کیا لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے تو نہیں لیا جا رہا؟ ایک اور گزارش یہ ہے کہ بغض و نفہ سوال کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ایک ہی سوال کے دو مختلف و متضاد جواب ہو سکتے ہیں اور اس کا احضار سوال مرتب کرنے پر ہوتا ہے، اس لئے اپنے متعلق جو سوال آپ مرتب کریں گے، وہ قطعی اور بخبری نہیں ہو سکتے۔ اسکی صورت صرف یہ ہے کہ ہر طبقہ و خیال کے وہ علماء سوال مرتب کریں جنہوں نے آپ کا پورا لٹریچر پڑھا ہے اور وہ آپ کے طریق کار کی تکنیک سے بھی واقف ہیں، نیز انھیں قرآن و حدیث اور فقہ و اصول پر بھی عبور و استغفار ہے۔ پھر یہ صرف جماعت اسلامی کے دستور میں سے ایک نمونہ لے کر نہیں، تمام کتابیں دیکھ کر سوالات ترتیب دیں اور ان کے عربی میں بھی تراجم کر کے اسلامی مالک کے علماء سے

اس کے متعلق استفسار کریں۔ وہ سوالات بھی آخری ہوں گے اور جوابات بھی! ورنہ آپ کا یہ انداز جو آپ نے اس کتاب میں اختیار کیا ہے، لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے تو "مغید" ہو سکتا ہے، احقاقِ حق کے لیے ہرگز نہیں۔

## کفر است در طریقہ ماکینہ و اشتقاق

جو افراد اہل حدیث آج بھی "خوش فہمی" میں مبتلا ہیں جیسا کہ دیباچہ کے اندر نقل کردہ خطوں سے ظاہر ہے ایسے معزز بھائیوں کی خدمت میں نہایت ہی ادب کے ساتھ عرض کر دوں گا کہ مولانا مودودی صاحب یا کسی دوسرے رکنِ جماعتِ اسلامی سے ہیں کوئی ذاتی حضومت یا عداوت نہیں ہے۔ یہاں کوئی زر، زمین، ازن کا معاملہ نہیں ہے جسکی وجہ سے ہونہ ہولٹائی ضروری کی جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تَخْدَمًا صَفًا کے اصول کے تحت اراکینِ جماعتِ اسلامی کے ان اچھے کارناموں کی ہمارے دلوں میں قدر ہے جو کتاب و سنت کے موافق امت کی فلاح و بہبود کے لیے انھوں نے سرانجام دیے اور اس بارے میں جماعتِ اسلامی ہی کے اراکین کی خصوصیت نہیں ہے۔ بلکہ جملہ فرقِ اسلامیہ کے خواص و عوام کے اچھے مطابق شرع کاموں کے لیے ہمارے دلوں میں بڑی عزت ہے۔ ہم نیک کاموں کا احترام ایمان کا جزوِ اعظم سمجھتے ہیں۔ وہ نیک بھلے مطابق شرع کام کسی بھی جماعت یا فرد کے ہاتھوں انجام پائیں۔ کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْحِكْمَةِ اَلَمْ کے تحت وہ بہتر کام تو خود ہماری ہی کم کردہ متاع ہے۔

تحریکِ جماعتِ اسلامی سے وجہ اختلاف صرف یہ ہے کہ حدیثِ نبوی اور سنتِ رسول کے متعلق اس تحریک کا مزاج "اہل حدیث" کے لیے ناقابلِ برداشت ہے، محترم مولانا مودودی صاحب کی "انانیت" مسلکِ اہل حدیث کی رو سے ہرگز ہرگز لائقِ گوارا نہیں۔ کیونکہ وہ معصوم من الخطا نہیں ہیں۔ ان سے ہر لمحہ ہر ساعت غلط روی کا امکان ہے۔ باوجود اس حقیقت کے ان کا ایسے فرمان صادر کرنا جن کی رو سے



اسلام امتیاز کی نظروں میں ایک منفکہ طفلان " بن کر رہ جاتا ہو، یہ تمام چیزیں کیسے برداشت کی جاسکتی ہیں۔ مولانا کی ہسٹری ڈکٹیٹر مشپ معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل سرکاری مطالعہ کر لینا کافی ہوگا، ارشاد ہوتا ہے :-

"امیر جماعت مولانا مودودی صاحب کے احکام و منشاء سے بے اعتنائی برتنا دیا ہی گناہ ہے جیسا کہ خدا و رسول کے احکام و منشاء سے بے اعتنائی برتنے کا گناہ ہوتا ہے۔"

(ترجمان القرآن فاضل شمس)

گویا مولانا مودودی صاحب کا فرمان خدا و رسول کا فرمان ہے اور ان کا نافرمان خدا و رسول کا پتلا نافرمان ہے۔ اب کیا فرمائیں گے ایسے خوش فہم ذہنیت جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم جماعت اسلامی میں داخل ہیں مگر مولانا مودودی صاحب کے متعلقہ نہیں ہیں، مولانا کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں مولانا کے احکام سے بے اعتنائی بُرت کر وہ خدا و رسول کے کچے نافرمان بن رہے ہیں آپ کی مشائخو یا عین خدا و رسول کی مشائخہ ہے کبریت کلمۃ تخرج

ہندوستان کی سرزمین پر سپریم و جی تو شاذ و نادر ہی بنے تھے مگر ان مدعیانِ امارت

نے تو امت کا ناک ہی میں دم کر دیا ہے۔ جس کو دو چار شاگردوں مریدوں نے امیر کا لقب دیا بس وہ جھٹ پٹ خلافت صدیقی و فاروقی کے خواب دیکھنے لگا اور زکوٰۃ و صدقہ و فطر و جسم قربانی سینے کے لیے لگا کتاب الامارت سے جن جن کراہت امیر کی حدیث سنانے اور امت کے انتشار کو چارچاند لگانے۔ یہ بچارے ایسا نہ کریں تو پھر آخر دکان کیسے چکے، ایسے مدعیانِ امارت کو مندرجہ ذیل حدیث یاد رکھنی چاہیے۔ بشرطیکہ خوفِ خدا دل میں ہو اللہ کے رسول فرماتے ہیں مَنِ ادَّعى مَا لَيْسَ لَهُ قَلْبًا مِثْلًا وَلَيْتَبَوَّأَ مَقْعَدًا

مِنَ النَّاسِ (روادۃ المسلم) یعنی جو جھوٹا مدعی ہے وہ ہم مسلمانوں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے، یہ حدیث تمام کتب حدیث میں کتاب الامارت کے اندر نقل کی گئی ہے، جو اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ باطل امارت کا مدعی بھی وعید حدیث میں بدرجہ



اصلی داخل ہے۔ انوس کہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے جماعت اہل حدیث کے اندر بھی ایسے جوڑے مدعیانِ امارت نے جماعت کا شیرازہ تر بتر کر دیا اور ابھی تک اس قسم کے برکٹی جگہ "ٹپک" رہے ہیں۔ جماعت اہل حدیث کے ایک مشہور ثقہ مستند عالم نے ان امارتوں پر حدیثِ بالا کے تحت ایک بہترین تبصرو کیا ہے جو اس قابل ہے کہ ناظرین کرام کے سامنے رکھ دیا جائے، ان بزرگ سے ہماری مراد حضرت مولانا عظیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی فاضل السنہ شرقیہ مصنف لقائیف کثیرہ ہیں۔ آپ کے تبصرے کا اقتباس درج ذیل ہے:-

جھوٹے نبی تو سازد نالہ ہی خود ارہوتے ہیں، لیکن امارت کے مدعی تو حشرات الارض کی طرح پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک جماعت بنا کر اس کے امیر بن جاتے ہیں اور جماعت کے افراد پر خلفائے راشدین کی اطاعت کے دجوب کی طرح اپنی اطاعت واجب قرار دیدیتے ہیں۔ پھر ان کی من مانی خواہشوں کی کوئی اطاعت نہ کرے تو پھر وہ امیر اس فرد جماعت پر حضرت علیؑ کے منکر امارت کی طرح باغی اور خارجی ہونے کا فتویٰ لگا دیتا ہے ان امارت کا دھونگ رچانے والے امیروں کو خدا سے ڈر کر سرخپا چاہیے کہ کیا ان کی امارتیں خلفائے راشدین کی امارتوں کی طرح ہیں؟ کوئی بوم کے سایے میں جا ہوا انسان بھی نہیں کہے گا کہ حال کی امارتوں میں صدیقی یا فاضل کی امارتوں کی شرائط پائی جاتی ہیں۔ جب خدا اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ شرطیں ان امیروں کی امارتوں میں ہرگز نہیں پائی جاتیں تو پھر ان امیروں کو خلفائے راشدین کی طرح اپنی اطاعت واجب قرار دیتے ہوئے اصحابِ رحمی (امارت کے منکر کو باغی اور خارجی کہتے ہوئے کیوں اللہ سے ڈرتے ہیں؟ حالانکہ حدیث مذکور میں باطل امارت کے مدعیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذابِ جہنم سے ڈرا رہے ہیں۔ مفسر نے فرمایا ہے اَلَا مَنَامُ جَبَّةٍ یَقَاتِلُ مِنْ دَرَسَاتِهِ وَیَتَّقِیْ بِہِ (شکوۃ) امیر و واجب اطاعت اُدھال ہے (لکھ و قوم کے لئے) جہاد کیا جاتا ہے کفار کے ساتھ (پچھلے اسکے اور بچاؤ

پکڑا جاتا ہے ساتھ اس کے۔ یعنی وہ امیرِ رعاک، والی تغلیف، سلطان و صاحب  
الاطاعت ہے جو صاحبِ حکومت ہو۔ لائیڈ آرڈر کا مالک ہو، کافروں کے حملے سے  
ملک اور قوم اور دین کو بچانے کے لیے فرمیں رکھے، دیوانی اور فوجداری عدالتیں  
قائم کرے ملک میں چھاڑیاں بنائے، نوآبادی بے ملک! ان امیروں کو چاہیے کہ  
پہلے کمالی روپیہ بنیں اور پھر اطاعت کی جنس کا سودا کریں۔ جمل روپیہ کو کمالی کہنا  
اور پھر اسے رواج دینا اور چلاتا اور دوسرے دیانت، اخلاق اور مذہب کی طرح بھی  
جائز نہیں۔ (بیاض الاربعین ص ۲۵، ۲۶)

افرنس تحریکِ جماعت اسلامی کا مزاج احادیثِ نبوی کے انکار کے لیے جو رد و ردو  
سے واسطے صاف کرتا ہے۔ اس لیے حدیثِ رسول کے واسطے یہ تحریک ملحدانہ استین سے  
کم نہیں ہے۔ پس نہایت ہی اخلاص کے ساتھ ہم اپنے خوش فہمی میں مبتلا ہونے والے دستوں  
بھائیوں، بزرگوں اور مولویوں سے باادب یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ معاملہ کی نوعیت کو  
سمجھیں اپنے موقف اور مسلک کے پیش نظر اپنی موجودہ روش کو دیکھیں اور غور کریں  
کہ اس سے جماعت کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے کتنے اہل حدیث مدارس کی جڑیں  
محض اس دیمک کی وجہ سے کھوکھلی ہو چکی ہیں، کتنی اہل حدیث مساجد میں افتراق ہو گیا،  
مقالہ کافی طول پکڑ گیا ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ دیباچہ میں لکھے ہوئے وعدہ کے مطابق  
اپنے محترم صاحبِ العلم والعلیٰ بطل نبیل علامہ نبیل حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبِ ناظم  
اعلیٰ مرکزی جمعیتہ اہل حدیث مرکزی پاکستان کے تحریر فرمودہ مقالہ جماعت اسلامی کا  
نظریہ حدیث کی روشنی میں اپنے ناظرین کے سامنے مزید تفصیلات پیش کر دیں ان  
کے بعد بھی اگر کوئی بھائی تاریکی ہی کو پسند کرے تو اسے اختیار ہے

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

علامہ نبیل حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبِ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیتہ اہل حدیث  
مغربی پاکستان مدظلہ العالی کے مقالہ کی کچھ روشنی پیش کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ

آپ کا کچھ تعارف کرادیا جائے، مگر حضرت مولانا موصوف کا تعارف مجھ میں لگتا ہے  
حقیر ترین انسان کرائے یہ بالکل بے جوڑ بات ہے۔  
پر نسبت خاک را با عالم پاک

موصوف کی ذات گرامی میرے تعارف سے بہت بلند و بالا ہے۔ مولانا ایک  
بلند پایہ عالم دین اور قابل فخر مقتدا جماعتِ موحدین ہیں، آپ کا سن ولادت  
۱۹۰۷ء ہے۔ آپ گوجرانوالہ کے ایک گاؤں نزد وزیر آباد ڈھونیکے میں پیدا ہوئے  
استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبدالننن وزیر آبادی قدس سرہ اور مولانا مفتی محمد حسن  
مظاہر العالی جیسے بزرگوار علماء سے آپ کو شرفِ تلمذ حاصل ہے، آپ تقریر و تحریر کے  
میدان کے کامیاب شہسوار ہیں، نہ صرف مرد گفتار بلکہ غازی کردار بھی ہیں۔ تحریکِ  
حریت و آزادی کے سلسلے میں آپ کو کئی مرتبہ جیل بھی جانا پڑا۔ فی حدیث پر آپ کی  
خصوصیت کے ساتھ گہری نظر ہے۔ مرکزی جمعیتِ اہل حدیث مغربی پاکستان کے آپ ہی روح  
ہوں ہیں آپ کے علم و فضل کا مقام اس قدر اونچا ہے کہ دوست و دشمن سب ہی کو  
اس کا اعتراف ہے میں تہہ دل سے مولانا موصوف کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے  
نہ صرف اس مقالہ کو مطالعہ فرما کر ذرہ نوازی فرمائی بلکہ ایک نصیحت آموز مخلصانہ پیش  
لفظ تحریر فرما کر ہمارے لئے سامانِ بصیرت پیش فرمادیا۔

ناظرین کرام سے بادب اپیل کروں گا کہ وہ حضرت مولانا موصوف کے تحریر  
کردہ مقالہ جماعتِ اسلامی کا نظریہ حدیث کو فہم و مطالعہ کریں، حدیثِ نبوی اور سنت  
کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ مقالہ دلیلِ راہ کا کام دے گا۔ جس سے روز روشن  
کی طرح آپ پر روشن ہو جائے گا کہ حدیثِ سنت کے متعلق قائدینِ جماعت  
اسلامی کا جو بھی عقیدہ ہے وہ اہل حدیث کے لئے قطعاً ناقابلِ برداشت ہے۔  
جبکی وجہ سے اہل حدیث کی وابستگی اس جماعت کے ساتھ ہرگز نہیں ہو سکتی،  
یہ امر علیحدہ ہے کہ کوئی صاحبِ اپنی اہل حدیثیت ہی کو خیر باد کہہ دیں اور اس تحریک  
جدید کا شکار ہو جائیں، ان کے لئے یہ کہنا بالکل موزوں ہوگا۔

میرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا  
مل گئی اے دل تجھے کفرانِ نعمت کی سزا

حضرت مولانا موصوف کے مقالہ مذکور سے جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کی روشنی میں تحریک جماعت اسلامی کے متعلق فاضل گرامی حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب جیسے زعمائے اہل حدیث کی طرف سے اہم ترین فیصلے ناظرین کے سامنے رکھنے مقصود ہیں تاکہ جو بھائی متردد ہیں یا اپنی حسن ظنی کی بنا پر اس تحریک سے چٹے ہوئے ہیں، وہ جماعت اہل حدیث کے صحیح موقف کو معلوم کر لیں، پھر ان کو اختیار ہے کہ حدیث نبویؐ و سنت رسولؐ کی حفاظت و احترام کے لئے صحیح راستے پر آجائیں، یا چور دروازوں کے انکار حدیث کرنے والوں کی صف میں شامل ہو کر اپنی عاقبت کو بگاڑ لیں۔

## جماعت اسلامی اور جماعت اہل حدیث میں وجہ تصادم

ہمارے محترم مولانا حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:-

جماعت اہل حدیث کے احساسات کا ایک خاص مقام ہے۔ اور قریباً ایک صدی سے جس بیج پر (اس ملک میں) ان حضرات نے فن حدیث و سنت کی خدمت کی ہے اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ جماعت اسلامی کا طریق فکر اس سے مختلف ہے۔ اس لئے اہل حدیث کا اس سے ناگوار تاثر بالکل قدرتی تھا۔

اور ایک گونہ تصادم اس کا طبعی نتیجہ۔ (جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث و سنت)

مولانا مدظلہ العالی نے ان مختصر الفاظ میں مسلک اہل حدیث کی خصوصی ترجعات فرمادی ہے، توحید الہی کے بد سنت نبویؐ اور حدیث رسولؐ کے لئے جماعت اہل حدیث کے ہاں ایک گہری اور بنیادی عقیدت ہے اور اسی کے سہارے یہ جماعت عرصہ دراز سے صرف قال اللہ و قال الرسولؐ کا پیغام ساری امت اسلام کو سنارہی ہے، جماعت اسلامی کے ہاں سنت نبویؐ اور حدیث رسولؐ کی جو عزت و عظمت ہے اور اس بارے

میں اس کا طریق فکر جو کچھ ہے وہ ناظرین ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں۔ جس جماعت کا بانی صیغہ بخاری شریف کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ ”اسکی ساری کی ساری احادیث کو صحیح جاننا کسی شریف آدمی کا کام نہیں“ جماعت اہل حدیث کا ایسی جماعت سے تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔

## مولانا مودودی صاحب نے اپنی انتشار میں مبتلا ہیں

مولانا موصوف کا مضمون ”مسلمک اعتدال“ ٹائٹل کے لحاظ سے خاص جاذبیت رکھتا ہے مگر محض ظاہری رنگ و روپ حقیقت کی پردہ پوشی نہیں کر سکتا۔ ہمارے معزز مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ”مسلمک اعتدال“ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ مولانا مودودی صاحب بجائے ”مسلمک اعتدال“ پیش کرنے کے خود ذہنی انتشار میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:-

”مسلمک اعتدال“ قریباً تیرہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، پورا مضمون پڑھ لینے کے بعد

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنف علام جو کچھ لکھ رہے ہیں اس پر خود بھی مطمئن نہیں

پورے مضمون میں ذہنی انتشار نمایاں ہے۔ (مقالہ مذکور ص ۱)

کچھ اور آگے چل کر حضرت مولانا مدظلہ نے ”مسلمک اعتدال“ کی حقیقت کو مزید یوں آشکارا فرمایا ہے:-

”مسلمک اعتدال“ آج سے کئی سال پہلے ہی پڑھا تھا۔ اب پھر پڑھا ہے اس میں

نہ کوئی علمی اور فنی خوبی ہے اور نہ کوئی اصلاحی نکتہ۔ مولانا اصلاحی نے کئی سال

کے بعد اسکی نوک چمک کچھ درست فرمانے کی کوشش فرمائی ہے، فقور علم کے

اعتراف کے ساتھ عرض ہے کہ اس میں بھی اطمینان کا کوئی سامان نہیں، اور

بہت مناسب ہوگا کہ بے مقصد مضمون تنبیہات سے بالکل قلم زد کر دیا جائے۔“

(مقالہ مذکور ص ۲)

کیا امریکن جماعت اسلامی سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مولانا کی اپیل پر توجہ دینگے؟

## مولانا مودودی صاحب کا اہم ترین کارنامہ

قائدین جماعت اسلامی اپنی زبانوں پر بار بار اقامتِ دین کا لفظ لاتے ہیں، دین سے محبت کا اظہار فرماتے ہیں۔ زندگی کے ہر گوشے میں اسلام ہی اسلام کا رنگ بھر دینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ بظاہر یہ باتیں بڑی دلکش و خوشنما ہیں مگر میدانِ عمل میں حال یہ ہے کہ جس حدیث کو اپنے مزاج کے خلاف پایا، اسے رد کر دیا۔ جس روایت کو اپنی فرعونہ درایت کے خلاف دیکھا، اسے غلط قرار دے دیا۔ جس سنت رسول کی قبولیت کے لئے طبیعت کو بوجھل دیکھا کسی نہ کسی حیلے پہانے سے سرے سے اس سنت کا کھوج ہی کاٹ دیا، کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ کوئی غریب سچا عاشقِ سنت اُڑے آیا تو لگے اس پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کرنے، اور ہر ممکن کوشش سے اس کا ناطقہ بند کرنے، مودودیؒ کا بیشتر حصہ اسی روش سے پُر ہے۔ محدثین اور اصول حدیث پر جگہ جگہ بے جا تنقید اور بے اطمینانی کی تلقین ہے، بخاری و مسلم وغیرہ کوئی بھی کتاب ایسی نہیں جس کو یقین کے ساتھ فرامینِ رسول کے مجموعہ کی حیثیت میں تسلیم کر لیا جائے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مظلہ العالی نے مولانا مودودی کے اس گمراہ کن روش کی یوں نقاب کشائی فرمائی ہے۔ جو اہل علم کے لیے خصوصیت سے قابلِ مطالعہ ہے۔

”اصول حدیث“ اہل متعلق اہل حدیث اور متبعین حدیث کی ترجمانی مولانا نے جس طرح فرمائی ہے وہ قطعاً غلط ہے۔ اثر حدیث اور متبعین حدیث نے کبھی یہ دعویٰ نہیں فرمایا کہ یہ اصول تنقید آخری ہیں۔ ان پر اصناف نامکن ہے۔ بلکہ ہماری نظریں اصول حدیث ایک متحرک فن ہے وہ بتدریج اس حد تک پہنچا جہاں وہ آج موجود ہے، اگر کسی متغول اہل کا اس میں اصناف فرمایا جائے تو فن میں اسکی گنجائش ہے، البتہ یہ شکایت بجا ہے کہ آج تک اس میں اصناف کی جو کوشش کی گئی اسکی بنیادیں از بس کمزور ہیں۔ اور اُسے اصول کی حیثیت سے قبول کرنا سخت مشکل ہے، ان میں تعمیر کے بجائے تخریب ہے، آپ نے اور آپ سے پہلے بھی بعض بزرگوں نے



”ہدایت“ کا نام لیا مگر اسکی اساسی حیثیت کیا ہے؟ اس کا تذکرہ ان حضرات نے کیا نہ آپ نے بلکہ آپ خود بھی اس پر مطمئن نظر نہیں آتے۔ غرض حدیث اہل فن حدیث کی مولانا نے بمقدور وصلہ افزائی، ازراہ عنایت زبانی معنی اسکی عہدت آپسہ ہی کے مبارک ہاتھوں سے یوں نہ خاک ہو گئی۔ اہل جناب ہی کے قلم سے منکرین حدیث کا کس مفسوط ہو گیا۔

نماہی بادلِ قادریہ کسرت (مقالہ نمبر ۱۷)

وہ فریب خوردہ اہل حدیث حضرات جو اپنی خوش فہمی کی بناء پر مولانا مودودی کو حدیث کا سب سے بڑا خادم سمجھ کر ان کی ”خاک پا“ بنے ہوئے ہیں وہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کے بیان بالا کو بار بار پڑھیں اور بنظر انصاف فیصلہ کریں کہ مولانا مودودی صاحب کے متعلق ان کی خوش فہمی کہاں تک صحیح ہے؟

## مولانا مودودی کبھی قادیانی شاعری کا لبادہ

بھی زیب تن فرمالتے ہیں! ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ”سلک اعتدال“ کو بحیثیت مضمون کے تین حصوں میں تقسیم فرمایا مگر ہر حصہ پر نہایت منصفانہ تبصرہ فرمایا ہے۔ تیسرے حصہ کے متعلق حضرت مولانا مدظلہ کا تبصرہ اس قابل ہے کہ اسکو بار بار پڑھا جائے اور مولانا مودودی کی شاعرانہ پرداز کی دل کھول کر داد دی جائے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:-

”اس حصہ میں مولانا نے فقہائے اسلام کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ ان کو حق دیا کہ محدثین کے اصول کا تقاضہ چاہے کچھ ہو مگر فقہاء کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ضعیف پر عمل کریں، امرِ سل کو ترجیح دیں، شقِ طع کو قبول کریں، مولانا مودودی صاحب یہاں قادیانی شاعری کا لبادہ زیب تن فرماتے ہیں، فقیہ کا تعارف اس انداز سے کرتے ہیں کہ اسکی روح و روحِ محمدیؐ میں گم ہو جاتی ہے۔ اسکی نظر بصیرت نبویؐ کے ساتھ



مخد ہوجاتی ہے۔ اس کا دماغ اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ تنبیہات ص ۳۲۲  
 پھر فرماتے ہیں "اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا زیادہ متلعج  
 نہیں رہتا۔ وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے مگر اس کے فیصلے کا مدار استاد پر  
 نہیں ہوتا۔ وہ بسا اوقات ایک غریب ضعیف منقطع السند مطہون فیہ حدیث کو بھی  
 لے لیتا ہے اس لیے کہ اسکی نظر اس افتادہ پتھر کے اندھیرے کی جوت دیکھ لیتی  
 ہے۔ الخ ص ۳۲۲" فقہائے اسلام کے مقام کی رفعت میں کلام نہیں، لیکن مسلک  
 اعدال کے آخری صفحات میں جو کچھ فرمایا گیا ہے قطعی بے ویں ہے اور محض شاعری  
 معاملہ صرف طریق فکر کے اختلاف کا ہے نہ کوئی ہیرا ہے نہ جوت۔ مگر یہ عمل  
 جو شعائرہ پرداز سے تعبیر ہوا تھا اُسے بھی مولانا مودودی صاحب خود ہی اپورند خاک  
 فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے "یہ چیز چونکہ سراسر ذوقی ہے اور کسی ضابطہ کے تحت  
 نہیں آتی نہ آ سکتی ہے، اس لیے اس میں اختلاف کی گنجائش پہلے بھی تھی اور اب  
 بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ الخ تنبیہات ص ۳۲۲" پھر یہ ہیرے کی جوت  
 کیسے ہوئی؟ یعنی فقہائے اسلام کا طریق فکر بھی ذوقی ہے کوئی اصول نہیں  
 اب کوئی بتائے ان تیرہ صفحات میں مولانا مودودی صاحب نے ہمیں کیا دیا  
 اور کوئی اعدال کی راہ بتائی؟ منکرین حدیث دیانت کرتے ہیں کہ حضرت نے  
 اس قدر ملامت کے بعد ہمیں کیا عنایت فرمایا؟ آپ اور ہم میں فقط اتنا ذکیا  
 ہے؟

(مقالہ مذکور ص ۱۸)

مولانا مودودی صاحب کے بیانات منقولہ پر حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب  
 مدظلہ العالی نے اپنے فاضلانہ انداز میں بہت ہی اختصار سے تبصرہ فرمایا ہے، ورنہ واقعہ  
 ہے کہ مولانا مودودی صاحب کا ایک ایک لفظ ان کے ذہنی انتشار کی بہت ہی بُرے طریقے  
 پر غمازی کر رہا ہے اور جب حال یہ ہے تو یہ خفہ راختہ کے کند بیدار

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی | بانی تحریک کے بعد  
 تحریک کے دوسرے

روح رواں مولانا اصلاحی صاحب ہیں آپ کا علم و فضل مسلم ہے۔ جس کی بناء پر یہ چاہئے تھا کہ مولانا مودودی صاحب کی آپ اصلاح فرماتے مگر افسوس کہ شخصیت پرستی نے آپ کو بھی مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ مسلک اعتدال کی نوک پلک سدھارنے بیٹھے۔ مگر وہی کچھ فرما گئے جو مسلک اعتدال میں ہے بلکہ بعض مقامات پر ترشی و تندہی کے ساتھ بعض چیزیں ایسی بھی فرما گئے کہ اگر ان کو نہ فرماتے تو بہتر ہوتا۔ بقول محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب ایک مبین آدمی کے لیے اس قدر نیچے آجانا کوئی اچھی مثال نہیں۔ ایک ضروری وضاحت "کی سرخی کے ذیل حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مظلہ العالی نے ان وجوہات پر روشنی ڈالی ہے جن کی بنا پر موصوف کو قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی اور ادا ہوتا ہے۔

"زیر قلم گزارشات سے مقصد کچھ اپنے مسلک (اہل حدیث) کی وضاحت ہے اور کچھ ان بزرگوں مولانا مودودی و مولانا اصلاحی کے ارشادات اور ان کے سفر اثرات کی نشان دہی تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ حدیث اور سنت کی حمایت میں دہراہ صحیح ہے جسے جامعۃ اسلامی نے اختیار فرمایا ہے یا وہ مسلک درست ہے جس کی نشان دہی ائمہ حدیث اور سلف امت نے فرمائی ہے۔ اسلام کی دعوت اور ہم گیری ان حضرات کے طریق فکر سے ظاہر ہوتی ہے یا اہل حدیث کے طریق فکر سے جن مقاصد کی محقیق اور تکمیل آپ حضرات برسوں سے فرما رہے ہیں، اسکی گھات اہل حدیث کا مسلک کر سکتا ہے یا آپ کے یہ محتاط اور متنبہ خیالات۔ (مقالہ مذکور صفحہ ۲)

مولانا مظلہ العالی نے ہر دو تحریکات کا تقابل دکھلانے میں جس طرح دریا کو گزہ میں بند کر کے پیش فرمایا ہے وہ فرید محتاج تشریح نہیں ہے۔ حقیقت ہے کہ اسلام کی دعوت اور ہم گیری کی ترجیحی حیثیت مسلک اہل حدیث کے ذریعے ہو سکتی ہے، وہ نہ کسی تقلیدی مسلک کے ذریعے سے ممکن ہے نہ مجوزہ تحریک اسلامی کے بلند بانگ و عادی سے۔ اہل حدیث مسلک کی بنیادی دعوت یہ ہے:-

دَعَاؤُنَا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَکُمْ اَنْ لَا تَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

وَلَا تَشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ

(خالص اللہ کی عبادت کرنا اور ان لوگوں کو خدا نہ بنانا، مسک کے یہ بنیادی ائمہ ہیں)

مولانا اصلاحی صاحب نے ترجمان الکتوبر صفحہ ۶

## حدیث اور سنت

میں مسلک اعتدال کی نوک ہلک درست

کرنے کے لئے قلم بجالا اس سلسلے میں حدیث اور سنت پر آپ اتنا کچھ لکھ گئے کہ اپنے سامنے وائے مسلک اعتدال سے بھی کوسوں آگے نکل گئے۔ اظہار تفوق کی رو میں سنت کے مصطلح مفہوم کو بالکل سُکیڑ کر رکھ دیا۔ اور اس انداز سے بحث کا آغاز فرمایا کہ منکرین حدیث کو آپ کی پیش کردہ تفصیلات سے بہت کافی مدد مل سکتی ہے اور انکار حدیث کے لئے آپ کے بیانات سے بہت سے چورد وازے کھل سکتے ہیں۔ ان ساری تفصیلات کو معلوم کرنے کے لئے ناظرین کرام حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کا تحریک فرمودہ مقالہ ہی مطالعہ کرنا چاہیے۔ افسوس کہ ہمارا یہ مختصر مقالہ مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں رکھتا۔ ہمارے محترم مولانا نے اصلاحی کی نشریات سے متاثر ہو کر جماعت اسلامی کے وصول کا پول جن نفیوں میں ظاہر فرمایا ہے وہ ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:-

”دعویٰ یہ ہے کہ اسلام زندگی کے تمام گوشوں میں رہنمائی کے فرائض انجام دیتا ہے

لیکن جناب مولانا اصلاحی صاحب کی پیش کردہ تعریف کے لحاظ سے تو اس کا دائرہ اس

قد رنگ ہوگا کہ زندگی کے بعض اہم گوشے بھی شاید اسکی رہنمائی سے خالی رہیں یہاں اور

معاشی امور میں رہنمائی تو بڑی بات ہے عبادات اور معاملات میں بھی ہیں اسلام کی

رہنمائی سے محروم ہونا پڑے گا۔ اخبارِ جادو کے ساتھ متزلزل کی طرح اگر سوتیل اں کا

ماسلوک جاری رہا تو جہادِ تقسیمِ غنائم جزیرہ عمارات ایسے اہم مسائل اور مہی ستم

کے اکثر ترین اقوامی مسائل میں ہم اسلام کی رہنمائی سے محروم ہو جائیں گئے، تکمیل

دین ایک ایسا خراب ہو کر رہ جائے گا، جسکی کوئی تعمیر نہیں، قرآن عزیز اور حسن تواتر کے

ساتھ اہل قرآن کی طرح اگر فردی احکام کشید کرنے کی کوشش کی گئی تو استدلال

کا جو انداز اختیار کرنا پڑے گا اسکی حیثیت سیاسی جوڑ توڑ سے زیادہ بہتر نہیں ہوگی۔  
(مقالہ مذکورہ ص ۲۷)

## مولانا مودودی جیسا پرویزی تحریک کی

**حمایت میں** | ہندو پاکستان میں آج وہ کون سا صحیح ان خیال واقف کار مسلمان ہے جو سٹر پرویز مدیر طلوع اسلام کراچی کی تحریک جدیدہ سے متاثر ہو کر خون کے آنسو نہ بہا رہا ہو۔ پرویزی تحریک میں اسلام کے بنیادی عقائد کی تشریحات اس انداز سے کی گئی ہیں جس سے اسلام کی شکل ہی ایک دوسری ہو گئی ہے۔ پرویزی تحریک میں نہ موجودہ نماز ہے نہ روزہ نہ حج ہے نہ قربانی نہ زکوٰۃ ہے نہ فطرہ، نہ توحید سلامت ہے نہ رسالت، نہ قیامت ہے نہ اخروی جزا اور سزا اور اسلام قریباً دنیا پرستی کا دوسرا نام ہو گیا ہے پرویزی اسلام میں وقت مقررہ پر دفاتر کی حاضری دینا ہی "نماز" ہے۔ آخرت سے اکی دنیا میں کل کی فکر کرتے ہوئے اپنے نظام حیات کو درست کر لینا مراد ہے۔ ملائکہ سے مراد قدرت کے وہ کوششیں ہیں جو اکی دنیا میں انسان کے لئے مسخر فرمائے گئے ہیں، صوم سے مراد جذبات پر کنٹرول ہے قربانی کا مفہوم کسی قومی کام میں چندہ دے دینا ہے وغیرہ وغیرہ۔  
قیاس کن زگلستان من بہار مرا

خیر یہ تو جو کچھ ہے سو ہے، یوں کہنا چاہیے کہ ابلیس نے ظاہراً خدا کو قرآن کو رسول کو تسلیم کر کے مکافات کے پردے میں اپنی تحریک "ابلیسیت" کو فروغ دینے کی راہ نکالی ہو اور اس خدمت کے لئے بہت سے بابو، کلرک، مشرقیہ کے حضرات اسکو بطور ایجنٹ "کارندے" مل گئے ہیں۔ ابلیس کو تو یہ کرنا ہی ہے آخر اسکو اپنی قسم **فَبِعِزَّتِكَ لَأُغَوِّيَهُمْ أَجْمَعِينَ** کا بھی تو پاس چاہئے تھا۔ تعجب بر تعجب تو مولانا مودودی صاحب جیسے اقامت دین کے علم برداروں پر ہے جن کو اس "مخدانہ" تحریک کا پرزور مقابلہ کرنا تھا مگر آپ اس تحریک کے علم برداروں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے نظر آ رہے

ہیں۔ پردیز صاحب کی حمایت میں مولانا مودودی صاحب نے جو کچھ بیان دیا ہے اسکو ہم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے مقالہ مذکورہ ہی کے حوالہ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں اور ہمدردان ملت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مولانا مودودی صاحب کے بیان کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور پھر اقامت دین کے علم برداروں کا ماتم کرتے ہوئے یوں کہیں کہ

کون دہس رہا ہے جب خضر ہیکانے لگے

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:-

”تیسرا گروہ حیثیت رسالت اور حیثیت شخصی میں فرق کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ چودہوی غلام احمد پردیز ایڈیٹر طلوع اسلام اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور میں ابتدائی میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان (پردیز صاحب) کا مسلک (مسک الحلال) حق سے بہت زیادہ قریب ہے، اگرچہ تھوڑی سی غلطی اس میں ضرور ہے، لیکن الحمد للہ کہ وہ مگر اسی کی مدد تک نہیں پہنچتی۔“

(مقالہ مذکورہ بحوالہ تنقیہات جلد اول طبع چہارم ۱۳۳۵ھ)

## قائدین جماعت اسلامی کی طرف سے احادیث

نبوی کو رد کرنے کی بے سود تدبیریں | یہ عنوان بھی بہت

کچھ تفصیل طلب ہے۔ مگر ہم طوالت کے خوف سے اسکو بہت ہی کم لفظوں میں بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ امر حدیث کی اصطلاح میں حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں جن کو صحیح حسن متواتر آحاد وغیرہ وغیرہ ناموں سے بیان کیا گیا ہے۔ متواتر ان احادیث کو کہا جاتا ہے جن کے راویوں کی تعداد اس کثرت سے ہو کہ ان کا کذب پر جمع ہو جانا محال سمجھا جائے۔ اس قسم کے علاوہ جو قدر احادیث ہیں ان سب کو آحاد ہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور وہ سب قابل قبول ہیں بشرطیکہ ان میں یقین کے قرائن موجود ہوں

سے مشر ہو زبان اگر یہ کہیں تو بالکل بجا ہو گا کہ وہ کون کون کون ہیں جہاں ہوگی۔ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی، دلف

یعنی ان کی سند صحیح ہو۔ امت نے اُسے قبول کیا ہو۔ رواد کی ثقاہت معلوم ہو وغیرہ وغیرہ  
 ان حالات میں خبر واحد سے علم الیقین حاصل ہو گا اور اس پر عمل بھی واجب ہو گا۔ امت  
 اسلامیہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے حتیٰ کہ خوارج شیعہ قدریہ وغیرہ نے بھی اس سے اختلاف  
 نہیں کیا۔ سوائے احادیث کا وجود بہت ہی کم ہے، اسلامی احکام و قواعد بیشتر خبر واحد  
 ہی سے ہم تک پہنچے ہیں۔ اس بارے میں اجماع امت سے اولین اختلاف کرنے  
 والے بغداد کے معتزلہ متکلمین ہیں۔ صدافوس کہ احادیث کو رد کرنے کی بے سود تدابیر  
 کے سلسلے میں جماعت اسلامی کے قائدین کو بھی معتزلہ کی راہ پسند آئی اور احاد کے  
 قیمتی ذخیرہ حدیث کو "خبر واحد" انتظنیات کے درجے میں رکھ کر اور بے وزن کر کے  
 انکار حدیث کے لئے منکرین حدیث کو ایک خطرناک ہتھیار ہتیا کر دیا۔ جیسا کہ منک  
 اعتدال" اور مولانا اصلاحی کی تحریرات سے واضح ہے۔ قرونِ ماضیہ میں جس گروہ  
 نے احاد کے خلاف آواز بلند کیا اس کو امت نے "اہل بدعت" کے نام سے موسوم  
 کیا۔ صدافوس کہ اس بدعتی گروہ کے طریق فکر کو اپنانے کی کوشش کی جا رہی  
 ہے۔ اس لئے ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کا یہ فرمانا بالکل  
 درست اور حق بجانب ہے کہ:-

تعب ہے کہ جماعت اسلامی کی قیادت نے عام بدعتی فرقوں کی طرح خبر واحد  
 کی غنیت کا وظیفہ شروع فرمادیا۔ حالانکہ دینی جماعتوں کا طریق فکر بدعتی فرقوں سے  
 مختلف ہونا چاہیئے۔ تعب ہے جس جماعت کی دعوت اقامت دین ہو وہ رواد  
 حدیث کا عام خبروں کے رواد سے موازنہ کرے اعتراف و تہجیم کے مغالطہ سے  
 متاثر ہو جائے اور پھر اس کا اظہار ایسے وقت میں کرے جبکہ ملک میں اہل بدعت  
 احادیث اور سنن کے خلاف ایک شور برپا کر رہے ہوں۔

(مقالہ مذکورہ صفحہ ۵)

تعب پر تعب | ہمارے محترم مخدوم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ  
 العالی تو جماعت اسلامی پر اظہارِ تعب فرما رہے ہیں مگر



ہم کو تعجب پر تعجب ان اہل حدیث حضرات پر ہے جو ان "کوائف" کے باوجود اپنی جماعت اور اپنے مسلک سے کٹ کر "جماعت اسلامی" سے چٹ رہے ہیں اور قائلین جماعت اسلامی کی محبت کی دیوی پر حضرت امام بخاری جیسے سید المحدثین کو بھینٹ چڑھانے میں کچھ باک محسوس نہیں کرتے۔ بعض ایسے بھائی بھی ہیں جو اہل حدیث مساجد و مدارس اور اداروں سے وابستہ ہیں۔ ان کے قلوب اشربوا فی قلوبہمہم العجل کے مطابق مودودیت کی محبت سے لبریز ہیں یہ حضرات جماعت اہل حدیث سے تنخواہیں وصول کرتے ہیں اور کام "جماعت اسلامی" کا کرتے ہیں۔ بلکہ اہل حدیث کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ایسے حضرات سے صاف صاف کہہ دیا جائے کہ

دو رنگی چھوڑے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

**مودودی صاحب کی یہ مضحکہ خیز پوزیشن**

**اہل حدیث کے لئے یقیناً ناگوار ہے**

مولانا امین الحسن صاحب

اسلامی نے اپنے مقالے

مضون میں بعنوان "احادیث سے استفادہ" صفحہ ۱۴۵ اہل حدیث پر تعریضات کی خوب بوچھاڑ کی ہے اور اس عرصہ میں مولانا مودودی صاحب کے "کھلے ہوئے بیانات" کی وجہ سے اخباری دنیا میں جو تیزی ان کے خلاف عامہ مسلمین بالخصوص اہل حدیث میں پیدا ہو گئی تھی مولانا اصلاحی صاحب نے اس کا انتقام مسلک اہل حدیث سے لینے کی سعی نامقام کی ہے جس پر حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب جیسے حلیم الدین بزرگ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"ان صفحات میں مولانا کا طریق بحث بہت دلخراش ہے اور ثقاہت سے

گرا ہوا ہے"



مولانا اصلاحی نے گویا اہل حدیث کو مورد الزام ٹہرایا ہے کہ یہ ائمہ حدیث کو معصوم  
 من الخطبہ کہتے ہیں اس الزام کی تلعن کھولنے کے لیے مناسب ہوگا کہ ہم اپنے محترم خادم  
 مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی ہی کا پورا بیان نقل کر دیں۔ جس سے مسلک ائمہ حدیث  
 برہنہ ایک گونہ کافی روشنی پڑ جائے گی۔ مولانا اس الزام پر فرماتے ہیں۔

”یا اللہ یہ کس نے کہا؟ کب کہا؟ کیسے کہا؟ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ ائمہ حدیث  
 نے تنقید حدیث کے متعلق صدیوں محنت فرمائی، احادیث کی محنت، صنف حسن  
 ارسال انقطاع شاذ و مقبول کے متعلق کچھ عقلی کچھ لٹری اور عرفی فیصلے فرمائے  
 ان فیصلوں کو صدیوں سے اہل علم قبول فرما رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی بلا  
 وجہ مخالفت نہ کی جائے۔ اگر اختلاف ہو تو دلیل سے کیا جائے۔ اہل فن کے فیصلوں  
 کی روشنی میں کیا جائے۔ اس کا نام عصمت نہیں۔ اس بدگمانی کے لیے ائمہ حدیث  
 اور مسلک اہل حدیث میں کوئی گنجائش نہیں۔ پورے دھڑن اور پوری ذمہ داری سے  
 گذارش ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی کے متعلق عصمت کا خیال تک نہیں، محدثین بھی  
 انسان ہیں اور جماعت اسلامی کے قائد (مولانا مودودی صاحب) بھی انسان البتہ  
 اس تعصب سے اختلاف ہے کہ ایک جماعت اپنی عقیدت مندی سے کسی اپنے  
 بزرگ یا قائد کو خدا کا مزاج شناس سمجھ لے یا رسول کا مزاج شناس، تصور کر لے  
 یا پھر اُسے اختیار دے کہ اصول محدثین کے خلاف جس حدیث کو چاہے قبول کرے  
 جسے چاہے رد کرے یا کوئی عالم قائد بلا وجہ کسی مومن کو یا غفلت مرسل یا منقطع  
 حدیث کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اس میں ہیرے کی جوت دیکھ لی ہے،  
 یہ منہکہ خیز پندشیں (جو مولانا مودودی صاحب اور ان کے حواریوں نے اختیار کی ہیں)  
 ہے، یہیں یقیناً ناگوار ہے۔ ہم انشاء اللہ آخری حد تک اس سے مزاحمت کریں گے اور  
 سنت رسولؐ کو ان ہوائی سطحوں سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہیرا  
 طے یا اسکی جوت یہ ضرور وہی جو ہری جان سکتے ہیں، بن کا اور ضنا بھونا سنت ہے ان  
 کا شرف روز کا شغل سنت ہے۔ فراج شناسی ان ہی کا حصہ ہے، اور اصولان

کو یہ حق بھی پہنچتا ہے مولانا (اصلاحی صاحب) فرمائیں مستوجب وہ لوگ ہیں جو قواعد  
اصول کا احترام کرتے ہیں یا وہ حضرات جو صفت میں ”جوہری“ بن جائیں یا ان کے دوست  
انھیں مزاج شناس رسول بنادیں۔ ان ہی کا اسماء سمیت موصی  
انتہ و اباء کما انزل اللہ بھامن سلطان۔  
یہ فن کی قدر اور ہنر کے احترام کا شلہ ہے اس میں عصمت کی کوئی بات نہیں ہے۔  
یہ ترجمانی غلط ہے اور بالکل غلط اور انتقامی جذبہ کی پیداوار۔“

(مقالہ مذکورہ ص ۶۳)

ہمارے ناظرین بھولے نہیں ہوں گے یہ ”خدا کا مزاج شناس“ یا ”رسول کا مزاج  
شناس“ یا ”دور افتادہ پتھر کے اندر سیرے کی جوت“ دیکھ لینے والا ”صاحب نظر“ اس  
قسم کے جملہ الفاظ یا اصطلاحات مولانا سرمد دودی صاحب نے (چشم بد دور) اشارت و  
کنایتہ اپنی ذات گرامی کے لیے خود وضع فرمائے ہیں، اور آپ کے حواری ماشاء اللہ آپ کو  
اسی مقام ملی ”پرفاخر جانتے ہیں ہیں اسپر اعتراف کی کوئی حق نہیں ہے

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

مگر حیرت اور صدمہ جب ہوتا ہے کہ جب محدثین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اپنی  
”خدا اور رسول کی مزاج شناسی“ کے زعم میں آپ بے جا غلط بے ہودہ اعتراضات  
کی تیر اندازی شروع کر دیتے ہیں محدثین کرام اس موقع پر آپ کے جواب میں اگریں  
کہیں تو بے جا نہ ہوگا

ناصحائت تو سمجھ دل میں فلا اپنے کہ ہم  
لاکھ ناداں ہیں مگر کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں

پھر تعجب حواریوں پر ہے جو اہل حدیث پر یہ الزام دھرتے ہیں کہ ان لوگوں  
نے ائمہ حدیث کو معصوم عن الخطا سمجھ رکھا ہے۔ مگر ان کا طرز عمل خود مولانا سرمد  
صاحب کے متعلق کیا ہے؟ ان کو یہ لوگ کس مقام پر سمجھتے ہیں؟ ان کی خطا و لغزش

شلہ غیر انکوائری کئی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے مولانا اصلاحی نے مولانا سرمد دودی کے متعلق  
”درجہ شناس رسول“ کا ٹائٹل تجویز کیا تھا۔ اسماعیل

یہ نشانہ صی ان پر کتنی شاق گذرتی ہے؟ ان کی تحریرات کا ایک ایک لفظ کس کس طرح کا لوجی من السماء کے درجہ میں رکھا جاتا ہے؟ ان جملہ تفصیلات کے لئے پچھلے دنوں کے ان مودودی اخبارات کا مطالعہ کرنا چاہئے جن میں "خدامِ جماعتِ اسلامی" نے ملتِ اسلامیہ کے احتجاج پر رجب مولانا مودودی صاحب کی اس تقریر پر کیا جواب دئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جامع الصصح کی شان میں بطور تنقیص لایہود کے ایک اجتماع میں کی تھی (مولانا مودودی صاحب کی بیعت میں خوب خوب حق ننگ ادا کیا ہے اور حمایت و بجائیں کہاں سے کہاں ہمک زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب اور آپ کے حواری جب حضرت امام الدین فی الحدیث سند الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کے متعلق "زبانِ درازی" کر کے اپنی "تخذا و رسول کی مزاج شناسی" کا دعویٰ کرتے ہیں تو بے ساختہ زبان سے یہ بشرِ نعل جاتا کر

بت کریں آرزوِ خدائی کی  
شان ہے تیری کبریا کی

بلا تکلف ہماری مراد ان سے وہ حضرات ہیں

## خوشامد پسند حضرات کے خطاب

جو مسلک اہل حدیث سے وابستہ تھے اور اب وہ جماعتِ اسلامی کے ہو چکے ہیں اور جدید ہو گئی کہ وہ اپنے ضمیر کے خلاف وہاں ایک لفظ زبان پر نہیں لاسکتے۔ سب کچھ دیکھتے ہیں دل میں کڑھتے ہیں غلط قیادت اور غیر مناسب "ڈکٹری" ان کے سامنے ہوتی ہے۔ "تقلیات" کو سنتے سنتے ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ ائمہ حدیث و سنن رسول کا استحقاق ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر وہ خاموشی سے اپنے ضمیر کو بے حس بنا لینے میں ہی اپنی حافیت جانتے ہیں۔ ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کا یہ مخلصانہ خطاب ایسے حضرات کو بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اللہ کرے ان کی آنکھیں کھلیں مولانا فرماتے ہیں:-

"پچھلے دنوں مولانا مودودی کی ایک دو بے عمل تقریروں سے اخبارات

میں کچھ ہنگامہ ہوا تو ہمارے نبی اہل حدیث دوست جواب جاغت اسلامی کے ہو چکے ہیں مولانا کے نظریہ کی حیثیت کلی حمایت تو نہ کر سکے مگر اس طرح "مہرہ پوشی" فرمائی کہ پہلے علماء میں ہی بعض ایسا کہنے تھے "بعض حضرات" مزاج ششاسی کے حوالوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ حالانکہ مناسب یہ تھا کہ مسلک اقبال ایسی تحریروں سے مولانا کو بھی روکا جانا جماعتی تعلقات کا احترام بیشک کیا جائے۔ لیکن حق کا احترام اور سنت کی حمایت وقت کی شدید ترین ضرورت ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا میں اسلامی نظام بیاہونے کی ہی صرف یہی صورت ہے کہ سنت پر جس محاذ سے حملہ ہو دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفرت کی بجائے اپنی انصاف پسندی اور وسعت ظرف کے ثبوت میں عندرت کا انداز ضرورت وقت کے بالکل خلاف ہے خود مولانا کو بھی ایسے خوراک پسند حضرات سے بچنا چاہیے جن کو صرف یہ نلکھو کہ ان کی وفاداری مشتبہ نہ ہو جائے :-

(مقالہ مذکورہ ص ۶۳)

## کھٹکنے والی حدیثیں

مولانا اصلاحی صاحب نے اپنے اشار الیہ مصنفون شائع شدہ در ترجمان مذکور

میں حدیث کے متعلق جو روش اختیار کی ہے اس کا اندازہ ہمارے ناظرین نے لگا لیا ہو گا۔ مولانا نے انہی حدیث اور موجودہ ذخائر حدیث پر جا اور بے جا اپنا حق تنقید ثابت کرنے کی خوب سرتوڑ کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ ہر حدیث پر تنقید ضروری نہیں۔ تنقید کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں کوئی ایسی حدیث آجاتی ہے جو سنت ہی طبیعت کو کھٹکتی ہے جو دین کے مسلمات اور شریعت کے معروضات کے خلاف معلوم ہوتی ہے جسکو قفل عام قبول کرنے سے اول و دوم میں انکار کر گئی ہو مولانا نے یہاں حدیث کی پرکھ کے لئے "طبیعت" اور قفل عام کا ایسا معیار تجویز کیا ہے۔ جسکی بناء پر شاید ہی کوئی حدیث "قابل تسلیم" رہ سکے۔ ہر انسان کی طبیعت جدا جدا ہے اور قفل عام کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ عین قرین قیاس ہے کہ مولانا کی طبیعت کو

جو حدیث بھاری ہے وہ زید کی طبیعت کو نہ بھائے اور اپنی عقل کی بناء پر وہ اس حدیث کا انکار کر دے تو غائب مولانا اسکو یہ "حق انکار" "طبیعت اور عقل عام" کی بناء پر عطا فرمانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کریں گے۔ بہر حال مولانا کی اس تقریر سے خیال ہو رہا تھا کہ نہ معلوم آپ اپنی طبیعت پر کھٹکنے والی اور عقل عام کو پسند نہ آنے والی کس قدر احادیث پیش فرمائیں گے۔ مگر تمام ذخائر احادیث کو تلاش کرنے پر طبیعت مبارک میں کھٹکنے والی "آپ کو سر دست صرف تین حدیثیں ملی ہیں (۱) حضرت ابراہیمؑ کے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کی روایت (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی آیات کے ساتھ ملک الغرائین علیٰ کے الفاظ پڑھ دینے کی روایت (۳) حضرت موسیٰؑ کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی روایت۔"

ان احادیث کا صحیح مقام کیا ہے؟ اور مولانا کی رائے ان کے بارے میں کہاں تک درست ہے؟ اگر حدیث ان روایات کے متعلق کیا تشریحات کرتے چلے آئے ہیں؟ ان ساری تفصیلات کے لئے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کا مقالہ مذکورہ ہی مطالعہ کرنا چاہیے کہ یہ مقالہ ان جملہ تفصیلات کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مولانا اصلاحی صاحب کی اس کوشش پر ہم یہاں صرف اپنے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے تاثرات اپنے ناظرین کرام کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں:-

"جن تین احادیث کے متعلق مولانا نے فرمایا ہے کہ عقل عام ان کے قبول سے ایام کرتی ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ایسی مثالیں ذکر کرنے کے بجائے مولانا اپنے رنقار سے شعور فرا کر ایک ایسا مجموعہ مثلث فرمادیتے جس میں وہ تمام احادیث جمع کر دی جاتیں جو مولانا کی طبیعت کو کھٹکتی ہیں یا عقل عام ان کے قبول سے ایام کرتی ہے تاکہ کم عقل لوگ اندازہ کر سکتے کہ ایسی احادیث کی مقدار کہاں تک ہے اور کس کس عقل مند کی عقل کو یہ احادیث کھٹکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کی سمجھ میں کچھ آتا تو وہ آپ سے کچھ عرض کر سکتا۔ عقل اور احادیث میں جب بھی جنگ پیا کرنے کی

کوشش کی گئی۔ اہل علم نے تطبیق کی ضرورت پیدا کر دی اور باہم صلح ہو گئی۔ اعلام  
المؤمنین تاویل مختلف الحدیث یا مشکل الآثار ایسی کتابیں ان شبہات کے پیش نظر  
لکھی گئی ہیں۔ اور اپنے وقت میں بہت حد تک کامیاب ہوئیں۔ معتزلہ و تکلمین  
عقل کی پرستش، اصول اور عقائد کے مسائل میں تو کرتے تھے، صفات باری کے  
مباحث میں سنت ان کی عقول پر گراں گذرتی تھی، فروع میں ان کی عقول سے  
اس احساس کا دباؤ کم ہو جاتا تھا ان کا خیال تھا کہ یہ مسائل بھی فطنی ہیں۔ ان پر فطنی  
دلائل سے استدلال صحیح ہے۔ آج کے عقل پرست (مولانا مودودی و مولانا اصلاحی  
جیسے) حضرات نہ اصول میں حدیث کو معاف فرماتے ہیں نہ فروع میں عقول پر  
یرباع یا کھٹکا دہل مومک کی بات ہے۔

(لخص مقالہ مذکورہ ص ۶۸)

## جماعت اسلامی اس راہ میں لفاظی کے سوا

کچھ نہیں کر سکی | جو لوگ کھلم کھلا حدیث کے خلاف بنادوت کا علم  
اٹھائے ہوئے ہیں وہ آج اسلام کے لیے جقدر

خطرناک ہیں ظاہر ہے۔ جس کو ہر صاحب ایمان محسوس کر رہا ہے مگر ان سے بھی  
زیادہ خطرناک وہ لوگ ہیں جو زبان پر حایت حدیث و اتباع سنت وغیرہ وغیرہ کے  
راگ گاتے رہتے ہیں اور دہرہ دہرہ قصر حدیث کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف  
ہیں اور اس حقیقت کے اظہار میں مطلق باک نہیں کہ "خدام جماعت اسلامی  
میں بیشتر تعداد ایسے ہی چھپے ہوئے رستموں کی ہے جو یَبْتَغُونَ بَيْنَ ذَا الْإِلَافِ  
سَبِيلًا کے مطابق کھلے لفظوں میں حدیث اور سنت کا انکار تو نہیں کرتے مگر تہدید  
حدیث و استحکام سنت کے لیے چور دروازوں کی تلاش میں سرگردان رہتے ہیں۔  
پھر خدمت حدیث اور محبت سنت و اقامت دین وغیرہ وغیرہ کے خوشنام الفاظ  
بھی ہمہ وقت زبان پر جاری رہتے ہیں۔ بلکہ ائمہ حدیث و اہل حدیث و خادمان حدیث



بڑے تفوق کے بھی دعاوی ہیں، ان جملہ کوائف سے متاثر ہو کر ہمارے محترم حضرت محمد اسمیل صاحب نے اپنے اس فاضلہ مقالہ میں مولانا اصلاحی صاحب کی تعریضات کو نقل فرماتے ہوئے حقائق کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔ آپ مولانا اصلاحی کو مخاطب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”آپ نے سوال لا کا جواب دیتے ہوئے معذرت فرمائی ہے کہ جماعت اسلامی سنت کی کچھ باتیں اب تک کوئی نمایاں خدمت نہیں کر سکی۔ جماعت کا کام بہت آگے بڑھ جاتا، لیکن جو حضرات اپنے آپ کو حدیث کی خدمت کا ٹھیکیدار سمجھتے ہوئے ہیں ان کو یہ غم کھانے لگا کہ اگر جماعت نے یہ کام سنبھال لیا تو پھر وہ کس چیز کا نام لے کر کچھ لوگوں کو اپنے اندر گرج جمع رکھ سکیں گے۔“

**مولانا اصلاحی کی تعریض** | مولانا! اس سے قطع نظر کہ آپ ایسے تین اور عالم آدمی کے لیے یہ طعن تشنیع کا انداز مناسب ہے یا نہیں۔ یہ تو جناب کو بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ اس ملک میں حدیث کی خدمت کا کوئی ٹھیکہ نہیں۔ جس چیز کو آپ مخاطب سے چھپانا چاہتے ہیں وہ اہم اور نمایاں خدمات ہیں، جو کتاب و سنت کی اشاعت میں جماعت اہل حدیث سے ظاہر ہوئیں۔ درودس، کتاب اور مطابع کے ذریعے لاکھوں آدمی قرآن اور حدیث کے فیضان سے مستفیض ہوئے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جماعت اسلامی اس راہ میں لغافلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکی لیکن آپ سائل کے سامنے یہ ظاہر کرنا پسند نہیں فرماتے بلکہ اسے اندھیرے میں رکھنے کے لیے ”ٹھیکیدار“ کی تعریض اختیار فرمائی۔ میں تو اسے تعریض ہی کہوں گا لیکن اگر آپ میں جرأت ہے تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح اعتراف فرمائیے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ یقیناً برطرف تعریضات سے اعراض فرما کر انکار حدیث کے لیے چور دروازے بنانے کی جرات نہ پیدا کیجئے آپ ایسے اہل علم بزرگوں کو جب آپ کے اتباع یہ حیلے بناتے دیکھیں گے تو ان کی جراتیں اور بڑبڑ جائیں گی۔

لے آج کے نازک ترین حالات میں بھی، سن لسانی، سربلغ کا تعلیقات سلفیہ کے ساتھ شائع ہونا اس کا روشن ثبوت ہے۔ ناغہ نہ لے، علیٰ ذالک یہ مقدس کتاب ہمارے مکتبہ سے طلب کی جاسکتی ہے۔ ”راز



زندہ شکر یانش ہزار مرغ بہ سنج

ختم نبوت کی تحریک میں آپ حضرات کا موقف "عقل عام" کی رسائی سے  
بلا تھا۔ آپ کے بیانات سب اسی نوعیت کے تھے لوگ انہیں جھوٹ، دھوکہ  
کہتے ہیں یہ تعزینی بیانات دینے کے لئے آپ مجبور تھے۔ (انتباس مقالہ مذکورہ صفحہ ۵۸)

## اتنی یوزرشن کے لوگ سنت کے متعلق جو منہ میں

اے کہہ جاتے ہیں | حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق حدیث  
تنازعہ فیہ کے بارے میں ہمارے

محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بہت کافی و شافی تحقیقات فرانے کے بعد آخری  
فیصلہ شہر وحدث ابن حبان کے معقولوں میں یہ دیا ہے کہ حضرت موسیٰ پہلی دفعہ ملک الموت  
کو نہیں پہچان سکے، اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ ملک الموت ہیں تو یقیناً ان کے ساتھ وہی  
سلوک کرتے جو دوسری مرتبہ کیا یہ ہے اس حدیث پاک کا مطلب جسے اپنی اٹھی سمجھ  
اور محکوس قیاس پر افتاد کرنے کی وجہ سے احادیث اور آثار نبویہ کو سمجھنے کی توفیق سے  
محروم شخص نہ سمجھ سکا اللہ اللہ محدثین کرام پر رطب دیاس "جمع کرنے اور دات کی تار کی  
میں "نامک ٹوٹیاں" مارنے کا الزام لگا دیا۔ حضرت موسیٰ سے متعلق یہ حدیث  
معتزلہ کی طرح ہمارے مولانا کو بھی "عقل عام" کے خلاف معلوم ہوئی حالانکہ  
بول حافظ ابن حبان وہ ایک ابتلا تھا جسے یوں ہی ختم ہوا تھا۔ انبیاء کی زندگی میں ایسے  
مرحلے آتے ہیں جو عقل عام کی رسائی سے بالا ہوتے ہیں۔ جو شخص اسے عقل عام کے پیمانوں  
سے ناپنا شروع کرے گا وہ ناکام ہوگا بلے (مقالہ مذکورہ) اس مقام پر پوچھیں کہ ہمارے  
حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مولانا اصلاحی کے ارشادات کے بغیر حصص اور  
مولانا موردی صاحب کے مسلک اعتدال میں داغ کے کباڑ خانہ کے غیر معتدل خیالات  
سے جو اثر لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہم اسے بغور مطالعہ فرمائیں۔ اللہ دیکھیں کہ اہل حق  
حق و صداقت کے مقابلہ پر بڑی سے بڑی شخصیت کو بھی خاطر میں نہیں لیا کرتے، اور

یہی اہل حق کا طرہ امتیاز ہے۔ خدام سب کو ایسی ہی توفیق عطا فرمائے۔ آمین  
حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے ”مودبانہ گزارش“ کے تحت اپنے مخلصانہ اثرات کو  
یوں ارشاد فرمایا ہے:-

”مولانا کے ارشادات کا جب یہ مقام جس میں تین احادیث پر شبہ فرمایا گیا ہے،  
(سامنے آیا) تو مجھے بے حد دکھ ہوا۔ مولانا کے ان ارشادات کے متعلق جب  
کچھ کہنے کی کوشش کی تو طبیعت رنج اور افسوس کے جذبات سے برز رہ گئی۔  
اس لئے قلم رکھ دیا۔ میں نہیں چاہتا کہ مولانا کے اقرار کے خلاف نوک و بزم سے  
کوئی فقرہ غل جائے۔ آج مدت کے بعد قلم اٹھایا سنت نبوی کے متعلق جذبات  
میں آج بھی دکھ اور قلق موجود ہے۔ اتنی پرزیش کے لوگ کس بے پردائی سے  
سنت کے متعلق جو کچھ منہ میں آئے کہہ جاتے ہیں۔ اس دت اگر کوئی ناخوشگوار  
لفظ قلم سے نکلا تو مصمم قلب سے اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں، مقصد  
طنش و تشنیع نہیں اس دور فتن میں سنت اور علوم نبویہ کے خلاف ایسے الفاظ  
فی الواقع ناگوار ہیں۔ مولانا پر طنز قطعاً مقصود نہیں سنت کے ساتھ محبت اور قلب  
کاسنت سے ربط ان پریشان خیالات کے اظہار کا موجب ہوا ہے

گفت گزے عاشقان در باب رب

جذبہ عشق است نے ترک ادب

مولانا راصلاتی صاحب کے ارشادات کے بعض حصص اور موردی صاحب  
کا مسلک اعتدال قطعاً اس قابل نہیں کہ اسکی اشاعت کی جائے ان میں جو کچھ  
صحیح ہے وہ بھی غلط انداز سے کہا گیا ہے۔ مسلک اعتدال میں تو دماغ کے کباڑ  
خانہ نے خیالات اس بے اعتدالی سے اگل دیے ہیں کہ اگر کوئی منکر حدیث  
بھی لکھتا تو یہی کچھ لکھتا۔ (مقالہ مذکورہ ص ۱۱۲)

اثر حدیث کے متعلق قائدین جماعت  
اسلامی نے جن جن اور چھ ہتھیاروں

اہل قرآن سے بھی زیادہ

کا استعمال فرمایا ہے ان کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ افسوس اس لیے ہوتا ہے کہ آخر ان مدعیانِ اقامتِ دین کے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کے اقتدار کی دیواریوں بھی قائم رہ سکتی ہے یا اللہ حدیثِ نبرگانہ اسلام کی عزت کو ان کے وقار و احترام کو ختم کر کے ہی آج اقامتِ دین کے علم برداروں کے احترام کی دیوار کو کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک نے اسلاف کے حق میں یٰلَک اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَ لَا تَسْمَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ کہہ کر اخلاقیات کا ایک بہترین پیغام ہم کو دیا ہے۔ ہم اگر آج اصحابِ رسولؐ کے باہمی مناقشات کی داستان کو دہرا کر ان پر غلط نتائج کی دیواریں قائم کرنی شروع کر دیں تو ہمارے لیے یہ کام کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ بلکہ دلوں میں ظنون و ادھام جگہ پکڑیں گے اھاسِ طرح ہمارے دین کے بھی خراب ہونے کا احتمال ہے ظاہر ہے کہ اللہ حدیثِ انسان تھے، غیر معصوم تھے انسانی علوات و فضائل سب ان کے اندر موجود تھے۔ پھر اگر ان میں باہمی طور پر کہیں کسی مقام پر ہم مناقشہ پائیں تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ان کو اب گاتے پھریں۔ اور ان کے انسانی فطری مناقشات کو ہم فنِ حدیثِ شریف کے استخفاف کے لیے استعمال کریں۔ مولانا نے ایک مستقل عنوان کے تحت محدثینِ کرام کے باہمی مناقشات کی داستان دہرائی ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی اس ”حرکت“ پر اپنے تاثراتِ ایمانی کو یوں تحریر فرماتے ہیں:-

”مولانا نے محدثین کے باہمی مناقشات کو اہلِ قرآن سے بھی زیادہ نمایاں فرمایا ہے اور اس انداز سے فرمایا کہ شاید مولانا ملت کو کوئی عجیب اور نئی چیز عنایت فرما رہے ہیں۔ مولانا غور فرمائیں یہ انسانی مزاج کی ایک کمزوری ہے۔ فنِ جلال کو چھوڑیے کوئی فن اس سے خالی نہیں۔ پھر اس بے ضرورت مواد کو حدیث کے دفاع کے موقع پر ذکر کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی۔ جہاں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کچھ کہنے کا موقع تھا وہیں آپ نے شرم سے نظر بھی فرمالی جہاں تن کر چلنے کا موقع تھا آپ سرسجود ہو گئے۔ عبداللہ عکرمہ اوری، خواجہ احمدین

ارتسری، ستری رمضان، گجرانوالہ، محبوب شاہ گجرانوالہ، مید عمر شاہ گجرات، شیخ عطاء اللہ وکیل، مفتی محمد دین وکیل گجرات، قتان کے منکرین حدیث، ڈیڑو غازی خاں کے اہل قرآن اور ادارہ طلوع اسلام کے ارباب قیادت، اور ادارہ ثقافت اسلامیہ کے محدثین کے نظریات میں بعد الشرعین اور ان کا باہمی برسوں کا جوتا پیڑا کے معلوم نہیں؟ لیکن کبھی انھوں نے آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا؟ نماز، زکوٰۃ، حج کے متعلق جو پرانگندہ خیالی اور اس کے متعلق جو بڑی ان اساطین الحاد و فسق میں موجود ہے اس کا کبھی انھوں نے اعتراف کیا؟ پھر مولانا مودودی کو کیا مصیبت ہے کہ امام ابن اسحاقؒ اور امام مالکؒ کی شکر رنجی کا بلا ضرورت تذکرہ چھیڑ دیں۔ علماؒ عراق اور امام مالکؒ کے بعض مخالفانہ اراء و افکار کا اشتہار دیں، امام ابو حنیفہؒ اور عائشہؓ کی چشمک کا نوہ فرمائیں۔ اس سے اہل فن اور اسکی خرمیوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔

(ملخص از مقالہ مذکورہ ص ۱۱۴)

## مخلصانہ مشورہ

مولانا مودودی صاحب و دیگر قائدین تحریک

جماعت اسلامی سنت اور فن حدیث کے ساتھ

جو بڑا ذکر ہے اس میں صحیح بخاری شریف تک کے متعلق ان کی مسامی غیر عملیہ جو کچھ ہیں ارباب فہم و اصحاب بصیرت پر مخفی نہیں۔ پھر حامیان حدیث اور پیروکاران سنت و علم برداران اقامت دین کے لیبلوں کے ساتھ جب یہ حضرات پبلک کے سامنے نمایاں ہوتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ موقعہ دیکھنے پر منکرین حدیث کی تردید و کاست سنت و فن حدیث کی دفاع کے لئے بھی آپ حضرات کو سب سے نظر آنے لگ جاتے ہیں ان کوائف نے ہمارے محترم مولانا محمد اسماعیل مظللہ کو بہت زیادہ متاثر کیا چنانچہ آپ مولانا مودودی صاحب و مولانا اصلاحی وغیرہم کی خدمات میں اپنا مخلصانہ مشورہ یوں پیش فرماتے ہیں:- کیا قائدین جماعت اسلامی ہمارے محترم مولانا کے اس شور و برتوبہ دیں گے؟ میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اول تو آپ حضرات سنت سے دفاع کی ذمہ داری

یتے ہی کیوں ہیں، آپ کے ہاں مولوی عبدالغفار حسن صاحب ایسے دو ایک حضرات ابھی موجود ہیں جو غالباً آپ کی جماعت کے مزاج اور اس کے نظم کے احترام کی وجہ سے خاموش ہو جاتے ہیں۔ انہیں اجازت سرعت فرمائیے وہ اس موضوع پر لکھیں اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق لکھیں، جماعت کے اجتماعی مزاج سے انہیں سستی فرمایا جائے میرا خیال ہے وہ یہ فرضیہ بہر طور پر ادا فرما سکتے ہیں۔ یہ فرض کفایہ اچھا ہے ان پر ڈال دیا جائے۔“

(مقالہ مذکورہ ص ۷۳)

## سلفی مکتب فکر

سکین حدیث کے وجود کی داستان بہت قدیم زمانہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مقدس میں بھی ایسے ”خناس“ موجود تھے جن کو ارشاداتِ رسولؐ سے تشفی نہیں ہوتی تھی ان کا ناپاک ذہن دنیا فرقتا نمایاں ہوتا رہتا تھا۔ تقسیم غنائم کے ایک موقع پر ایک ایسے ہی ”ذہن“ نے کہہ دیا تھا کہ إِنَّ هَذَا قِسْمَةٌ لِّمَنْ يُّرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ رَاغِبًا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ غنیمت کی تقسیم روم اللہ نہیں فرمائی ہے، استغفر اللہ نفوذ باللہ۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ تَرَأَيْتَ الْمُسَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا میں ایسے ہی ناپاک لوگوں کا ذکر ہے۔ فردنِ خیر کے بعد اس نفاقِ آئینہ زہنیت نے امت کے سامنے مختلف صورتوں میں ظہور کیا جن کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے اخبارِ اُحاد کے خلاف آواز اٹھانے والے بھی ایسی ہی ذہنیت کے حاملین تھے اِكْمَلْنَا اللَّهُ انہی لوگوں نے بعد کے ادوار میں خوارج و روافض، معتزلہ، جہمیہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے دنیاغ اسلام کو ردِ شناس کرایا۔ تفقہ اور درایت اور رائے و قیاس کی بگڑی ہوئی صورتیں سب اسی مکتب فکر کی پیداوار ہیں۔ ان کوائف کے بعد یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ پاک کو دین محمدی تا قیامت محفوظ رکھنا تھا اور روز ازل ہی میں اس کے لیے فیصلہ ہو چکا تھا چنانچہ قرآن کریم کے بارے میں فرمادیا گیا، کہ إِنَّا عَنُّ نَزَرْنَا الَّذِي كَرَّ وَآنَا لَهُ لَحَافِظُونَ حدیث اور سنت رسول کے متعلق خود

صاحب وحی نے خبر دی ہے کہ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مُنْصَوِّرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَن حَذَّ لَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے قیام پزیر رہے گا ان کے مخالفین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے) علامہ ابن مدینی فرماتے ہیں ہم اصحاب الحدیث رواؤ الترمذی اس گروہ سے مراد اصحاب الحدیث ہیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حدیث اور اسوہ رسول کے مقابلہ پر اس جماعت کی ابتداء آج تک کسی بھی غلط آواز نے متاثر نہیں کیا۔ نہ خوارج ان کے ذہن کو بگاڑ سکے نہ روافض کو کامیابی ہوئی نہ معتزلہ کی یہاں وال گئی۔ نہ جہیمہ ہی کامیاب ہو سکے نہ اصحاب الرائے والجدل کی انتہائی کوششیں اس میدان میں ان کو مغلوب کر سکیں، انوس کہ تفسیہات کے لئے ہم یہاں گنجائش نہیں پاتے۔ اس لئے صرف اپنے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کی ایک عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں جس میں جامعیت کے ساتھ وہ سب کچھ کہہ دیا گیا ہے جسے ہم کئی صفحات میں کہنا چاہتے تھے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

”ہیں یقیناً مسلم ہے کہ اثر اربعہ حدیث کو محبت مانتے ہیں، اسے دین کا ماخذ سمجھتے ہیں اور اسی تریف سے محبت سمجھتے ہیں جو ائمہ سنت اور عاترہ السنین میں مسلم ہے۔ ایک دوسرے کو مسلمان سمجھنے کے باوجود اہل حدیث کو احناف، شوافع، موائک اور حنابلہ کی نفیہیات سے اختلاف ہے وہ ان مکاتب فکر میں حدیث اور سنت کی تقدیس کو مسترد و محترم اور محفوظ نہیں پاتے جبکہ اہل حدیث اور سلفی کتب فکر میں اسے محترم اور محفوظ پاتے ہیں۔“ (مقالہ مذکورہ ص ۹۳)

**درایت کے متعلق** سنکرین حدیث اور ان کے علاوہ چور دروازوں سے حدیث کا انکار کرنے والوں نے ”درایت“ کے لفظ کو عوام کو بہت کچھ مغالطہ میں ڈالا ہے۔ درایت کے اصل معنی سمجھنے کے ہیں اور اگر درایت اپنے دائرہ میں ہو تو مذموم نہیں ہے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:-

”درایت کا مفہوم اہل علم کی بھی زبان سے سن لیا جائے تاکہ آج کی درایت اور پرانی

اسے محترم مولانا نے جو کچھ کھاکھسلی نقطہ نگاہ سے ایک بن حقیقت ہے، پھر اس پر سارا دارالعلوم دیوبند کا چین بجھیں ہونا سمجھ میں نہیں آتا بارگاہ مذکور میں سلسلہ تفسیر اکت مکمل میں اس بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر

م کے لفظ لفظ سے منفرد مسلک اہل حدیث سے مناد ہو کر یہی مطلقاً بیان کیا گیا ہے کہ جو ایک ازہر داروارہ کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں رہا



درایت میں فرق ظاہر ہو سکے۔“

پھر محترم نے ایجاد العلوم کے حوالے سے بتلایا ہے کہ درایت حدیث میں حدیث کے مطلب اور مراد سے عربی قواعد اور شریعت کے ضوابط اور آنحضرتؐ کے حالات کے مطابق بحث کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ درایت بہت عمود ہے اور کوئی بھی صاحبِ فن اس سے انکار نہیں کرتا مگر صدافسوس کہ

## آج کل کی درایت ذہنی آوارگی ہے | منکرین حدیث وغیرہم نے آج

جس درایت کو اپنا سہارا ڈھونڈا ہے وہ درایت درایت نہیں ہے بلکہ وہ سخت مذہب و مذہب کی ذہنی آوارگی ہے۔ محترم مولانا فرماتے ہیں۔

”اس درایت میں (جس کا ذکر اوپر ہوا ہے) اور جو درایت آج کل ہمارے بازار میں بک رہی ہے۔ بڑا فرق ہے۔ مصطلح درایت میں علم سے بصیرت ہے۔ ہمارے بازار کی درایت میں ذہنی آوارگی ہے اور پریشان خیالی ہے۔ شریعت میں عمائد حدیث میں خصوصاً اس قسم کی بے قاعدگی اور آوارگی کو جگہ نہیں دی جانی چاہئے۔ سر سید احمد مرحوم نے اسی درایت کے حوصلہ پر جھٹکے اور محال کو برابر کر دیا تھا وہ دونوں کو محال سمجھتے تھے۔ (مقالہ مذکورہ ص ۱۱۱)

## مودودی مکتب فکر | ہمارے بہت سے جتلائے فریب احباب پر یہ عنوان بھی بہت شاق گزرے گا۔

مگر حقیقت کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ واقعہ ہے کہ مودودی مکتب فکر سرسید مرحوم ہی کے خیالات کی پیداوار ہے۔ چنانچہ ہمارے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی کے قلم حقیقتِ حق سے اس دامن کو سن لیجئے۔ مولانا فرماتے ہیں:-

## مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی | مولانا اصلاحی اور مودودی کا مکتب فکر

مولانا شبلی اور سرسید کے مکتب فکر سے ملتا جلتا ہے۔ یہ حضرات بھی تفقہ اور درایت

کے غائبانہ عاشق ہیں مگر یہ ظاہر نہیں فرماتے کہ ان کے ہاں درایت کا مفہوم کیا ہے مولانا شبلی نے جب ولایت کی بحث چھیڑی تو اہل حدیث علماء نے ان کا اس طرح تعاقب فرمایا کہ اس بحث کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہا۔ فقہاء اہل محدثین کی حضرات کو پوری طرح واضح فرمایا۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کی حسن البیان۔ مولانا ابوبکری شاہجہانپوریؒ کی الارشاد اہل مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ کی سیرۃ النجاری میں یہ موضوع اس طرح چھان پھٹک کر رکھ دیا گیا ہے کہ آئندہ اس پر تنقیص لکھنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکی۔ مودودی صاحب نے ”دانشمندی“ سے کام لیا۔ درایت کو گول مول کر دیا۔ کچھ نہیں فرمایا کہ درایت سے ان کی کیا مراد ہے۔ اور وہ کون سے اصول ہیں جو فقہاء نے اس کے متعلق وضع فرمائے۔ البتہ محدثین پر تنقید فرماتے ہوئے ارشاد ہے ”وہ (محدثین) بھی زیادہ سے زیادہ یہی کہتے تھے کہ اس حدیث کی صحت ظن غالب ہے۔ مزید برآں یہ ظن غالب جس بناء پر ان کو حاصل ہوتا تھا وہ بلحاظ روایت تھا نہ بلحاظ درایت“ ان کا نقطہ نظر زیادہ تر اخباری ہوتا تھا فقط ان کا اصل موضوع نہ تھا انہی (مسئلہ امتثال ص ۳۱۹) مولانا اصلاحی مدظلہ تنقید حدیث کے منصب کو اور بھی کھلا رکھنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

”وہ (فقہاء حدیث) اخلاقی اعتبار سے بھی اتنا بلند ہو کہ اس نے دین بازی کو اپنا شغل نہ بنا رکھا ہو وہ حدیث پر نقد و تبصرہ کا اہل ہے یہ منصب نہ ہر لائے مکتبی کا ہو سکتا ہے نہ دفتر کے لاکڑوں کا۔“ (ترجمان جلد ۲۵ عدد ۲ ص ۱۲۵)

پھر فرماتے ہیں:-

”تشذغ کی اسانید رسمی علوم کی تفصیل مدارس کی تعلیم سے بھی یہ اہمیت حاصل نہیں ہوئی کہ حدیث پر تنقید کر سکے۔ بلکہ میرے نزدیک آدمی کے علم و فضل کی بہترین سند اور بہترین شہادت اس کے اپنے کارنامے اور اس کی دینی خدمات ہیں۔“

امولاً کارناموں کی اہمیت سے انکار نہیں لیکن اس معیار کے خطرات کو مولانا نے محسوس نہیں فرمایا۔ مرزا غلام احمد، عنایت اللہ خاں الشرقی اور پردیز وغیرہ حضرات تنقید

کافی اور حدیث کے رد و قبول میں حکم کی حیثیت کارناموں ہی کی بنا پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آپ رسمی علوم اور مشائخ کی اسانید کو نظر انداز فرما کر بعض اعتراضات سے بچ گئے ہیں۔ مگر کارناموں اور خدمات کے عموم سے ایک دوسری مصیبت کی ذمہ داری آپ نے اپنے سر لے لی ہے۔ درایت اور کارناموں کو اگر کھلا اور آزاد کر دیا گیا تو یہ انکار حدیث کا پیش خیمہ ہوگا۔ مولانا مودودی اور آپ کی روش حدیث پر نقد میں ایسی فضولیت اور آفاکی کا راستہ کھول دیگی جسکی مصرت انکار حدیث سے کم نہیں ہوگی اس آوارگی کا اندازہ ان چند پڑھ بکھے حضرات سے نہیں لگانا چاہئے جو آپ کے پیچھے پھرتے پھرتے رہتے ہیں۔ اور نہ ان چند اہل حدیث رفقاء سے جو جماعتی یا بند یوں کی وجہ سے منقاد زیر پر رکھنے پر مجبور ہیں۔ جماعتی مصالح کی بنا پر وہ اپنا عندیہ کھل کر نہیں کہہ سکتے۔ اس کا اندازہ ان عوام سے لگانا چاہئے جو ملک کے اطراف و اکناف میں آپ کا لٹریچر پڑھتے ہیں۔ جب وہ حریم قیادت سے یہ سنیں گے کہ ائمہ حدیث اصول درایت سے محروم تھے۔ ان کا نقطہ نظر اخباری تھا فقہی نہ تھا۔ جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ مشائخ کی اسانید مدارس کی تعلیم سے تنقید حدیث کی اہلیت نہیں پیدا ہوتی تو وہ اپنے ذہن میں ائمہ اور دینی تعلیم کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے؟ وہ جب آپ کی زبان سے سنت کی تمناط اور سرکڑی ہوئی تعریف سنیں گے اخبار اتحاد کی ظنیت کا وظیفہ سنیں گے تو اس ماخذ کے متعلق ان کے حُسن ظن کو کس قدر ٹھیس لگے گی؟ حریم قیادت میں آنے کے بعد آپ کی ذمہ داریاں "کبھی تاں سے کہیں زیادہ ہو گئی ہیں جو فرمانا ہو اسے بہت سوچئے۔ نہ ہر درایت سے فن حدیث میں ہمارت حاصل ہوتی ہے نہ ہر کارنامے اور خدمت سے انسان "رسول" کا مزاج شناس بن سکتا ہے اس کے لئے وہی لوگ موزوں ہو سکتے ہیں حدیث جن کا روز و شب کا مشغلہ ہے۔ جن کے عزیز اوقات قلال اللہ و قال الرسول کے شغل میں بسر ہوتے ہیں۔ قیادت پیشہ حضرات نہ میرا پیچا ہتے ہیں نہ جوت۔ (رقائین جماعت اسلامی کی اس تباہ کن ذہنیت کے اثرات ان نوجوانان اسلام میں لائحہ کیے جا سکتے ہیں جو جماعتی لٹریچر سامنے رکھتے ہوئے حدیث اور

سنت کے خلاف باہر ملک برائے بی نفاذی ایک محسوس نہیں کرنے

# مولانا مودودی صاحب کی "جوت" معترضہ اور سرسید کی نخر پرستی سے ملتی ہے

ناظرین کرام! آپ مطالعہ کر چکے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب نے تقبیات ص ۳۲۲ میں فقہاء کی تعریف کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ فقہ کی روح روح مجری میں گم ہو جاتی ہے پھر وہ اسناد کا بھی محتاج نہیں رہتا وہ بسا اوقات ایک غریب ضعیف منقطع السند مطعون فیہ حدیث میں بھی "ہیکر کی جوت" دیکھ لیتا ہے۔ مولانا کی یہ بات جب قدر مضحکہ خیز نہ رہے محتاج تشریح نہیں ہے۔ محدثین کا بالاتفاق فیصلہ ہے کہ **اِسْنَادُ مِّنَ الدِّیْنِ وَ لَوْ لَا اِسْنَادُ لِّقَالَ مَن شَاءَ مَا شَاءَ** اسناد نہ ہو تو ہر شخص جو چاہے گھڑ کر رسولؐ کے ذمہ تھوپ دے۔ مگر مولانا مودودی صاحب کے ہاں ایک ارتقائی مقام ایسا ہے جہاں اسناد کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ افسوس کہ یہ ارتقائی مقام نہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہو سکا نہ امام ترمذی کو آج چودہویں صدی کا ایک متفقہ اس درجہ پر فائز ہو گیا۔ سبحان اللہ۔ ۵

بُت کریں آرزو خدائی کی

شان ہے تیری کبریائی کی

مناسب ہے کہ اس مودودی نقس کی کچھ کیفیت آپ ہمارے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی ہی کے قلم حقیقت رقم سے مطالعہ فرمائیں۔ مولانا مدظلہ "مزاج شناسی اور جوت" کی سرخی کے تحت فرماتے ہیں۔

"مولانا مودودی نے مسلک اعتدال میں اصول حدیث اور ان کے قواعد کو نفی اور

انسانی سامعی کا نتیجہ کہہ کر ان کے مقام کو ہٹا کر "دین کے سسٹم" "مزاج شناسی"

اتھیرے کی جوت" پر نقد حدیث کا اظہار فرمایا ہے اور پھر اسے ذوقی کہہ کر حدیث

اور اسکی تنقید کو اس قدر بے اصول کر دیا کہ اس سکین فن پر ہر منچلا زبان درازی

کر سکے اور مولانا اصلاحی نے کارناموں اور خدمات کو سیار قرار دے کر اُسے  
اور بھی کھلا کر دیا یہ کشادگی نہ قاضی عینی بن ابان کے مسلک میں تھی نہ متاخرین  
فقہاء میں اسکی "جرت" کچھ تو معتزلہ سے ملتی ہے اور کچھ سرسید کی نیچر پرستی سے  
بچارے اہل حدیث جو متاخرین فقہاء اور قاضی عینی بن ابان سے شاکی تھے وہ  
آپ کے اس تنقیدی جوہر و دستاویز پر کیے مطمئن ہوتے۔" (مقالہ مذکورہ ص ۱۰۴)

## مودودی مکتب فکر میں ہر طرف ظن ہی

ظن ہے | مودودی ازم میں حدیث کی اہمیت کم کرنے کے لیے بار بار  
ظن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اخبار آحاد  
ظنیات کا مجموعہ ہیں۔ اور ظن کے لیے مشروعیت میں کوئی گنجائش نہیں۔ ظن کے حسن و  
قبح پر پوری تفصیل معلوم کرنے کے لیے تو مقالہ مذکورہ کا صفحہ ۱۰۵ ہی مطالعہ فرمائیے جس  
سے پوری حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی۔ مگر مودودی مکتب فکر میں ہر طرف ظن  
ہی ظن ہے اس کیفیت کو معلوم کرنے کے لیے مولانا محمد اسماعیل صاحب مظلّم کی یہ  
عبارت نقشِ ذہن فرمائیے۔

"لیکن جہاں آپ اس وقت تشریف فرما ہیں وہاں ظن ہی ظن ہے۔ درایت ظنی  
قیاس ظنی علت ظنی اس کا طرہ و عکس ظنی فراج شناسی ظن محض ادھر سے کی  
جوت ظنی۔ محدثین کا بابا اصول ظن ظن حدیث آپ کی نظر میں اس لیے نہ بچ  
سکا کہ یہ انسانی کوشش ہے۔ جو اپنی فطری حدود سے آگے نہیں جاسکتی لیکن  
درایت "اور دین کا سسٹم" اور "شرعیات کا مزاج" قیاس اور اسکی عقل  
یعنی توانائی معاشی کے نتائج ہوں گے باقاعدہ ظن سے بھاگ کر آپ ذوقی  
اور بے قاعدہ ظن کے زیر سایہ آگئے۔ مسلک اعتدال کی تلاش میں بے اعتدالی  
کا شمار ہو گئے۔ وَلِتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

(مقالہ مذکورہ ص ۱۰۴)

# محدثین کے بارے میں یہ مودودی فتویٰ

بھی صحیح نہیں! محدثین کرام رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے متعلق مولانا مودودی کا فتویٰ یہ ہے کہ

”ان کا نقطہ نظر زیادہ تر اخباری ہوتا تھا۔ فقہ ان کا اصل موضوع نہ تھا۔ فقہانہ نقطہ نظر سے احادیث کے متعلق رائے قائم کرنے میں محدثین کرام فقہائے مجتہدین کی بہ نسبت کمزور تھے، وغیرہ وغیرہ اس مودودی فتویٰ کی حقیقت مولانا محمد اسماعیل منظر احوال کے لفظوں میں سطا لہ فرمائیے۔ مولانا فرماتے ہیں:-

”یہ بھی صحیح نہیں کہ احادیث کی تنقید میں محدثین کرام کے ہاں درایت کو اہمیت نہیں دی گئی یا محدثین کا نقطہ نظر اخباری تھا فقہانہ نہ تھا بلکہ جہاں تک عقل اور درایت کا مقام ہے محدثین کرام کے ہاں اس کا پورا پورا احترام فرمایا گیا ہے۔ ائمہ حدیث اور فقہاء کے طریق فکر میں اختلاف کا یہ مطلب قطعا نہیں کرائے۔ حدیث تفقہ سے بے خبر تھے۔ اختلاف تو خود فقہائے عراق میں بھی موجود ہے۔ علامہ ربوہ کی کتابیں النظر سے ظاہر ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ میں اصولی اختلافات موجود ہیں یہ سب طریقہ فکر کا نتیجہ ہے نہ فقہاء حدیث سے بے بہرہ ہیں نہ ائمہ حدیث فقہ سے بے خبر۔ اختلاف کی وجہ صرف طریق فکر میں اختلاف ہے در نہ درایت اور ہرے کی جوت سے یہ جوہری کوئی بھی بے خبر نہ تھا۔

(مقالہ مذکورہ ص ۱۷)

## یہ مولانا مودودی کا ایک خواب کی جسی کوئی

تفسیر نہیں! ائمہ حدیث کے مقام رفعت کو گرانے کے سلسلے میں مودودی صاحب نے بار بار فرمایا ہے کہ محدثین نے اصول درایت کو نظر انداز فرمادیا۔ مودودی صاحب کے اس فتویٰ کو اگر نظر غائر دیکھا جائے تو کہنا



پڑے گا کہ مجموعہ احادیث کی تکذیب اور انکار کے سلسلے میں یہ "یٹم بم" سے بھی زیادہ خطرناک ہتھیار ہے۔ کاش جماعت اہل حدیث کے وہ عوام و خواص جو مودودی ازم کی ظاہری "دل فریبیوں" میں مبتلا ہیں اور محض اپنے "حسن ظن" کی بنا پر اپنے مسلک اپنے ضمیر اپنے اساتذہ کرام و بزرگان سلف کی صدائے حق کے خلاف "یہاں سب کچھ برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں" وہ بغور اپنے اس طرز عمل پر نظر ثانی کریں ایسا نہ ہو میدان محشر میں بعد افسوس کہنا پڑے "يَا دَيْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ اُخْنَدُ فَلَا نَاخِلِيْلًا" اللہ پاک جزائے خیر سے ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کو آپ نے بروقت مودودی ازم کی نہ صرف بنیادیں ہلا دی ہیں بلکہ ہمارے فریب خوردہ عوام و خواص اہل حدیث کو بھی آپ نے ایسا دل سوز پیغام حق دیا کہ اس کے بعد بھی مبتلائے فریب رہنے والے کو "مخروعی قیمت" ہی سے تقبیر کیا جاسکے گا۔ مولانا مدظلہ العالی فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں۔

"مولانا مودودی اور مولانا اسلامی کے معنایں میں نقد حدیث کے متعلق جن نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے محدثین کرام کی نظر اس سے بہت آگے ہے یہ کس شخص نے آپ کو بتایا کہ محدثین نے اصول و روایت کو نظر انداز فرمایا۔ یا ان کا نقطہ نظر صرف اخباری تھا۔ پورے دثوق سے عرض کر دوں گا کہ نقد حدیث کے متعلق فقہائے عراق نے عقل کی روشنی میں آج تک کوئی اصل وضع نہیں فرمایا یہ مولانا شبلی مرحوم اور مولانا مودودی کا ایک خواہ ہے جسکی کوئی تقبیر نہیں۔ یہ ایک ایسا تخیل ہے جس کا نفی الامر سے کوئی عقل نہیں۔ تنقید حدیث کے متعلق آج تک جو کچھ ہے وہ عقلی ہو یا نقلی روایت کے نقطہ نظر سے ہو یا روایت کے لحاظ سے سب اثر حدیث کی مساعی کا مرہون منت ہے۔ یہ میرا خیال نہیں آج سے چند سال قبل مولانا عبد الجبار عمر لہوی مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا عبدالغفر زحیم آبادی۔ مولانا عبداللہ مبارکپوری نے پوری آواز سے اس کا اعلان کیا۔ یہ ہماری نفسی

لے حال ہی میں مولانا اسلامی نے جماعت اسلامی کی مجلس طہری سے استغفار دے دیا ہے اس اعلان کے بعد کہ مولانا مودودی صاحب آئین کی خلاف ورزی کر کے جماعت کو تباہ کر رہے ہیں (انجیل سچ ہے مگر تبرعہ)

اس کتاب کو عربی زبان میں لکھا گیا ہے۔

ہے کہ ان کے اتباع و اخذ یہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہیں، لیکن خاموشی پر مجبور ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(مقالہ مذکورہ ص ۱۱۱)

## احادیث اور سنت کے اس قتل عام کی ہرگز

اجازت نہیں دی جاسکتی | ہم اپنے اس مقالہ کو فرید طول دینا نہیں چاہتے۔ اس لئے مختصر

اصطلاح کے طور پر ہم صرف اپنے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی ہی کے ارشادات عالیہ کو نقل کر دینا چاہتے ہیں جو طالبان بصیرت کے لئے ”سررہ بصیرت“ ثابت ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مولانا مدظلہ ”اصل نزاع کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:-

”بحث اس میں نہیں کہ فہم اور تنقید حدیث میں محدثین کے نزدیک عقل اور درایت کو دخل ہے یا نہیں، پورے دین کا خطاب عقل مندوں سے ہے بحث اس میں ہے کہ آیا ہر مدعی عقل کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ کتاب و سنت کو اپنی عقل کی سان پر رکھ کر پرکھنا شروع کرے اور جو حکم اس معیار پر پورا نہ اترے اس کا انکار کر دیا جائے یا اُسے ماخذ کے لئے تعصب سے تعبیر فرما کر حقارت کی نگاہ سے ٹھکرا دیا جائے۔ آیا عقل و درایت کو احادیث اور سنت کے اس قتل عام کی اجازت ہونی چاہیے؟ امّہ اور حفاظ حدیث اور آج کے گنہ گار اہل حدیث اس کے مخالف ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے الفاظ کی تعبیر میں تنوع اور اسالیب کلام میں ہیرا پھیر کی حقانیت نہیں بدل سکتے۔“

(مقالہ مذکورہ ص ۱۱۱)

## فریب و عوام و خواص الی حدیث نوٹ کر لیں | ہم نے اپنے اس

مقالہ کو جس نام سے موسوم کیا ہے اس کے تحت ہم کو آج کی مجوزہ تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث کے درمیان اصولی اور بنیادی اختلافات کو دکھانا تھا۔ کوئی ذاتی عداوت یا حزبی تعصب یا ناجائز طرفداری کو ہرگز اس میں دخل نہ تھا۔ ہم اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔ اس کا فیصلہ ناظرین کرام کریں گے۔ آخر میں ہم اپنے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کی وہ قیمتی ہدایات نقل کر دیتے ہیں جن کا ایک ایک لفظ ہمارے لئے باعث رشد و فلاح ہے اور ہم عرض کریں گے کہ موردی ازم کے متعلق جو بھی حضرات اہل حدیث ابھی تک فریب خوردہ ہیں وہ عوام ہوں یا خواص، لیڈر ہوں یا مولانا، کوئی بھی ہوں، کچھ بھی ہوں مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کا ایک ایک لفظ ہم سب کے لئے باعث ہدایت بھی ہے اور تازیانہ عبرت بھی مولانا مدظلہ فرماتے ہیں۔

”جدید قیادتوں کے طریق فکر اور اہل حدیث کے طریق فکر میں بے ادراکھہ اختلاف ہے۔ قدم اٹھانے سے پہلے پوری طرح سوچنا چاہیے اور جدید نظریات کے اعتبار سے گہرا ناہنس چاہیے۔ مسائل جہان بینک اور بحث و نظر سے حل ہوتے ہیں، دباں درازی سے نہیں، میری رائے میں مولانا موردی اور مولانا اصلاہی کے نظریات نہ صرف مسلک اہل حدیث کے خلاف ہیں بلکہ یہ نظریات تمام ائمہ حدیث کے خلاف ہیں، ان میں آج کے جدید اقتزال اور تخم کے جرائم

غفی ہیں۔ (مقالہ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیثؑ)

ہم اپنے اس مقالہ کو اب مزید طول نہ دیتے ہوئے اپنے محترم مولانا مدظلہ کے ان ہی بیش قیمت الفاظ پر ختم کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو آج کے جدید فتنوں سے محفوظ رکھے۔ اور اپنی واسطے حبیب کی مرضیات پر گامزن رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

آخر میں مکرر پھر عرض ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے محض اخلاص و سہمردی کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ کوئی بھی غلط جذبہ اس میں کارفرما نہیں ہے پھر بھی اگر کسی بھائی

پر اس مقالہ کا کوئی لفظ گراں گذرے تو ہم تہہ دل سے اس بھائی سے معذرت خواہ  
ہیں۔ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ ہمارے محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب  
منظرہ اعلیٰ کی جو عبارات آپ کے میٹھ قیمت مقالہ "جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث"  
سے نقل کی گئی ہیں، مولانا کی ذمہ داری صرف ان ہی عبارات سے متعلق ہے۔  
تفصیلات کے ذیل میں عنوانات مختلفہ کے ساتھ جو کچھ عرض کیا گیا ہے اگرچہ وہ  
سب کچھ حضرت مولانا ہی کی عطا کردہ روشنی کے تحت ہے تاہم اسکی ذمہ داری صرف  
ہم پر ہے۔ محترم مولانا کی عطا کردہ روشنی کو ہم نے مناسب سمجھا کہ زیادہ پھیلاؤ کے  
ساتھ میٹھ کر کے اہل بصیرت کے لیے عام کر دیا جائے۔ تاکہ خواص کے علاوہ عوام  
بھی اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

ربنا لا تاخذنا ان نسينا او اخطانا و صلي الله  
علي خير خلقه محمد و علي آله واصحابه اجمعين  
والحمد لله رب العالمين

خادم محمد داؤد رازا السلفی عفا اللہ عنہ

ساکن

مقام رہنما پوسٹ پنگواں ضلع

گورنمنٹ ڈسٹرکٹ پٹیالہ

حال دارد

جس مع اہل حدیث مومن پورہ بیٹی راجہ

۶ ستمبر ۱۹۵۷ء

# حَدِیثِ بَیِّنَات

بلیسٹل شیریں زبان حضرت مولانا ابوالکلیان حماد

حدیث وہ ہے جسے قولِ مصطفیٰ کہیے      حدیث وہ ہے جسے فعلِ مجتبیٰ کہیے  
حدیث وہ ہے جسے روح کی غذا کہیے      اسی کو نفس کے امراض کی دوا کہیے  
سنائی دیتی ہے جب بھی صدقِ قالِ رسولؐ      قوجی میں آتا ہے ہر بار مرحبا کہیے

زوالِ فکر و نظر ہے حدیث کا انکار

بحرِ ضلال میں اسکو اور کیا کہیے

فاضل بے بدل حضرت مولانا عبدالمبین منظر

عجب دلیر ہوئے جا رہے ہیں مودودی      مخالفت میں حدیثوں کی کیا سو کیا کہیے  
محدثین پر بے اعتمادیاں کر کے      صحیح حدیث سے ہوتے ہیں پوچھا کہیے  
جو گاؤں گاؤں پر پھیلی جماعتِ اسلامی      مذاق اس کا حدیثِ نبویؐ سے کیا کہیے؟  
اب ان سے پوچھیے وہ دفترِ حدیث کہاں؟      جسے کلامِ نبویؐ قولِ مصطفیٰ کہیے  
درایت ان کے یہاں ہے حدیث کا مینا      بنے مزاج شناس رسولؐ کیا کہیے  
محدثین؟ درایت سے آشنا ہی نہ تھے      یہ اُٹھائے درایت ہیں خوب کیا کہیے

یہ ایک فتنہ ہے منظر بجائے اس کو خدا

ہو عقل و ہوش جسے آخری دعا کہیے

حضرت مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی رحم

حدیثوں میں بخاری کی عجیب شانِ عظیم ہے      کتاب حقِ مقدم اس سرِ سبکِ مقدم ہے

محدث جتنے دنیا میں گزریں راسخ و کامل  
فیوضِ رشد اور خیر کثیر ان دو سے جاری ہے  
تسلیم سب کا اسکی صحت کے لئے ختم ہے  
کتب اللہ کو تر ہے بخاری چاہ زمزم ہے  
نہیں ہے اہل سنت سے کبھی طامن بخاری کا  
وہ جاہل ہے غبی ہے بلکہ اجہل اور اظلم ہے

### از جناب حضرت مولانا نشر دلیو یاوی

کیا شان ہو کیا شان ہو کیا شان بخاری  
دنیا کو صداقت ہو شتِ اخوان بخاری  
واللہ خدا خود ہے نگہبان بخاری  
ہر صاحب ایمان ہے قربان بخاری  
ہر کورِ نظر درپے بطلان بخاری  
اگر حاسد بد بخت کبھی شان بخاری  
دیکھیں جو جمالِ رُخ تابان بخاری  
پی جس نے لیا بادۂ عرفان بخاری

اے نشر عجب حال ہے ان فتنہ گردوں کا  
مرتے ہیں نہ جیتے ہیں حدود ان بخاری

### مولانا اقبال احمد بدھ پوری مرحوم

محمود ملکِ رتبہ والا ہے بخاری  
قرآن کے سوا آج زمانہ میں نہیں ہے  
مقبول سلفِ صحت یکتا ہے بخاری  
صحت میں صحیفہ کوئی ہمتا ہے بخاری  
ایماں کی علامت ہے تولد ہے بخاری  
چشمِ اولیٰ الابصار میں ہے جائے بخاری  
کیا ہوتا ہے اگر شہرہ چشمِ اسکو نہ دیکھیں  
اِس نورِ الہی کی ضیاء یوں ہی رہے گی  
افواہ سے ممکن نہیں اطفالے بخاری



وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرة 143)

(Thus we have made you a just (and the best) nation, that  
you be witness over mankind and the messenger (Muhammad  
) be a witness over you) (Chapter Albqra Verse 143)

**TAHREEK-E-JAMATE-ISLAMI**

&

**MASLKE AHLEHADITH**

*By*

**Allama Muhammad Dawood Raz Daharvi**

*Preface*

**Shakeh Ul Hadith Muhammad Ismail Salafi**

Ex. Nazime Aala Markazi Jameeat Ahle Hadith Pakistan

18-Sufaid Masque Opposite From Police Office Soldger Bazar NO.1 Post Coad.74400

Ph.7226509 Fax.92-21-2419580 Mobile.0300-2160113